مجموعۂ تقاریر

مبلغ اعظم مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسماعیل

خطباتِ مبلّغِ اعظم

مجموعہ تقاریر

رئیس المناظرین فخر المحققین، مبلّغِ اعظم

حضرت علامہ محمد اسماعیل دیوبندی اعلی اللہ مقامہٗ

مرتب

مولانا ندیم عباس حیدری علوی

ناشر

اِدارہ منہاجُ الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون : 5425372

کتاب	:	خطباتِ مبلغِ اعظم
تقاریر	:	حضرت علامہ محمد اسماعیل دیوبندی اعلی اللہ مقامہ
مرتب	:	مولانا کلیم عباس حیدری علوی
پروف ریڈنگ	:	غلام حبیب
اشاعت	:	جنوری 2010ء
صفحات	:	176
ہدیہ	:	[illegible] روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصَّالِحِین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔غزنی سٹریٹ۔اُردو بازار۔لاہور

فون: 042-7225252 ، 0301-4575120

ترتیب

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلحَمدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ

اصْطَفٰی خُصُوصًا عَلٰی مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی

وَاَهْلِ بَیْتِهٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الشُّرَفَاءُ

امابعد! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

فِی کِتَابِهٖ الْمَجِیْدِ وَخِطَابِهٖ الْحَمِیْدِ

وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ

جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ

قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ

(سورۂ بقرہ، آیہ ۱۲۴)

✿✿✿

مجلسِ اوّل

- اگر اللہ کے دین پہ کوئی مشکل آئے تو علیؑ، محمدؐ پہ مشکل آئے تو علیؑ، مردِ مسلمان پہ آئے تو علیؑ، حتیٰ کہ صحابہ کرام پہ آئے تو علیؑ۔
- جہاں نامِ علیؑ نہیں ہے وہاں شیعیت ہی نہیں ہے۔ اور جو نادِ علیاً کا منکر ہے وہ شیعہ ہی نہیں ہے۔
- محمدؐ کے بعد نبی کوئی نہیں اور علیؑ کے علاوہ امام کوئی نہیں۔
- اللہ فرماتا ہے کہ جو خیبر سے بھاگ گئے وہ خیبر سے نہیں پھرے بلکہ دین سے پھر گئے۔
- ولی کہتے ہیں اللہ کے قریبی کو، اور قریبی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کا رشتہ دار ہے۔
- میں علیؑ کو خدا تو نہیں کہتا مگر اتنا کہتا ہوں: علیؑ خدا نہیں بلکہ علی ید اللہ ہے۔
- علیؑ تلواروں میں ڈرتا کیوں نہیں اور یہاں خوف جاتا کیوں نہیں؟
- اللہ کے بندے! جب قرآن میں علیؑ کا نام ہی اذان ہے تو وہ اذان کیسی کہ جس میں علیؑ کا نام نہ ہو۔
- اگر دنیا اہلِ بیتؑ کے ساتھ تمسک کرتی تو خامسِ آلِ عباء آج میدانِ کربلا میں اکیلا کھڑا ہو کر یہ کیوں فرماتا: ''کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے''۔
- او مسلمانو! تمھاری نظر میں اگر خطاکار ہوں تو میں ہوں لیکن اس بچے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تین دن کا پیاسا ہے

مجلسِ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۤءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۤءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ (سورہ فتح، آیہ ۲۹)

حضرات ـــــ!

اس کانفرنس کا نام ہے "نادِ علیا" ۔ کانفرنس نادِ علیا کے معنی ہیں: "علیؑ کو پکارو"۔ آج ہمیں ایسی کانفرنسیں رکھنے کی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ نادِ علیا سے لوگ انکار کر رہے ہیں ـــــ (صلوات)

لہٰذا میں تو اسی نکتۂ نگاہ سے حاضر ہوا کہ مولا علیؑ کے حوالے سے کچھ مسئلے ہوں گے، کچھ تقریریں ہوں گی اور یاد رکھو! نادِ علیا تمہیں یہ بتلا رہی ہے کہ جب بھی مشکل آئے خواہ خیبر جتنی مشکل کیوں نہ ہو کسی کا جلوس رُکتا ہو، اس کا واحد علاج یہ ہے کہ یا علیؑ مدد کہہ کر نعرہ لگا دیں مشکل حل ہو جائے گی ـــــ (نعرۂ حیدری)

تمہارے پاس سوائے نادِ علیا کے اور کوئی مشکلوں کا علاج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں ہم تو ہم رہ گئے محمدؐ کے پاس نہیں ہے۔ اگر اللہ کے دین پہ کوئی مشکل آئے تو علیؑ، محمدؐ پہ مشکل آئے تو علیؑ، مردِ مسلمان پہ آئے تو علیؑ حتیٰ کہ صحابہ کرام پہ آئے تو علیؑ۔

لہٰذا اس سلسلے میں مَیں حاضر خدمت ہوا، باقی آپ کو معلوم ہے جس دن آپ کے یہاں تختی ہوئی اس دن میں اسی امام باڑہ میں تھا۔ دوسرے دن دو بجے تک میں یہیں تھا اور جو اس کے متعلق آپ پاس کریں گے۔ اگرچہ میں بوڑھا ہوں میری یہ ڈیوٹی نہیں ہے اس لیے کہ اگر ایسے میدانوں میں اگر میں نہ بھی آؤں تو اس میں حیرت کیا ہے۔ جہاں اور مولوی نہیں جاتے اگر میں نہ جاؤں تو اس میں کیا ہرج ہے؟

ہائیکورٹ میں جاؤں تو مَیں، اسمبلی میں جاؤں تو مَیں، کسی مناظرے میں جاؤں تو مَیں، جہاں کہیں مذہب پر حملہ ہو، بلاؤ مولوی اسماعیل کو۔ تو معلوم ہوا کہ مَیں اور جو آپ کے ہزاروں حملے روک رہا ہوں مگر یاد رہے! اس میں بھی مَیں پیچھے نہیں رہوں گا۔ یہاں بھی سب سے آگے نہ ہوا تو مَیں مبلغِ اعظم پیدا ہی نہیں ہوا ____ (نعرۂ حیدری)

میں قوم کے ساتھ ہوں جو مولوی مولا علیؑ کے ساتھ ہے، مَیں بھی اس کے ساتھ ہوں، جو علیؑ کے ساتھ نہیں ہے میں بھی اس کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نماز کے لیے شیعہ نہیں ہوا تھا۔ نماز دوسرے فرقوں میں بھی موجود تھی، نہ میں ڈاڑھی کے لیے شیعہ ہوا تھا۔ داڑھی میں نے کم کرائی ہوگی بڑھائی نہیں تھی۔

میں جب شیعہ ہوا تھا تو میں مولا علیؑ کے لیے شیعہ ہوا تھا۔ علیؑ کا نام لینا میرا کام ہے۔ علیؑ سے محبت کرنا میرا کام ہے۔ علیؑ کی فضیلت پڑھنا میرا کام ہے، میں علیؑ کے نام کو مذہب شیعہ سمجھتا ہوں۔ جہاں نامِ علیؑ نہیں ہے وہاں شیعیت ہی نہیں ہے۔ اور جو نادِ علیا کا منکر ہے وہ شیعہ ہی نہیں ہے۔ نادِ علیا کے معنی ہیں: "علیؑ کو پکارو"۔

فریاد کرو، استغاثہ کرو۔ یہ میں قرآن سے ثبوت دیتا ہوں کہ جو آدمی علیؑ کے سامنے استغاثہ نہ کرے اور علیؑ کو پکارے نہ، وہ شیعہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ۔ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ○ (سورۂ قصص، آیہ ۱۵)

''اور وہ شہر کے اندر گئے ایسے وقت جب وہاں کے لوگوں کو خبر نہ تھی تو وہاں دیکھا دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے، یہ اُن کے دوستوں میں سے تھا اور یہ اُن کے دشمنوں میں سے تھا تو اُس نے جو اُس کے دوستوں میں سے تھا فریاد کی اُن سے اُس کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا تو موسیٰ نے اُسے گھونسا مار دیا تو اُس کا فیصلہ کر دیا کہ یہ شیطان کی کارستانی کا نتیجہ ہے بلاشبہ وہ کھلا ہوا گمراہ کرنے والا دشمن ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''موسیٰ شہر میں داخل ہوا تو دو بندے لڑ رہے تھے''۔

هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ

''یہ موسیٰ کا شیعہ تھا''۔

وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

''یہ موسیٰ کا دشمن تھا''۔

ایک موسیٰ کا دوست اور ایک موسیٰ کا دشمن تھا۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ

"پس استغاثہ کیا، فریاد کی اس نے جو موسیٰؑ کا شیعہ تھا برخلاف اس کے کہ جو موسیٰؑ کا دشمن تھا"۔

لو قرآن آپ کے سامنے ہے۔ اس شیعہ نے استغاثہ کیا: یا موسیٰؑ! مجھے مار رہا ہے، آیئے امداد کو۔ شیعہ نے استغاثہ کیا موسیٰؑ مدد کے لیے پہنچ گئے۔

او اللہ کے بندے! جب موسیٰؑ کا شیعہ وہ ہے جو یا موسیٰؑ مدد کہے تو علیؑ کا شیعہ کیسا ہے کہ جو یا علیؑ مدد نہ کہے؟ (نعرۂ حیدری)

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ

"استغاثہ کیا اس کے شیعہ نے"۔

کہتے ہیں کہ جی وہ شیعہ جو تھا وہ گناہگار تھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہم تو چودہ ہی معصومؑ مانتے ہیں، چندرواں تو کوئی معصوم مانتے ہی نہیں۔ ہوگا شیعہ گناہگار مگر جب اس نے موسیٰؑ کو پکارا تو کیا موسیٰؑ پہنچے یا نہیں پہنچے؟ مدد کر دی، حالانکہ وہ گناہگار تھا تو پتہ چلا کہ امامؑ گناہگار کی مدد کو بھی پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ وہ امامؑ کا ماننے والا ہو۔

بس عزیزانِ من ـــــ!

لہٰذا میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں کہ اگر کوئی کسی محاذ کو زندہ کرنا چاہتا ہے تو میں اس محاذ کا ادنیٰ سپاہی ہو کر شاملِ حال ہوں گا۔ اگر کوئی مولوی مذہبِ شیعہ پر حملہ آور ہے تو پھر اکیلا میں ہی کافی ہوں ـــــ (نعرۂ حیدری)

یہ چھوٹے چھوٹے رقعے بچے مجھے بھیج رہے ہیں کہ جی علیؑ ولی اللہ پر رٹ ہو گئی ہے تو پھر کیا ہوگا اگر رٹ ہو گئی ہے تو ہو جانے دو، جب خیمۂ سادات میں میٹنگ ہوئی تھی تو میں گیا تھا اس وقت میں نے وہاں کہہ دیا تھا ان سے، کہ رٹ ہو گئی ہے اس کو واپس نہ لینے دو۔ اس واسطے واپس نہ لینے دو قرآن سے تو ثبوت ملتا ہی ہے۔ حدیث سے ملتا ہی ہے علیؑ ولی اللہ کا ثبوت۔ مگر رٹ ہونے دو میری بھی یہ

مرضی ہے کہ قرآن وحدیث کے بعد میں ہائیکورٹ کے کاغذوں میں، سپریم کورٹ کے کاغذوں میں لکھا کر مرنا چاہتا ہوں کہ علیؑ ولی اللہ کہاں لکھا ہے ــــــ (نعرۂ حیدری)

یہ نعرۂ ولایت جو آپ لگا رہے ہیں، بسم اللہ میں بڑا خوش ہوں مگر اس کے اندر ایک حرف کا اضافہ میری طرف سے کرلو۔

سن رہے ہو، نعرہ آپ کا وہی ہے "نعرۂ حیدری"۔ وہ آپ کا نعرہ ہے بڑا پرانا۔ بڑی دیر کا، انھوں نے رٹ نعرے کے برخلاف تو نہیں کی۔ رٹ تو کلمہ کے برخلاف ہے۔ تو پھر نعرۂ نعرہ رہنے دو اور کلمہ کلمہ۔

پھر یوں لگایا کرو کہ جب نعرۂ ولایت لگانا ہو تو کہا کرو: "کلمۂ ولایت علیؑ ولی اللہ۔

نعرہ تو آپ کا مسلّم ہے، بحث ہو رہی ہے کلمہ میں۔ ہر مسجد کا مُلّاں جسے کچھ نظر بھی نہ آئے وہ بھی پوچھ رہا ہے کہ یہ علیؑ ولی اللہ کہاں لکھا ہے، حالانکہ بات بالکل سیدھی ہے، بطے ہے، مگر جب نہ ماننا ہو تو کون منوائے؟

شاہ صاحب قبلہ بیٹھے ہیں، بات صرف یہ ہے کہ نبوت ختم ہے، ولایت جاری ہے، کیا مطلب؟ نبیؐ نہیں آسکتا، جو آئے گا ولی آئے گا، پچھلے سال ختمِ نبوتؐ پر انکار تھا اس سال ولایت پر شروع ہوگیا۔

راولپنڈی میں ایک میٹنگ ہوئی، ایک مولاؑ کا مداح بھی اس میں تھا۔ اس نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ مولوی صاحب! بڑی مشکل ہوگئی ہے۔ میں نے کہا: کیا مشکل ہے؟ اس نے کہا: مرزائیوں نے چیلنج دے دیا ہے کہ ٹیلی ویژن پر ہم سے مناظرہ کیا جائے۔ میں نے کہا: پھر؟ اس نے کہا: کوئی مولوی تیار نہیں ہو رہا۔

میں نے کہا: پھر؟ اس نے کہا: آپ کا نام پیش ہوا ہے۔ میں نے کہا: میں تیار ہوں مگر مناظرہ کے موضوع یہ لکھو کہ محمدؐ کے بعد نبی کوئی نہیں اور علیؑ کے علاوہ

امام کوئی نہیں ـــــ (نعرۂ حیدری)

تو اس نے مجھے ٹیلی فون پہ کہا: فس کے کہ نہیں وہاں امامت کا تو کوئی جھگڑا نہیں ہے، ولایت کی کوئی بات نہیں ہے، وہاں نبوت کی ہے۔

میں نے کہا: اس وقت تو ضرورت نہیں ہے مگر اگلے سال جو پڑنی ہے۔ یہ بتاؤ وہی بات ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ پچھلے سال ہم ختمِ نبوت ثابت کرتے تھے۔ انھوں نے نبوت کا دروازہ کھول دیا اور انھوں نے ولایت کا دروازہ بند کر دیا حالانکہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ اس اُمت محمدیہ میں دروازۂ ولایت کھلا ہے، مگر یاد رہے ایک دو باتیں میری یاد رکھو اس کے بعد میں تقریر کرتا ہوں، ثبوت دیتا ہوں۔ جہاں تک مرضی ہو، مولویوں سے میری بات چیت کروالو۔

اگر کوئی مولوی مجھے ہائیکورٹ کے باہر بھی منوادے۔ شاہ صاحب نے ایک مرتبہ پہلے بھی مجھے ہائیکورٹ میں بلایا تھا اور میں گیا تھا: جج صاحب نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ مَیں نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ لوگ سوال پوچھتے ہیں شیعوں سے اور وہ شیعہ بیچارے گواہی کے لیے آتے ہیں تو یہ مسئلے پوچھتے ہیں ان سے، اس لیے آیا ہوں۔

تو جج نے یہ کہا: ساری پبلک سے کہ پوچھ لو جو کچھ پوچھنا ہے۔ سارے چپ ہوگئے، کوئی نہ بولا۔ پندرہ منٹ میں کھڑا رہا، کسی نے کوئی چیز نہ پوچھی۔ خیر! خاموش ہوگئے، باہر آ گئے۔ وہ مولوی باہر نکلا جس کا نام عبدالقادر تھا۔ اس سے لوگوں نے کہا: آخر آپ نے پوچھا کیوں نہیں؟ تو اس نے کہا: جاؤ بے وقوفو! اندر جو پوچھو تو وہ لکھا جاتا ہے، لہٰذا جو کچھ پوچھنا ہو باہر پوچھو تا کہ بعد میں بندہ اپنی بات سے پھر بھی جائے۔

اسی واسطے اس پرٹ کو رہنے دو۔ اب تو میں یہ بستہ کتابوں کا مجلسوں میں لے آتا ہوں نا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے ہائیکورٹ میں بلایا گیا تو میں ٹرک لے کر نہ گیا

تو میرا نام اسماعیل نہیں۔

ایک بات تو یہ یاد رکھو کہ کوئی بُرا نہیں کیا انھوں نے، اس لیے کہ اس سے ہماری توجہ علیؑ ولی اللہ کی طرف ہوگئی۔ اگر کچھ ثبوت نہیں بھی یاد تھے تو اب ہم نے یاد کر لیے، کتابوں سے نکال لیے۔ ہماری ساری قوم آمادہ ہوگئی، بامعرفت ہوگئی، تقلید نہ رہے گی بلکہ تحقیق ہو جائے گی۔

ایک بات یہ یاد رکھو، دوسرا میں آپ کی خدمت میں عرض کروں: مَیں کوئی سیاسی بندہ نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے سیاست آتی ہے۔ پر یہ جو مولویت ہے نا، اور جب سے مفتی محمود وزارت سے باہر نکلا ہے ــــ (صلواۃ)

اس دن سے اس کو دوبارہ حکومت کے خواب آتے ہیں۔ میں ایک بات کہتا ہوں وہ یہ کہ ان مولویوں کی حکومت نہ بننے دینا، کیونکہ ان کو نہ تو سیاست آتی ہے، نہ ان کو عدالت آتی ہے۔ انھوں نے جب بھی حملہ کرنا ہے تم پر ہی کرنا ہے ــــ! (صلواۃ)

توجہ ــــ!

کہتے ہیں جی! کلمہ میں دکھاؤ "علی ولی اللہ" تو پھر لفظ کلمہ ولایت کے ساتھ میں دکھا دیتا ہوں اور یہ جو تم پڑھتے ہو: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے ساتھ مجھے لفظ کلمہ دکھاؤ، جہاں پر ولایت کا ذکر ہے اگر وہاں کلمہ نہ ہو تو میں مبلغ ہی نہیں۔ میں جانتا ہوں تمھارے کلمہ کو، اپنے کلمہ کو مجھے قرآن میں دکھاؤ، حدیث میں دکھاؤ، کلمۂ شہادت نہ دکھاؤ، بلکہ کلمۂ طیب دکھاؤ۔ جس پر ہماری بحث ہے۔ بڑے بڑے سمجھدار بیٹھے ہو!

پورے قرآن میں صرف ایک دفعہ لفظ محمد رسول اللہ آیا ہے، سورۂ فتح میں آیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

فرمایا: "محمدؐ اللہ کا سچا رسول ہے"۔

سورۂ فتح اُتری ہے ۶ ہجری میں، خیبر میں اُتری ہے، تیرہ سال مکے کے، چھ سال مدینے کے۔ انیس سال کے "محمد رسول اللہؐ" اُترا ہے جو اس سے پہلے مسلمان ہے وہ کیا پڑھ کے مسلمان بنے ـــــ (نعرۂ حیدری)

کہتا ہے: حدیث کے ساتھ، تو جب حدیث کے ساتھ پڑھتا رہا ہے تو ہم سے آیت کا مطالبہ کیوں کرتے ہو؟ یہاں پر آیت ختم نہیں ہوئی۔ "محمدؐ رسول اللہؐ" کے بعد بھی آیت ہے: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

محمدؐ اکیلا نہیں بلکہ محمدؐ کے ساتھ وہ ہستیاں جو کافروں پر غالب ہیں۔

یہ آیت اُتری ہے خیبر میں، کیا یہ ان کی شان میں اُتری ہے کہ جو اپنی پگڑی کافروں کو دے کر گھر میں آ گئے۔ مجھے بتاؤ! خیبر میں کون غالب رہا؟

قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ (سورۂ مائدہ، آیہ ۵۴-۵۵)

"اے ایمان والو! جو تم میں سے اپنے دین سے پلٹ جائے تو (کوئی بات نہیں) بہت جلد اللہ ایک جماعت کو لائے گا جنھیں وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اُسے دوست رکھتے ہوں گے، وہ

ایمان والوں کے سامنے نرم ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ میں سخت، اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے وہ عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی سمائی والا ہے بڑا جاننے والا۔ تمہارا حاکم و سرپرست بس اللہ ہے اور اس کا پیغمبر اور وہ ایمان رکھنے والے جو نماز ادا کرتے ہیں اور خیرات دیتے ہیں اس حالت میں کہ وہ رکوع میں ہیں"۔

غور سے سماعت فرمائیں!

اللہ فرماتا ہے کہ جو خیبر سے پھر گئے وہ خیبر سے نہیں پھرے بلکہ دین سے پھر گئے۔ جو ان کے بعد آئے وہ وہ قوم ہے، وہ اللہ سے محبت کرنے والے اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔

یہ صحیح بخاری ہے، رسولؐ اللہ نے فرمایا:

لَأُعطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ

ایک ہاتھ میں بخاری لو، دوسرے ہاتھ میں قرآن شریف لو۔

فرمایا: "جسے علم دوں گا وہ اللہ کا محب بھی ہوگا، اللہ کا محبوب بھی ہوگا"۔ ـــــــ (نعرۂ حیدری)

جس کو کل علم دوں گا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ کا محب بھی ہے اور اللہ کا محبوب بھی ہے۔ یہ قرب محبت ہے۔ ولی کہتے ہیں اللہ کے قریبی کو، اور قریبی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ کا رشتہ دار ہے، بلکہ ولی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی محبت کر کے اتنا فنا فی اللہ ہو چکا ہے کہ اس کی ذات کے اندر ولایت آ گئی۔

اب میں باطنی ولایت کا ذکر کرتا ہوں۔

اے شیعو ــــــ!

یہ قرآن اور احادیث پڑی ہیں۔ اللہ نے فرمایا: جب ولی بن جاتا ہے تو میں اس کا کان ہوتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، مَیں اس کی آنکھیں ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، مَیں اس کی زبان ہوتا ہوں کہ جس سے وہ بولتا ہے اور رسولؐ اللہ نے کیا فرمایا؟ فرمایا:

"جسے مَیں کل علَم دوں گا وہ اللہ کا محب بھی ہوگا اور اللہ کا محبوب بھی ہوگا"۔

یَفتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیہِ

"اس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا"۔

فتح کون دے گا؟ اللہ، اور ہاتھ کس کا ہے؟ علیؑ کا۔ پھر میں علیؑ کو خدا تو نہیں کہتا مگر اتنا کہتا ہوں: علیؑ خدا نہیں بلکہ علی یداللہ ہے۔ کام خدا کرتا ہے، ہاتھ علیؑ کا ہوتا ہے، مدد خدا کرتا ہے ہاتھ علیؑ کا ہوتا ہے، فتح خدا دیتا ہے، ہاتھ علیؑ کا ہوتا ہے۔ اور رزق خدا دیتا ہے اور تقسیم کے لیے ہاتھ حیدر کرارؑ کا ہوتا ہے ــــــ! (نعرۂ حیدری)

اصل میں خیبر میں فتح کا فیصلہ ہوگیا تھا کہ ولی کون ہے؟ اب ذرا تھوڑا سا قرآن شریف سنیں!

توجہ ہوگئی ــــــ!؟

اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

"اللہ کے ولی وہ ہیں جو ڈرتے نہیں حزن کرتے نہیں"۔ (سورۂ یونس، آیہ ۶۲)

تو بات ختم ہو گئی، جو نہ ڈرے وہ ولی ہے، جو حزن نہ کرے وہ ولی، اور جو نہ ڈرے وہ ولی ہے۔

آؤ ــــــ!

میں بتاؤں، ہجرت والی رات علیؑ تلواروں کے سایہ میں اور ایک بزرگ رسولؐ کے سایہ کے نیچے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ علیؑ تلواروں میں ڈرتا کیوں نہیں اور یہاں خوف جاتا کیوں نہیں؟ ــــــ (نعرۂ حیدری)

علیؑ تو اس لیے نہیں ڈرتا کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

ولی کی نشانی یہ ہے: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ــــــ (نعرۂ حیدری)

آواز آئی:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (سورۂ مائدہ، آیہ ۶۷)

"اے میرے رسولؐ! وہ حکم پہنچا دے جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت کا کوئی کام نہیں کیا"۔

عبداللہ بن مسعود نے فرمایا:

كُنَّا نَقْرَءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

ہم رسول اللہؐ کے زمانے میں اس آیت کے ساتھ یہ بھی پڑھتے تھے:

اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

"علیؑ مومنوں کا سردار ہے"۔

کس کا مولاؑ ہے؟ مومنوں کا مولاؑ ہے تو پھر جھگڑتے کیوں ہو؟ علیؑ سارے

لوگوں کا مولا تھوڑی بلکہ علیؑ تو مومنوں کا مولا ہے ___ (نعرۂ حیدری)

رسول اللہ نے فرمایا:

عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ

"ہر مومن کا ولی ہے، منافق کا ولی نہیں" ___ (صلواۃ)

بس آخری فقرہ کہتا ہے، میں علیؑ علیؑ کرتا جاتا ہوں اور میں کچھ نہیں جانتا۔
اب جو مولوی کہتے ہیں کہ علی ولی اللہ اذان کا جز نہیں ہے اس بات کو میں نہیں مانتا۔

ایک مثال ہے کہ کچھ بے وقوف لڑنے گئے اور جب واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا: جنگ کا کیا حال رہا؟ کہا کہ چالیس آدمی مارے گئے۔ انھوں نے کہا: گئے تو کل تم بیس تھے، یہ چالیس کس طرح مارے گئے؟ انھوں نے کہا: بیس تو موقع پر مارے گئے اور بیس کا پتہ دے کر آئے ہیں کہ ان کو گھر میں آ کر مارنا۔

ارے ___!

آپ یہ مان کیسے گئے کہ "علی ولی اللہ" اذان و اقامت کا جزو نہیں ہے؟
آؤ ___! ذرا ان مولویوں کی مجھ سے بحث کراؤ، اُصولِ کافی میں ہے، اس کا صفحہ نمبر ۴۱۲ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو ایک منادی کو حکم دیا کہ میرے آسمانوں اور زمینوں میں اذان دے۔ تو اس وقت فرشتے نے اذان دی، وہ یہ اذان تھی:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ___ تین دفعہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ___ تین دفعہ

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ___ تین دفعہ

(نعرۂ حیدری)

میں قربان جاؤں حضرت امام رضا علیہ السلام کے۔ پوچھا گیا: مولاؑ! علیؑ کے کتنے نام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: علیؑ کے ننانوے نام ہیں اور ایک نام علیؑ کا اذان بھی ہے۔

جب علیؑ سورۂ برات لے کر چلے تو اللہ نے آواز دی:

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ (سورۂ توبہ، آیہ ۳)

اب علیؑ اذان بن کے جا رہا ہے، اللہ کے بندے! جب قرآن میں علیؑ کا نام ہی اذان ہے تو وہ اذان کیسی کہ جس میں علیؑ کا نام نہ ہو ـــــ (صلواۃ)

لہٰذا فکر نہ کرو، اذانیں میں ثابت کروں گا "علی ولی اللہ" کلمہ میں ثابت کروں گا۔ نمازیں تمہاری میں ثابت کروں گا، ہاتھ کھولنے میں ثابت کروں گا، ماتم کرنا میں ثابت کروں گا۔ مجھے ذرا مولویوں کے نزدیک تو کرو۔

ذکرِ مصائب!

بس عزادارو ـــــ!

کیا مسلمانوں نے اہلِ بیتؑ کے ساتھ تمسک کیا؟ اگر دنیا اہلِ بیتؑ کے ساتھ تمسک کرتی تو خاصِ آلِ عباء آج میدانِ کربلا میں اکیلا کھڑا ہو کر یہ کیوں فرماتا:

هَلْ مِنْ نَّاصِرٍ يَّنْصُرُنَا

"کوئی ہے جو مجھ غریب کی مدد کرے"۔

جب میرے مولاؑ نے یہ استغاثہ بلند کیا تو نہرِ فرات سے ایک لاشہ تڑپا۔

کہا: مولاؑ! میرے بازو نہیں، ورنہ میں حاضر تھا۔ درِ خیمہ سے زینبؑ کی آواز آئی: بھیا! مدد نہ مانگ، زینبؑ کی چادر حاضر ہے۔ علیؑ اصغر جھولے میں تڑپا بابا! میں حاضر ہوں۔

جب خیمے سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں تو حسینؑ خیمے میں آئے۔ کہا: زینبؑ! کیا بات ہے؟ کہا: بھیا! جب سے آپؑ نے استغاثہ کی آواز بلند کی ہے اصغرؑ جھولے میں نہیں رہتا۔

امامؑ نے فرمایا: زینبؑ! لاؤ اصغرؑ مجھے دے دو، شاید ناناؐ کی اُمت اصغرؑ کو دو گھونٹ پانی دے دے۔ حسینؑ نے علیؑ اصغر کو ہاتھوں میں لیا، اُوپر عبا کا دامن دیا اور میدان میں آئے۔ لشکرِ یزید کے سامنے آ کر فرمایا:

او مسلمانو! تمھاری نظر میں اگر خطاکار ہوں تو مَیں ہوں لیکن اس بچے کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ تین دن کا پیاسا ہے، اس کی ماں کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے۔ اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔

پسرِ سعد نے حُرملہ سے کہا: کیا دیکھ رہا ہے؟ اِقْطَعْ کَلَامَ الْحُسَیْنِ "حسینؑ کی کلام کو قطع کر دے"۔ اس ملعون نے تین نوک والا تیر کمان میں ڈالا۔ تیر چلانے کا ارادہ کیا تو تیر زمین پر گر پڑا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ عمر سعد نے کہا: حُرملہ! تو تو بڑا تیر انداز تھا، تجھے کیا ہو رہا ہے؟

میں قربان جاؤں ـــــ حُرملہ نے کہا: جب مَیں تیر چلانے کا ارادہ کرتا ہوں تو درِ خیمہ پر ایک کالے برقعے والی بی بی آ کر کہتی ہے: ظالم! میری چھ مہینے کی کمائی برباد نہ کر۔

ظالم نے زہر آلود تیر چلایا جو علیؑ اصغر کی گردن سے ہوتا ہوا حسینؑ کی کلائی میں جا لگا۔ علیؑ اصغر کے خون کو حسینؑ نے ہاتھوں پر لیا۔ زمین پر پھینکنے کا ارادہ کیا، زمین سے آواز آئی: حسینؑ! اگر اس ناحق خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرا تو قیامت تک کوئی چیز پیدا نہیں ہوگی۔ آسمان کی طرف ارادہ کیا تو آواز آئی: حسینؑ! قیامت تک بارش نہیں ہوگی۔ حسینؑ رو کے کہتے ہیں ۔

انکار آسماں کو ہے راضی زمیں نہیں
اصغرؑ تمہارے خون کا ٹھکانہ کہیں نہیں

لکھا ہے کہ آسمان کی طرف سے ایک بی بی کی آواز آئی: حسینؑ! یہ خون مجھے دے دے، میں اپنے بالوں پر ملوں گی اور قیامت کے دن بابا کو دکھاؤں گی کہ بابا! دیکھ تیری اُمت نے میرے اصغرؑ کا کیا حال کیا ہے۔

پھر حسینؑ نے علی اصغرؑ کے لاشے کو اُٹھایا، ارادہ کیا کہ خیمے میں لے جاؤں۔ پھر سوچا اگر ماں دیکھے گی تو مر جائے گی۔ کئی مرتبہ خیمے کی طرف گئے پھر واپس ہوئے، آخر: ـــ

ننھی سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے
شبیرؑ اُٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

شیعو! کربلا کے سارے شہید ایک مرتبہ شہید ہوئے لیکن علی اصغرؑ دو مرتبہ شہید ہوا۔ حسینؑ کو پتہ تھا کہ میری شہادت کے بعد ہماری لاشوں کو پامال کر دیں گے لیکن علی اصغرؑ کا لاشہ گھوڑوں کے سُم برداشت نہیں کر سکے گا اس لیے دفن کر دیا لیکن شیعو! بتاؤ! علی اصغرؑ کی لاش بچ گئی؟

مَیں قربان جاؤں جگر برداشت نہیں کرتا۔ بعد شہادتِ حسینؑ کے ظالموں نے جب سروں کو نیزوں پر بلند کیا تو کیا دیکھا کہ ایک سر کم ہے۔

عمر سعد نے کہا: یہ اکہتر سر ہیں، بہتر ہونے چاہییں۔ اصغرؑ کا سر نہیں ہے۔ جب کسی کو پتہ نہ چلا کہ اصغرؑ کا لاشہ کہاں ہے تو حکم دیا کہ نیزے ہاتھ میں لے کر زمین پر مارو۔ ظالم نیزے زمین پر مارتے جا رہے تھے۔ برداشت نہیں کر سکو گے، ایک ظالم کا نیزہ جب اُوپر آیا تو علی اصغرؑ کی لاش ساتھ آ گئی۔ سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا۔ جب سرِ علی اصغرؑ نیزے پر بلند ہوا تو حسینؑ کی آواز آئی: علی اصغرؑ! تیری قسمت۔

بس آخری فقرہ! لکھا ہے جب شہادتیں ہوگئیں، ریاض القدس میں لکھا ہے کہ جب پامالی کا وقت آیا تو سواروں کو حکم ہوا کہ لاشوں کو پامال کر دو۔ اس حکم کا سننا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی: عمر سعد! عباسؑ کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑانا۔ عباسؑ کی ماں کوفے کی رہنے والی ہے وہ ہمارے خاندان کی ہے۔

کہا: عباسؑ کی لاش اُٹھالو۔ دوسری طرف سے آواز آئی: علی اکبرؑ کی ماں لیلیٰ ابوسفیان کی نواسی ہے ہم علی اکبرؑ کی لاش کو پامال نہیں ہونے دیں گے۔ کہا: علی اکبرؑ کی لاش بھی اُٹھالو۔ حُر کے رشتہ دار آئے، کہا: حُر کی لاش بھی اُٹھالو۔

او مَیں قربان! ہر ایک شہید کے رشتہ دار آتے گئے اور لاشیں اُٹھاتے گئے مگر دو لاشے رہ گئے۔ ایک لاش حسینؑ کی اور دوسرا چھوٹا سا لاشہ علیؑ اصغر کا۔ جب گھوڑے قریب آئے تو جھک گئی لاش حسینؑ کی اُوپر لاش علیؑ اصغر کے۔ کہا: بیٹا اصغرؑ! میں نے تو چارے بہت کیے مگر تو بچ نہ سکا اور تیری لاش بھی گھوڑوں کے سُموں تلے پامال ہوگئی۔

اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ

مجلسِ دوم

- جو امامؑ کے بنائے ہوئے ہیں وہ مان لو جو ہمارے بنائے ہوئے ہیں ان کو چھوڑ دو تو خود بخود ایک ہو جائیں گے۔
- جس نے اپنے زمانے کے امامؑ کو نہ پہنچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔
- جب تیرا روٹیاں اکٹھی کر کے کھانے والا امام عام نمازیوں کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا تو میرے حق کا امام غیروں کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے؟
- جب وہاں ترازو ہی پانچ باراں کا ہو گا تو تین پاؤ ترازو تجھے کیا فائدہ دے گا؟
- اگر رسولؐ والی نماز پوچھنی ہے تو غیروں سے نہ پوچھو بلکہ علیؑ سے پوچھو۔
- اتنی سستی امامت کہ حجامت بھی ہو گئی اور امامت بھی مل گئی۔
- اگر تو یہ سارے کام کر دے گا تو میں تجھے امام بنا دوں گا۔
- آج مجھے امامت مل رہی ہے۔ آج اگر میں اپنی بیوی اور بچے جنگل میں چھوڑ کر نہ جاؤں تو اگلی امامت پر اعتراض آئے گا کہ حسینؑ زینبؑ کو کیوں ساتھ لے کر گئے تھے؟
- دین پر جب بھی مصیبت آتی ہے یا چادرِ فاطمہؑ ہوتی ہے یا چادرِ زینبؑ۔
- اب یہ دیکھنا ہے کہ ربابؑ نے جو حسینؑ کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟

مجلسِ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ۝ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۲۴)

"اور وہ وقت ابراہیمؑ کا ان کے پروردگار نے چند باتوں کے ساتھ امتحان لیا اور انھوں نے ان باتوں کو پورا کر دیا تو ارشاد ہوا: میں تمھیں خلقِ خدا کا امام بناتا ہوں۔ انھوں نے کہا اور میری اولاد میں سے۔ ارشاد ہوا کہ میری طرف کا عہدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا"۔

میرے عزیزو! میرے بھائیو! میرے دوستو!!

یہ آیت جو مَیں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ قرآنِ مجید کے پہلے پارے اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴ ہے۔ اس آیت میں اللہ نے تمام اُمت کو مسئلۂ امامت کے بارے میں روشناس کرایا ہے۔ اس میں بہت واضح طور پر اللہ نے مسئلۂ امامت کو بیان کیا ہے۔ آج کی اس مجلس میں مَیں آپ کے سامنے یہ بیان کروں گا کہ امام کون ہوتا ہے؟ کن صفات کا مالک ہوتا ہے؟ اُمتی ہوتا ہے یا اہلِ بیتؑ میں سے ہوتا ہے؟ نص کے ساتھ ہوتا ہے یا اجماع کے ساتھ ہوتا ہے؟ خاطی ہوتا ہے یا

معصوم ہوتا ہے؟ ظالم ہوتا ہے یا مظلوم ہوتا ہے؟

عزیزانِ محترم ــــ!

ہم تمام مسلمانوں کا خدا ایک ہے، رسولؐ بھی ایک ہے، کعبہ ایک ہے، دین ایک ہے، لیکن یہ تمام چیزیں ایک ہونے کے باوجود ہم مسلمان کیوں ایک نہیں ہیں؟ وہ اس لیے کہ ہمارا امامؑ ایک نہیں ہے۔ اگر ہمارا امامؑ ایک ہوتا تو ہم تمام مسلمان ایک ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ امامؑ کیسے ایک ہو سکتا ہے؟ تو میں بتا دیتا ہوں کہ جو امامؑ خدا کے بنائے ہوئے ہیں وہ مان لو جو ہمارے بنائے ہوتے ہیں ان کو چھوڑ دو تو خود بخود ایک ہو جائیں گے۔

حضرات ــــ!

امامت کا مسئلہ ایک عظیم مسئلہ ہے، ایک ضروری مسئلہ ہے، ایک اہم مسئلہ ہے، اس لیے رسولؐ خدا نے فرمایا ہے:

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

"جس نے اپنے زمانے کے امامؑ کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا"۔

پتہ چلا کہ ہمارا کام امامؑ کو بنانا نہیں، بلکہ بنے بنائے کو پہچاننے کا حکم ہے۔ امام کا لغوی معنی پیشوا کے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ مسجدوں میں جو محراب بنائے جاتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟ خواہ مخواہ دیوار کیوں ٹیڑھی کی جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ امامؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، یہاں امام کھڑا نماز پڑھائے گا۔ یہ خواہ مخواہ دیوار کو ٹیڑھی کرنے کا کیا مطلب؟ امام کو اپنے ساتھ صف

میں ہی کھڑا کرلو۔ تو کہتے ہیں کہ اگر امام نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو شان نہیں رہتی اور پتہ نہیں چلتا کہ امام کون ہے اور مقتدی کون ہے تو خدا کے بندے! جب تیرا روٹیاں اکٹھی کر کے کھانے والا امام عام نمازیوں کے ساتھ نہیں کھڑا ہو سکتا تو میرے حق کا امام غیروں کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے۔

امام لغت میں اسی رسّی اور ساحل کو کہتے ہیں جو مستریوں، راجوں اور معماروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ دیوار بناتے رہتے ہیں اور لٹکا کر دیکھتے رہتے ہیں کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے۔ اگر اس کے پاس ساحل نہ ہو اور سارا دن دیوار بناتا رہے، شام کو دیکھے تو دیوار ٹیڑھی ہو تو بتا! اس کو ساری دیوار گرانی پڑے گی یا نہیں۔

میرے عزیزو۔۔۔۔!

اگر مستری کے پاس ساحل نہ ہو تو پتہ نہیں چلتا کہ دیوار سیدھی بن رہی ہے یا ٹیڑھی بن رہی ہے اور اگر تیرے پاس امامت والی رسّی ہی نہیں ہے تو تجھے کیا پتہ ہے کہ تو نماز سیدھی پڑھ رہا ہے یا ٹیڑھی پڑھ رہا ہے؟

وہ امامت کی رسّی کون سی ہے؟ حضورؐ فرماتے ہیں: ''کتاب کا نام ہے مقتل خوارزمی، اُس سے پڑھتا ہوں، رسولؐ نے فرمایا:

> ''میں علم کا میدان ہوں اور علیؑ اس کا عمود ہے۔ جس پر وہ ترازو قائم ہے۔ حسنؑ اور حسینؑ اس کے پلڑے ہیں اور باقی امام اس کے ترازو کی رسیاں ہیں، جن سے پلڑے باندھے گئے ہیں اور فاطمہؑ وہ علاقہ ہے جو سارے ترازو کو آپس میں جوڑ رہی ہے''۔

حضورؐ نے مزید فرمایا:

> ''قیامت کے دن میرے محبوں کے اعمال اس ترازو میں تولے

جائیں گے غیر میں نہیں تولے جاسکتے"۔

جب وہاں ترازو ہی پانچ باراں کا ہوگا تو تین پاؤ ترازو تجھے کیا فائدہ دے گا؟

اب پتہ کر کہ وہ رسولؐ والی نماز کون سی ہے؟ میرے ہاتھ میں بخاری شریف ہے۔ پہلی جلد، ص ۱۰۸ میں لکھا ہے: راوی کہتا ہے: جب جنگِ جمل فتح ہوئی اور واپسی پر حضرت علیؑ نے بصرہ کی مسجد میں نماز پڑھائی تو میں اور عمران بن حصین صحابی رسولؐ بھی پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب علیؑ سجدہ کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور جب سر کو اٹھاتے تھے تو بھی تکبیر کہتے تھے اور جب اُٹھتے تھے تو پھر بھی تکبیر کہتے تھے۔

جب نماز ختم ہوگئی تو اس صحابیِ رسولؐ نے جو نابینا بھی تھا میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ

"کہ یہ آدمی کون ہے جس نے آج نماز پڑھائی"؟

کہا: یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

تو اس نے کہا: آج اس مرد نے ہمیں محمدؐ والی نماز یاد کرائی ہے۔

میں وضاحت نہیں کرنا چاہتا صرف اتنا کہتا ہوں کہ اس نے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ رسولؐ کے بعد بڑے بڑے لوگوں نے تکبیریں پڑھنا چھوڑ دی تھیں لیکن آج جب علیؑ نے نماز پڑھائی تو اس کو مجبور بولنا پڑا کہ یہ محمدؐ والی نماز ہے۔ علیؑ کا زمانہ رسولؐ کے چوبیس سال بعد آیا ہے۔ جب رسولؐ کے چوبیس سال بعد نماز کی یہ حالت ہوگئی تھی تو خدا جانے آج چودہ سو سال کے بعد کیا ہوگئی ہوگی۔

اگر رسولؐ والی نماز پوچھنی ہے تو غیروں سے نہ پوچھو بلکہ علیؑ سے پوچھو۔ علیؑ والی نماز امام حسنؑ سے پوچھو، امام حسنؑ والی نماز امام حسینؑ سے پوچھو، امام حسینؑ والی امام زین العابدینؑ سے پوچھو، امام زین العابدینؑ والی نماز امام محمد باقرؑ سے پوچھو۔ امام محمد باقرؑ والی نماز امام جعفر صادقؑ سے پوچھو، امام جعفر صادقؑ والی نماز امام موسیٰ

کاظمؑ سے پوچھو، امام موسیٰ کاظمؑ والی نماز امام علی رضا سے پوچھو، امام علی رضا والی نماز امام محمد تقیؑ سے پوچھو، امام محمد تقیؑ والی نماز امام علی نقیؑ سے پوچھو، امام علی نقیؑ والی نماز امام حسنؑ عسکری سے پوچھو اور امام حسنؑ عسکری والی نماز امام مہدیؑ سے۔ تو ہم تو اِدھر سے پوچھتے چلے آرہے ہیں۔ خدا جانے تو کدھر سے پوچھ رہا ہے؟ (نعرۂ حیدری)

جتنے بیٹھے ہو سارے کس ملت سے ہو؟ حضرت ابراہیمؑ کی۔ ہمارے شیعہ بڑے پڑھے لکھے ہوتے ہیں، مجلسیں سنتے ہیں، عالم ہوتے ہیں اس لیے بتا سکتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا اور وہ دوسری طرف کا تھا، میں نے اس سے کہا: تم کس کی ملت ہو؟ تو اس نے کہا: میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی ملت ہوں۔

آؤ میرے بھائیو——!

تم کس کی ملت ہو؟ ابراہیمؑ۔ کعبہ کس نے بنایا؟ ابراہیمؑ نے۔ ساتوں سنتیں کہاں سے چلیں؟ ابراہیمؑ سے۔

او——! تیرا دین ابراہیمیؑ ہے، تیرا کعبہ بھی ابراہیمیؑ ہے، حضرت موسیٰؑ بھی ابراہیمیؑ ہے، حضرت عیسیٰؑ بھی ابراہیمیؑ ہے، تیری سنت بھی ابراہیمیؑ ہے۔ تیری ملت بھی ابراہیمیؑ ہے۔ تیرا حج بھی ابراہیمیؑ ہے۔ صفا و مروہ کی پہاڑیاں بھی ابراہیمیؑ ہیں۔ سنگِ اسود کا بوسہ بھی ابراہیمیؑ ہے۔ تیری ساری ملت ابراہیمیؑ ہے۔ تیری ہر چیز ابراہیمیؑ ہے تو مہربانی کر کے کوئی امام بھی ابراہیمیؑ بنا۔ میں کیسے مان لوں کہ ملت تو ساری ابراہیمیؑ ہے لیکن امام..... (صلوٰۃ)

تو میں عرض کروں! آواز آئی میرے خالق کی:

وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

''یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا۔

چند کلمات کے ساتھ تو اس امتحان کو حضرت ابراہیمؑ نے پورا کر دیا"۔

تو اللہ نے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

"بے شک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں"۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ مجھے امامت مل گئی ہے تو جلدی سے ہاتھ اُٹھا کر عرض کی:

وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

"(اے اللہ!) امامت میری اولاد سے بھی کر دینا"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ کیوں نہ فرمایا: مِنْ اُمَّتِیْ "کہ میری اُمت سے کر دینا"؟

یہ کیوں نہ فرمایا: مِنْ اَصْحَابِیْ "میرے صحابہ سے کر دینا"؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بتا دیا کہ او میری اُمت کے لوگو! امام اُمت سے نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی صحابہ سے ہوتا ہے بلکہ امام جب بھی ہوتا ہے نبیؐ کی آل سے ہوتا ہے، غیر سے نہیں ہوتا۔

آج تک کوئی نبیؐ بھی اُمت سے نہیں ہوا بلکہ نبیؐ کی آل سے ہوا ہے، خدا نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ (آل عمران، آیہ ۳۳)

"بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو، نوحؑ کو، آلِ ابراہیمؑ کو، آلِ عمرانؑ کو تمام عالمین پر"

اگر اب بھی سمجھ میں نہیں آیا تو

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

"میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے صاحبان قرابت کی محبت کے"۔ (سورۂ شوریٰ، آیہ ۲۳)

"میرے قریبی حقدار زیادہ ہیں"۔

یہ تو علیحدہ علیحدہ آیات تھیں، اب میں ساتویں پارے سے پڑھتا ہوں، میرے خالق نے ارشاد فرمایا ہے:

وَ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (سورۂ انعام، آیہ ۸۳-۸۷)

"اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی۔ ہم جسے چاہتے ہیں درجوں میں بلندی عطا کرتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار صحیح صحیح کام کرنے والا ہے، بڑا جاننے والا اور ہم نے عطا کیے انھیں اسحاقؑ اور یعقوبؑ

ہر ایک کو ہم نے راستہ دکھایا اور نوحؑ کو اس کے پہلے ہم نے
راستہ دکھایا اور اُن کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ
اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو۔ اور ہم اسی طرح صلہ دیتے
ہیں حسنِ عمل رکھنے والوں کو زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو
ہر ایک نیک افراد میں سے تھا اور اسماعیلؑ اور یسعؑ اور یونسؑ اور
لوطؑ کو اور ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں سے زیادہ عطا کیا اور
اُن کے باپ داداؤں اور اُن کی اولاد اور اُن کے بھائیوں میں
سے بھی اور اُنھیں ہم نے منتخب کیا اور سیدھے راستے پر لگایا"۔

آج تک جتنے بھی نبی ہوئے ہیں یا وہ کسی نبی کا باپ تھا یا کسی نبی کی اولاد تھا یا کسی نبی کا بھائی تھا۔ قرآن میں باپ میں دکھاتا ہوں، اولاد میں دکھاتا ہوں، بھائی میں دکھاتا ہوں لیکن مجھے قرآن سے یہ دکھا دے کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے وَمِنْ سُھُوْرِھِمْ وَسَالِھِمْ (نعرۂ حیدری)

حضرت ابراہیمؑ نے کہا:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ

"اے اللہ! امامت میری اولاد سے بھی کر دینا"۔

تو میرے خالق کی آواز آئی:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○

"یہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا"۔

خدا نے یہ فرما کر قیامت تک کے ظالموں کی نفی فرما دی کہ ظالم امام نہیں بن سکتا۔

حضرات ــــــ!

ظلم دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک ظلمِ عظیم اور دوسرا ظلمِ صغیر۔ ظلمِ عظیم کیا ہے؟

ظلم عظیم وہ ہے کہ جو خدا کے ساتھ کیا جائے۔ میرا اللہ فرماتا ہے:

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

"تو شرک نہ کر، شرک بڑا ظلم ہے"۔ (سورۂ لقمان، آیہ ۱۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (سورۂ ابراہیم، آیہ ۳۵)

"مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش سے بچالے"۔

تو آج پتہ چلا کہ جس نے شرک کیا وہ ظالم ہے اور جو ظالم ہوگا وہ امام نہیں ہوسکتا جس نے بھی بت پرستی کی ہو ہم اس کو امام نہیں مانتے بلکہ ہم امام اس کو مانتے ہیں جو بت شکن ہو۔ ساری دنیا جب صحابہ کرام کا نام لیتی ہے تو کہتی ہے: رضی اللہ تعالیٰ عنہ، لیکن جب حضرت علیؑ کا نام آتا ہے تو کہتے ہیں: كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ۔

تمام صحابہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں کہتے ہو؟ اور حضرت علیؑ کو کرم اللہ وجہہٗ کیوں کہتے ہو؟

یہ میرے ہاتھ میں اہلِ سنت کی کتاب ہے صواعق محرقہ اس کا صفحہ نمبر ہے ۱۱۸، لکھا ہے:

لَمْ يَعْبُدِ الْاَوْثَانَ قَطُّ

"تمام لوگوں کے چہرے بتوں کے سامنے جھک گئے ہیں لیکن حیدر کرارؑ کا وہ مکرم چہرہ ہے جو آج تک بتوں کے سامنے جھکا نہیں ہے"۔

مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب مکہ فتح ہوگیا تو رسول اللہؐ نے کعبہ میں کھڑے ہوکر فرمایا:

اے علیؑ! میرے کندھوں پر سوار ہوکر بتوں کو کعبہ سے گرادے تو حضرت علیؑ

نے عرض کی: یارسولؐ اللہ! کیا میں آپؐ کے کندھوں پر سوار ہو جاؤں؟ تو حضورؐ نے فرمایا: حکم بڑا ہے یا ادب؟

عرض کیا: حکم دیں، تو حضورؐ نے فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ سوار ہو جاؤ۔ جب حضرت علیؑ حضورؐ کے کندھوں پر سوار ہو کر بتوں کو کعبہ سے گرا رہے تھے تو حضورؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تو میرے کندھوں پر سوار ہو کر کہاں تک پہنچ گئے؟

عرض کی: یارسولؐ اللہ! اگر میں چاہوں تو عرشِ اعظم کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔

اب توجہ کریں ــــــ!

اُوپر ہیں توحید کے جلوے، نیچے ہیں نبوت کے جلوے، تو بابا! ہم امام اس کو مانتے ہیں جو اُدھر توحید سے مل رہا ہو اور اِدھر نبوت سے مل رہا ہو۔

اب دیکھو ــــــ!

ظلمِ صغیر کیا ہے؟ ظلمِ صغیر وہ ہوتا ہے جو بندوں کے ساتھ ظلم کیا جائے۔

سورۂ یوسف بارھواں پارہ ہے، میرا خالق فرماتا ہے:

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ○ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

"(یاد کرو اس وقت کو کہ) جب حضرت یوسفؑ نے کہا: بابا! آج رات میں نے خواب میں گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا: بیٹا! یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا وہ تیرے ساتھ مکر کریں گے اور تجھے مارنے کی کوشش کریں گے۔

یوسفؑ نے کہا: بابا! وہ میرے بھائی ہیں، میرے سگے ہیں۔ وہ میرے مارنے کی کوشش کریں گے؟ فرمایا: ہاں بیٹا! یہ نبوت اور امامت کا عہدہ ہی ایسا ہے کہ بیگانے تو بیگانے رہ گئے اپنے بھی دشمن بن جاتے ہیں۔ بے شک شیطان انسان کا بڑا دشمن ہے"۔ (سورۂ یوسف، آیہ ۴-۵)

اب بتاؤ!

یوسفؑ کے بھائی یوسفؑ کو مکروفریب سے جنگل میں لے گئے کہ نہیں؟ وہاں جا کر کنویں میں ڈالا کہ نہیں؟ رسّی کاٹی کہ نہیں؟ چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کہ نہیں؟ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت یوسفؑ چالیس سال تک کافروں کی قید میں رہے، کافروں کی صحبت میں رہے، وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ دین سکھلانے والا کوئی نہ تھا، نماز پڑھانے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت یوسفؑ ساری عمر کافروں کے ماحول میں رہے لیکن اِدھر حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی چالیس سال تک نبیؑ کے پاس بیٹھے رہے، نبیؑ کی صحبت میں رہے، نبیؑ کی خدمت کرتے رہے، لوٹے بھر بھر کے دیتے رہے لیکن مجھے بتاؤ کہ جب نبوت کا عہدہ ملا ہے حقدار کو ملا ہے یا صحبت والوں کو ملا ہے؟

ارشاد ہوا میرے اللہ کا!

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ

"(یاد کرو اس وقت کو کہ) جب اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا"۔

وہ امتحان کون سا تھا جس سے حضرت ابراہیمؑ کو آزمایا گیا؟

ایک مولوی کہنے لگا: کوئی اتنا بڑا سخت امتحان نہیں تھا صرف یہی تھا کہ خدا نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! ڈاڑھی بڑھا لو، مونچھیں کٹوا لو، بغلوں کے بال اُتروا لو، ناخن کٹوا

لو، میں تمھیں امام کردوں گا۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! اتنی سستی امامت، کہ حجامت بھی ہوگئی اور امامت بھی مل گئی ــــ (نعرۂ حیدری)

تفسیر ابن کثیر جلد اوّل، صفحہ ۱۶۵ سے پڑھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا:

"اے ابراہیمؑ! تجھے ساری قوم چھوڑنی پڑے گی۔ کہا: چھوڑ دوں گا۔ وقت کا بادشاہ نمرود ہے، اس کے سامنے کھڑے ہوکر کلمۂ حق بلند کرنا ہوگا۔ کہا: کر دوں گا۔ جب نمرود غضب میں آئے اور تجھ کو آگ میں ڈالے گا۔ کہا: چلا جاؤں گا۔ جب آگ گلزار ہوجائے تو وطن چھوڑ کر بے وطن ہونا پڑے گا۔ کہا: ہوجاؤں گا۔ جب بے وطنی میں جاؤ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑنا پڑے گا۔ کہا: چھوڑوں گا۔ جب تیرا بیٹا اٹھارہ سال کا جوان ہوجائے تو چھری لے کر میری راہ میں ذبح کرنا پڑے گا۔ کہا: کردوں گا۔ جب کہا کردوں گا تو عرشِ عظیم سے آواز آئی:

اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

"اگر تو یہ سارے کام کردے گا تو میں تجھے امام بنا دوں گا"۔

جب حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو جنگل میں چھوڑ کے جارہے تھے تو جنابِ سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ کا دامن پکڑ لیا اور کہا تھا: میرے سرتاج! تو نبیؑ ہے میں تیری بیوی ہوں تو مجھے جنگل میں چھوڑ کر جارہا ہے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنا دامن چھڑا لیا اور فرمایا: آرام سے بیٹھ جا!

آج مجھے امامت مل رہی ہے، آج اگر میں اپنی بیوی اور بچے جنگل میں چھوڑ کر نہ جاؤں تو اگلی امامت پر اعتراض آئے گا کہ حسینؑ زینبؑ کو کیوں ساتھ لے کر گئے تھے۔

ذکرِ مصائب!

جب حضوؐر کے دانت مبارک شہید ہوئے اور مدینہ میں حضوؐر کی موت کی خبر پہنچی تو جنابِ فاطمہؑ کو پتہ چلا تو چادر بھی نہ سنبھلی کہ جنگ اُحد میں سر پیٹتی ہوئی آ گئیں اور یہ کہتی تھیں: بابا! میں آ رہی ہوں۔

بخاری شریف میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ پانی لا رہے تھے اور حضرت فاطمہؑ خون دھو رہی تھیں۔ جب حضرت فاطمہؑ نے دیکھا کہ خون پانی سے بند نہیں ہو رہا تو اپنا دوپٹہ اُتار کر اس پلّے کو آگ لگائی، جب راکھ بن گئی تو اس راکھ کو حضوؐر کے زخموں پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ جب خون بند ہو گیا تو حضوؐر کی آنکھ کھلی۔ کیا دیکھا کہ فاطمہؑ سامنے بیٹھی ہے۔

فرمایا: بیٹی! تو یہاں کیوں آ گئی ہے؟

کہا: بابا! میری لاکھ چادریں قربان ہو جائیں۔

او میں قربان ــــــ!

دین پر جب بھی مصیبت آتی ہے یا چادرِ فاطمہؑ ہوتی ہے یا چادرِ زینبؑ۔ جنگ اُحد میں چادرِ فاطمہ کام آئی اور جنگِ کربلا میں چادرِ زینبؑ کام آئی۔

مقتل کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنابِ زینبؑ جب بھائی کی لاش پر آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ لاش کے ٹکڑے کئی مقامات پر بکھرے پڑے ہیں۔ لاش کو دیکھ کر مدینے کی طرف رُخ کیا اور کہا:

اماں! جنگِ اُحد میں تو نے اپنے بابے کا خون دھویا، تیرے بابے کا ایک زخم تھا مگر میرے بھائی کے تو ہزاروں زخم ہیں، میں کہاں کہاں سے خون دھوؤں اور کہاں کہاں مرہم پٹی کروں۔ قربان جاؤں! حسینؑ تیری غربت پر، تیری بہنوں کو تیری

لاش پر کسی نے رونے نہیں دیا۔

جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو ان کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش دیکھی تو اونٹ سے اس طرح اُتریں جس طرح عباسؑ گھوڑے سے اُترے تھے۔ زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش پر بَین کیے، سب بیبیوں نے بَین کیے لیکن ایک بی بی ہے جو حسینؑ کی لاش کے قریب نہیں آئی۔ چند قدم دُور کھڑی ہوگئی۔

عزادارو......!

پتہ ہے وہ بی بی کون ہے؟ وہ بی بی علیؑ اصغر کی والدہ حضرت اُم ربابؑ ہیں، لاش سے دُور کھڑے ہو کر کہتی ہے:

میرے سرتاج! میں تیری لاش کو دھوپ میں دیکھ کر جا رہی ہو لیکن میرے سر پر چادر نہیں ہے جو تجھ پر سایہ کروں لیکن میرے سرتاج! میں تیری لاش پر کھڑے ہو کر وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک ربابؑ زندہ رہے گی نہ کبھی ٹھنڈا پانی پیئے گی نہ سائے میں بیٹھے گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ ربابؑ نے جو حسینؑ کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟

بی بی ربابؑ ایک سال تک دھوپ میں بیٹھ کر یا حسینؑ یا حسینؑ کرتی رہی۔ جب بیبیاں رہا ہو کر مدینہ میں آئیں، تمام بیبیاں اندر چلی گئیں مگر اُم رباب صحن میں دھوپ میں بیٹھ گئی اور کربلا کی طرف منہ کر کے کہتی ہے: اے میرے سرتاج! دیکھ لے میں تیرے وعدے یاد کر کے رو رہی ہوں۔

جب ایک سال گزر گیا تو مدینے کی عورتیں اکٹھی ہو کر جناب زینبؑ کے پاس آئیں اور کہا: اے بی بی زینبؑ! یہ مدینہ ہے شام نہیں۔ اب ہم سے برداشت نہیں

ہوتا کہ اُم رباب دھوپ میں بیٹھ بیٹھ کر مرجائے۔ رباب سے کہو کہ سائے میں آ کر بیٹھ جائے۔

زینبؑ اُٹھیں، جناب اُم کلثومؑ کو ساتھ لیا، وہاں آئیں جہاں بی بی اُم رباب دھوپ میں بیٹھی تھیں۔ فرمایا: اگر تو مجھے حسینؑ کی جگہ پر حسینؑ سمجھتی ہے، تو میں زینبؑ کہتی ہوں کہ آ کر سائے میں بیٹھ جاؤ۔

بس عزادارو____!

اتنا سننا تھا کہ آسمان کی طرف نگاہ اُٹھ گئی۔ عرض کی: اے میرے خدایا! مجبوریاں بن گئیں، ہاتھ زینبؑ کا ہے، وعدہ حسینؑ سے کر کے آئی ہوں۔ بس! یہ کہنا تھا کہ موت کا پسینہ آ گیا۔

فضہ پاس کھڑی تھی۔ کہا: زینبؑ! کس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو؟ اُم رباب تو مرگئی ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

مجلسِ سوم

- یہ حسینؑ ابن علیؑ کی سورہ ہے۔ جس نے اس کو پڑھا وہ روزِ قیامت جنت میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہوگا۔
- یہ شیعیانِ حیدرِ کرارؑ ہی ہیں جو یادِ امام مظلومؑ منا رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ رسولؐ کا نواسہ بے یار و مددگار مارا گیا۔
- اگر مسلمانوں کو آلِ محمدؐ سے کوئی تعلق بھی ہوتا تو ماتمِ حسینؑ کو بند کرنے کی کوشش نہ کرتے۔
- یہ آلِ محمدؐ سے کیسی محبت اور کیسا تعلق ہے کہ جو روزِ عاشورہ خوشیاں منانے کی تلقین کی جاتی ہے۔
- ظالموں کے دو کام ہوتے ہیں: پہلے ظلم کرتے ہیں اور پھر مظلوم پر رونے سے روکتے ہیں۔
- مجھے ایمان سے بتاؤ کہ وہ سامان جس سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ عدالت میں قاتل کے وارث پیش کرتے ہیں یا مقتول کے وارث۔
- اگر حسینؑ مظلوم ہیں تو ہمیں رو لینے دو اگر مظلوم نہیں ہے تو ہم نہیں روتے۔
- اگر محبتِ یوسفؑ میں چھریاں چل جائیں تو جائز ہو جاتا ہے اور اگر محبتِ حسینؑ میں زنجیر چل جائیں تو بدعت ہو جاتا ہے۔
- رسولؐ حسینؑ کو اس وقت رو رہے ہیں جب حسینؑ ان کی گود میں زندہ ہیں۔

مجلسِ سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَیَالٍ عَشْرٍ ۝ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ ۝ هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ۝ (سورۂ فجر، آیہ ۱تا۵)

حضرات ــــــ!

خدا ارشاد فرماتا ہے:

"قسم ہے فجر کی اور دس متبرک اور بزرگ راتوں کی، جفت اور طاق یعنی دسویں اور نویں کی اور اس رات کی جو مشکل سے گزری اس میں صاحبانِ عقل کے لیے بڑی قسم ہے"۔

یہ سورۂ فجر کی آیت ہے۔ شیعہ تفسیروں میں اس سورہ کا نام سورۂ حسینؑ بھی آیا ہے۔ تفسیر برہان جلد چہارم، ص ۴۵۶ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اپنے فرائض اور نوافل میں سورۂ فجر کو پڑھا کرو۔ یہ حسینؑ ابن علیؑ کی سورہ ہے جس نے اس کو پڑھا وہ روزِ قیامت جنت میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہوگا"۔

حضرات ــــــ! آیت میں خدا فرماتا ہے:

"قسم ہے دس راتوں کی اور صبح عاشور کی، تمام تفسیروں میں ہے
کہ اس سے مراد محرم کی دس راتیں اور صبح عاشور ہے"۔

حضرات ــــــ!

ماتم تو ہر سال ہوتا ہے مگر یہ ماتم کے خاص دن ہیں چونکہ موسم میں آ کے ہر چیز دوچند ہو جاتی ہے۔ سال میں اسلامی نقطۂ نظر سے تین عشرے منائے جاتے ہیں: پہلا عشرہ، رمضان شریف کا آخری عشرہ ہے جو نزولِ قرآن کا عشرہ ہے۔ لیلۃ القدر کا عشرہ ہے، اعتکاف کا عشرہ ہے اور شہادت علیؑ کا عشرہ ہے اور سچ پوچھو تو قرآنِ صامت کے نزول کا عشرہ ہے اور قرآنِ ناطق کے عروج کا عشرہ ہے۔

دوسرا عشرہ، ماہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ یہ حضرت اسماعیلؑ کا عشرہ ہے۔ آلِ ابراہیمؑ کا عشرہ ہے۔ رضا و تسلیم کا عشرہ ہے۔ حضرت ہاجرہؑ کی یاس کا عشرہ ہے اور حضرت اسماعیلؑ کی پیاس کا عشرہ ہے۔ الغرض یہ ذبحِ عظیم کے خواب کا عشرہ ہے۔ تعبیرِ خواب کا عشرہ ہے اور ذبحِ عظیم کے مصداق کا عشرہ ہے، اس کے بیس دن کے بعد آتا ہے۔

وہ تیسرا عشرہ، محرم الحرام کا عشرہ ہے جو شہیدانِ کربلا کی غربت و کربت کا عشرہ ہے۔ آلِ محمدؐ کی وطن سے فرقت کا عشرہ ہے۔ حسینؑ کی شہادت کا عشرہ ہے۔ زینبؑ کی بے ردائی کا عشرہ ہے۔ یہ وہ عشرہ ہے جس میں زینبؑ کے بال کھل گئے۔ حسینؑ کے نونہال رُل گئے۔ سیدزادیاں جنگل میں بے سہارا ہو گئیں۔ محمدؐ کی بہو بیٹیاں بے چارہ ہو گئیں، یعنی اس کی پہلی سے لے کر دسویں تک چمنستانِ محمدؐ اجڑ گیا۔

جب ماہِ رمضان کا عشرہ آیا، نزولِ قرآن کا عشرہ آیا تو ہم تمام مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ مساجد میں معتکف تھے، ترکِ لذات کے معترف تھے اور جب ذی الحجہ کا عشرہ آیا تو یادِ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ میں ہم دوش بدوش تھے لیکن جب محرم کا عشرہ آیا تو

حسینؑ کی یاد منانے میں ہم شیعہ تنہا رہ گئے۔ یہ شیعیانِ حیدر کرارؑ ہی ہیں جو یادِ امام مظلومؑ منا رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ رسولؐ کا نواسہ بے یار و مددگار مارا گیا لیکن پھر بھی دعویٰ محبت و مودت ہے۔

آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی بغیر محبت رو رہا ہو، جہاں محبت نہ ہو وہاں رقت تو آ ہی نہیں سکتی اور تعلق کے بغیر کوئی روتا ہی نہیں۔ جب آپ بازار سے گزرتے ہیں تو ایک مکان سے رونے کی آواز آتی ہے لیکن باقی سارا بازار خاموش ہے تو آپ سمجھ نہیں لیتے کہ اس گھر میں کوئی صدمہ ہے۔ تو جس کا گھر سے تعلق ہے وہ رو رہا ہے باقی سب خاموش ہیں۔

تو حضرات ــــــ!

تعلق تین قسم کے ہوتے ہیں: تعلق جسمانی ہوتا ہے یا تعلق روحانی ہوتا ہے۔ یا تعلق ایمانی ہوتا ہے، یا ایمان کا تعلق ہو، تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا روح کا روح سے تعلق ہو تو تب جا کے کوئی روتا ہے یا قرابت کا تعلق ہو تب روتا ہے۔

اب بتاؤ ــــــ!

تعلق کے بغیر کوئی روتا نہیں ہے۔ محرم کا چاند جب سے تو نے دیکھا ہے ان شیعوں کے گھروں سے مستورات کی ساری ساری رات شب بیداریاں، ہائے حسینؑ، ہائے زینبؑ! ہائے سکینہؑ! کی آوازیں آ رہی ہیں۔ بچے، نوجوان رو رہے ہیں، پیٹ رہے ہیں، ماتم کر رہے ہیں اور باقی تمام بہتر فرقے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں، تو میری سمجھ میں نہ آیا کہ آلِ محمدؐ سے تعلق کس کا ہے؟

اگر مسلمانوں کو آلِ محمدؐ سے کوئی تعلق بھی ہوتا تو ماتمِ حسینؑ کو بند کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ مجھ سے ہر روز سوال ہوتے ہیں، رقعے آتے ہیں کہ مولوی صاحب! پیٹنا کہاں لکھا ہے؟ مگر افسوس! کہ آج تک ایک رقعہ بھی ایسا نہ آیا کہ

زینبؑ کو لوٹنا کہاں لکھا ہے؟

کہتے ہیں تم روتے کیوں ہو؟ پیٹتے کیوں ہو؟

کیوں او مسلمانو ــــــ!

مجھے ایمان سے بتاؤ! اگر تمہارا چھوٹا سا گھر لوٹا جائے تو مکان کی چھت پر چڑھ کر کہتے ہو کہ لوگو! میں برباد ہو گیا، میں تباہ ہو گیا تو سارا محلہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ آ کر دیکھتا ہے اور کہتا ہے یہ بیچارہ سچا پیٹ رہا ہے۔

او اللہ کے بندے ــــــ!

تیرے چار برتن ٹوٹ جائیں تو سچا پیٹ رہا ہے اور محمدؐ کی بیٹیوں کا سارا گھر اُجڑ گیا تو ہم غریب شیعہ پیٹ رہے ہیں۔

یہ آلِ محمدؐ سے کیسی محبت اور کیسا تعلق ہے کہ جو روزِ عاشور خوشیاں منانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ تمہاری کتاب مشکوٰۃ شریف ہے اس میں لکھا ہے: "جب دسویں ماہ محرم آئے تو بچوں کو اچھے کھانے کھلاؤ، نئے کپڑے پہناؤ"۔

او مسلمانو ــــــ!

ہم کس دن اچھے کھانے کھائیں جس دن سکینہؑ پیالہ لیے پھرتی تھی کہ اے مسلمانو! پانی دے دو میں حسینؑ کی بیٹی ہوں۔

اب بتاؤ ــــــ!

کیا محبت آلِ محمدؐ یہی ہے کہ جس دن نواسۂ رسولؐ شہید ہو گیا اس دن عید منائی جائے۔

کسی نے رقعہ لکھا ہے کہ قتلِ حسینؑ کا سارا سامان تمہارے گھروں سے نکلا ہے لہٰذا قاتل بھی تم شیعہ ہو اور روتے بھی تم ہو۔

اس کے جواب میں میری گزارش ہے کہ اگر یہ بات ہے تو مجھے بتاؤ: جب

حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینکا تو کرتے پر جھوٹا خون لگا کر آئے اور حضرت یعقوبؑ نے وہ کرتہ لے لیا تھا اور اس کو دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب حضرت یعقوبؑ روتے تھے تو وہ مارنے والے، ظلم کرنے والے کہتے تھے: بابا! نہ روؤ۔ رونے سے تمہاری آنکھوں کی بینائی جا رہی ہے لیکن حضرت یعقوبؑ نبی رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ میرے بیٹے کی نشانی ہے۔

تو آج پتہ چلا کہ ظالموں کے دو کام ہوتے ہیں پہلے ظلم کرتے ہیں اور پھر مظلوم پر رونے سے روکتے ہیں۔

جب کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں: ایک قاتل کے وارث ہوتے ہیں اور دوسرے مقتول کے وارث ہوتے ہیں۔ قاتل کے وارث اپنا پورا زور لگاتے ہیں کہ بری ہو جائے لیکن مقتول کے وارث کہتے ہیں کہ خواہ ہمارا سارا گھر بک جائے اگر پہلی پیشی پر ہی قاتل کو پھانسی نہ دلوائی تو ہم وارث کیسے ہیں؟

اب مجھے ایمان سے بتاؤ کہ وہ سامان جس سے قتل ثابت ہوتا ہے وہ عدالت میں قاتل کے وارث پیش کرتے ہیں یا مقتول کے وارث؟

او اللہ کے بندو ــــــ!

قاتل کے وارث تو اس سامان کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ قتل کا کوئی ثبوت باقی نہ رہے اور مقتول کے وارث عدالت میں ہر پیشی پر وہ سامان پیش کرتے ہیں تاکہ قتل چھپ نہ جائے۔

تو یاد رکھو ــــــ!

ہم شیعہ عاشور اور اربعین کی عدالتوں میں، گلیوں اور بازاروں میں اس وقت تک یہ سارا سامان پیش کرتے رہیں گے جب تک عدالت الٰہی سے قاتل کو سرعام سزا نہ مل جائے اور اس فیصلے تک جو بھی اس کو روکنے کی کوشش کرے گا تو وہ قاتل کا

حمایتی ہوگا اور جو دکھاتے رہیں گے وہ مقتول کے حمایتی ہوں گے۔

پس میرے عزیزو!

مختصر کروں تاکہ آپ کو ماتمِ حسینؑ کرنے میں دیر نہ ہو جائے۔

کہتے ہیں کہ یہ جو تم رو رہے ہو، ماتم کر رہے ہو، زنجیر زنی کرتے ہو، ہائے وائے کرتے ہو، دکھاؤ کہاں لکھا ہے؟

تو میں تمام مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ شراب حرام ہے، قرآن میں لکھا ہے سؤر حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، چوری حرام ہے قرآن میں لکھا ہے، زنا حرام ہے قرآن میں لکھا ہے۔ مجھے کوئی ایک آیت دکھا دے جس میں لکھا ہو کہ ماتم کرنا حرام ہے تو میں آج سے ماتم کرنا چھوڑ دوں گا۔

کہتے ہیں کہ دکھاؤ کہاں لکھا ہے۔ ساتواں پارہ کھولو۔ پہلی آیت دیکھو میرا اللہ فرماتا ہے:

وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (سورۂ مائدہ، آیہ ۸۳)

"جب وہ سنتے ہیں جو کچھ اُتارا گیا ہے طرف رسولؐ کی تو وہ حق پہچان پہچان کر رو رہے ہیں"۔

یہ رونے کی آیت ہے حق کو پہچان کے رونا قرآن سے ثابت ہے۔ کہتے ہیں کہ رونا تو جائز ہے لیکن یہ جو تم ہائے وائے کرتے ہو یہ کہاں لکھا ہے تو چھٹا پارہ کھول کر پہلی آیت دیکھو، اللہ فرماتا ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ

"اللہ تعالیٰ بُری بات پکار پکار کر کہنے کو پسند نہیں کرتا مگر جہاں کوئی مظلوم ہو جائے"۔ (سورۂ نساء، آیہ ۱۴۸)

کیوں عزیزو!

حسینؑ مظلوم ہیں یا نہیں؟ اگر حسینؑ مظلوم ہیں تو ہمیں رو لینے دو اگر مظلوم نہیں ہے تو ہم نہیں روتے۔

پھر کہا جاتا ہے کہ زنجیر زنی کہاں لکھی ہے؟ بارھواں پارہ سورۂ یوسف پڑھو، اللہ نے فرمایا:

فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًاؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ (سورۂ یوسف، آیہ ۳۱)

"جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو محبت میں آکر چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لیے"۔

اگر محبت یوسفؑ میں چھریاں چل جائیں تو جائز ہو جاتا ہے اور اگر محبت حسینؑ میں زنجیر چل جائیں تو بدعت ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں وہ تو کافر عورتیں تھیں ان کا فعل ہمارے لیے حجت نہیں ہے، چلو مان لیتا ہوں۔ خدا فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

"جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے"۔ (سورۂ نساء، آیہ ۹۳)

تو جب حضرت ابراہیمؑ کو پتہ تھا کہ کسی کو قتل کرنا حرام ہے تو اس نے نبیؑ ہو کر اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے گلے پر چھری کیوں رکھی؟

کہتے ہیں جی! وہ تو محبت کی بات ہے تو پھر تمہیں پتہ چل نہ گیا کہ شریعت کی رسمیں اور ہوتی ہیں اور محبت کے تقاضے اور ہوتے ہیں۔

ایک مولوی کہنے لگا کہ حسینؑ شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتے ہیں، ان کو درجہ

مل گیا، یہ حسینؓ کے درجے کو روتے ہیں کہ کیوں مل گیا؟

میں نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ حضرت یعقوبؑ جو حضرت یوسفؑ کو چالیس سال تک روتے رہے وہ زندہ سمجھ کر روتے تھے یا مُردہ سمجھ کر۔ اگر زندہ سمجھ کر روتے تھے تو پھر تیری عقل میں نہ آیا کہ زندہ کو رونا نبیوں کی سنت ہے۔

باقی رہا حسینؓ کو درجہ مل گیا تو ہم اس کے درجہ کو روتے ہیں تو بتاؤ کہ جب حضرت یعقوبؑ نبی روتے تھے تو کیا اس لیے روتے تھے کہ وہ بادشاہ کیوں بن گیا؟ حالانکہ حضرت یوسفؑ مصر کے بادشاہ تھے، ساری دنیا کو گندم تقسیم فرما رہے تھے۔ کیا وہ یوسفؑ کی بادشاہی اور سرداری کو روتے تھے؟

نہیں مسلمان غلطی نہ کر!

یعقوبؑ رو کر کہتے تھے کہ بیٹا یوسفؑ! میں تیری بادشاہی اور سرداری کو نہیں روتا بلکہ روتا اس لیے ہوں کہ تو نبی کا بیٹا تھا تجھے طمانچے مارے کیوں، رسّی کاٹی کیوں، کنویں میں پھینکا کیوں، اور چالیس کھوٹے درہموں سے بیچا کیوں، روتا اس لیے ہوں۔

تو ہم غریب شیعہ بھی امام حسینؓ کے درجے کو نہیں روتے بلکہ روتے اس لیے ہیں کہ حسینؓ تو نبی کا بیٹا تھا، ان سے مدینہ چھڑایا گیا، ان کا پانی بند کیا گیا، ان کو شہید کیا گیا۔

زندہ حسینؓ کو صرف ہم نہیں روتے بلکہ زندہ حسینؓ کو رسولؐ روئے، زندہ حسینؓ کو علی روئے، زندہ حسینؓ کو بتولؑ روئی، ہم تو حسینؓ کو اس وقت روتے ہیں جب جنت میں حسینؓ زندہ ہیں لیکن رسولؐ حسینؓ کو اس وقت رو رہے ہیں جب حسینؓ ان کی گود میں زندہ ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میرے ہاتھ میں ہے، باب مناقب اہلِ بیتؑ میں لکھا ہے کہ

حضرت اُم الفضلؓ فرماتی ہیں کہ جب امام حسینؓ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے کر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے امام حسینؓ کو حضورؐ کی گود میں رکھ دیا۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں تو خوشی کی وجہ سے لے کر آئی تھی اور آپؐ نے رونا شروع کر دیا۔

تو حضورؐ نے فرمایا: اے اُم الفضلؓ! تو حسینؓ کو لے کر آئی تو جبرئیلؑ کربلا کی مٹی لے کر آ گیا اور کہا:

اے محمدؐ! اس بچے کو دل بھر کر پیار کر لے۔ ایک دن تیری اُمت کا خنجر ہوگا اور حسینؓ کا گلا ہوگا۔ وہ مٹی حضورؐ نے اُم سلمہؓ کو دے کر فرمایا: اے اُم سلمہؓ اس کو محفوظ رکھ لے۔ جس دن یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا حسینؓ شہید ہو گیا ہے۔

اُم سلمہؓ فرماتی ہیں: جب حسینؓ مدینہ سے چلے تو میں ہر روز اس شیشی کو دیکھتی تھی جس میں وہ مٹی تھی لیکن جب دسویں محرم کا دن آیا تو دوپہر کے وقت میرا دل بہت گھبرایا، میں کبھی اندر جاتی تھی، کبھی باہر آتی تھی۔ آخر مجھے غش آ گیا۔ نیند کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ رسولؐ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے سر میں بھی مٹی ہے اور داڑھی پاک میں بھی مٹی ہے۔ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے آ رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا بات ہے؟

فرمایا: میں حسینؓ کی قتل گاہ سے آ رہا ہوں۔ میرا حسینؓ مارا گیا۔

اب بتاؤ!____!

حسینؓ کو رونا اور سروں میں خاک ڈالنا سنت ہے یا بدعت ہے؟

سو باقی رہا تعزیہ۔ ہندوستان میں تعزیہ لانے والا امیر تیمور ہے اور اس تعزیہ بنانے والے کی عزت و عظمت اگر دیکھنی ہو تو میرے ہاتھ میں صواعق محرقہ ہے۔ اس میں ہے کہ جب امیر تیمور کی موت کا وقت قریب آیا تو کیا دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ

ہوگیا اور رنگ متغیر ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر رنگ اسی طرح ہوگیا تو عزیز و اقارب نے پوچھا: ابھی ابھی آپ کا رنگ بالکل سیاہ ہوگیا تھا پھر ٹھیک ہوگیا۔ کیا بات ہے؟

تو امیر تیمور نے جواب دیا: میں بادشاہ ہوں۔ میں نے بڑی جنگیں لڑی ہیں مجھ سے کئی بے گناہ بھی مارے گئے ہوں گے۔ مجھ سے اور گناہ بھی سرزد ہوئے ہوں گے چونکہ میں گناہ گار تھا اس لیے عذاب کے فرشتے جہنم کا لباس لے کر میرے پاس آ رہے تھے تو میرا رنگ متغیر ہوگیا۔ پھر کیا دیکھا کہ رسولؐ خدا کے ہاتھ میں جنت کا لباس تھا وہ آ کر فرشتوں کو مارتے ہیں۔

اِذْھَبُوا عَنْهُ

''اے فرشتو! اس سے دُور ہٹ جاؤ''۔

اگرچہ یہ گناہ گار ہے لیکن میرے حسینؑ کا تعزیہ دار ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا:

کَانَ یُحِبُّ ذُرِّیَتِی

''یہ میری اولاد سے محبت کرتا ہے''۔

تو تجھے پتہ نہ چل گیا کہ جو امام حسینؑ کا تعزیہ دار ہوتا ہے اس کی شفاعت کے لیے خود رسولؐ خدا تشریف لاتے ہیں۔ اسی صواعق محرقہ میں ہے کہ جب تیمور مرگیا تو ایک قاریٔ قرآن کی عادت تھی کہ وہ جب بھی امیر تیمور کی قبر کے پاس سے گزرتا تو یہ آیت پڑھتا تھا:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ (سورہ حاقہ، آیہ ۳۱)

''اے فرشتو! اس کو پکڑ لو اور اس کو طوق پہناؤ، پھر اس کو جہنم میں داخل کردو''۔

وہی قاری کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں جناب

رسالتمآبؐ کو دیکھا کہ وہ تشریف فرما ہیں اور حضورؐ کے ایک طرف امیر تیمور بیٹھا ہوا ہے تو مجھے غصہ آ گیا۔

میں نے کہا: او دشمنِ خدا! تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟

میں نے ابھی یہ ارادہ ہی کیا تھا کہ اس کو یہاں سے اُٹھا دوں تو حضورؐ نے فرمایا: او قاری! اس کو چھوڑ دے کیوں کہ یہ میری آلؑ کا حب دار ہے۔ میرے حسینؑ کا تعزیہ دار ہے۔

تو قاری کہتا ہے: میں نے اس کے بعد کبھی بھی امیر تیمور کی قبر پر عذاب والی آیت نہیں پڑھی۔

تو عزادارِ حسینؑ کی یہ شان ہے کہ رسولؐ خدا اس کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔

ذکرِ مصائب!

بس عزادارو ـــــ!

آخری جملے ہیں، میرے پاس ماتم کے ہزاروں ثبوت ہیں۔ اگر چاہوں تو بڑے بڑے بزرگوں کے ماتم دکھلا سکتا ہوں۔ حضرت عائشہ کا ماتم دکھلا سکتا ہوں۔ حضرت عمر کا ماتم دکھلا سکتا ہوں لیکن مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کوئی ماتم کرے یا نہ کرے، میرے لیے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ لاشِ حسینؑ پر زینبؑ جو ماتم کر رہی ہے۔

تاریخ ابن کثیر آٹھویں جلد میں ہے کہ بعد شہادتِ حسینؑ کے جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو لاش کے اردگرد حلقہ باندھ کر ماتم کیا۔

یہ پہلا حلقہ قائم کیا تھا جو محمدؐ کی بیٹیوں نے لاشِ حسینؑ پر باندھا۔ زینبؑ نے ایسا ماتم کیا کہ لکھا ہے کہ ہر دوست اور ہر دشمن رو پڑے اور زینبؑ نے لاشِ حسینؑ پر

کھڑے ہو کر مرثیہ پڑھا:

يَا مُحَمَّدَاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ وَمَلِكُ السَّمَاء

"نانا! دنیا تجھ پر صلواۃ پڑھتی ہے اور میں قید ہو کر جا رہی ہوں
اور یہ تیرا حسینؑ ہے جو خون میں لت پت ہے"۔

لکھا ہے کہ جب لشکر کو پتہ چلا کہ یہ ماتم کرنے والی محمدؐ کی بیٹی زینبؑ ہے تو انھوں نے اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر پھینک دیں اور کہا: ہمیں تو یہ کہا گیا تھا کہ جوانوں کے ساتھ جوانوں کی جنگ ہے مگر یہاں محمدؐ کی بیٹیاں ہیں۔

جب عمر سعد نے دیکھا کہ اگر تھوڑی دیر اور ماتم شروع رہا تو میری فوج میں بغاوت ہو جائے گی تو شمر کو حکم دیا کہ کسی طرح زینبؑ کو ماتم سے روکو۔

تو شمر نے کہا: زینبؑ کے ہاتھ گردن سے باندھ دو تا کہ شام تک ماتم نہ کرتی جائے۔

جب ہاتھ پسِ گردن بندھ گئے تو رو کر کہتی ہے: بھیا حسینؑ! اب تو مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

مجلسِ چہارم

- جب میں خدا ہو کے اپنی توحید بغیر ثبوت کے نہیں منوانا چاہتا تو یاد رکھو اپنے نبیؐ کی نبوت بھی مفت میں نہیں منوانا چاہتا۔
- اگر تم کو اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ تو میں مان جاؤں گا۔
- خدا وہ ہے جو شمس و قمر کو پیدا کرے۔ نبی وہ ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کردے۔
- آج تک جتنے نبیؑ دنیا میں آئے ہیں وہ ایک معجزہ اپنے ساتھ لائے اور دوسرا گواہ لے کر آئے۔
- آج تک جتنے نبی آئے ہیں، ایک مدعی ہو کر آتا رہا اور دوسرا گواہ ہو کر آتا رہا۔
- معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ہماری نبض دیکھی ہوئی تھی کہ یہ نماز کے چور ہیں۔
- یا رسولؐ اللہ! آپ تو معراج پر آگئے ہیں لیکن آپ کا بھائی علیؑ کیا کام کر رہے ہیں؟
- نبیؐ ہم جیسا نہیں ہوتا، نبیؐ اور ہم میں بڑا فرق ہے۔ نبی کا جینا اور مرنا ہم جیسا نہیں ہوتا، ہماری پیدائش اور ہے اور نبیوں کی پیدائش اور ہے۔
- اُم الفضلؓ! تو اسے کیا پاک کرے گی اسے تو خود خدا نے پاک کیا ہے۔

مجلسِ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً (سورۂ ہود، آیہ ۱۷)

"تو کیا جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی ہوئی حقانیت کی دلیل کے ساتھ آیا ہے اور جس کے پیچھے آیا اُس کا گواہ جو اُسی کا جز ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ایک پیشوا اور رحمت کی حیثیت سے"۔

سامعین محترم ــــــ!

قرآن مجید کے بارھویں پارے سورۂ ہود کی آیت ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسئلۂ نبوت بیان فرمایا ہے کہ نبی کون ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے نبیؐ! دنیا کو تبلیغ کر۔ اللہ نے رسول کو تبلیغ کرنے کا طریقہ بتایا ہے، فرمایا:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (سورۂ نحل، آیہ ۱۲۵)

اے میرے حبیبؐ! لوگوں کو حکمت و دانائی اور موعظۂ حسنہ کے ساتھ اپنے رب کی طرف دعوت دے اور اگر تو لوگوں کے ساتھ

مجادلہ کرے تو وہ بھی اچھا"۔

پھر خدا فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۂ بقرہ، آیہ ۲۵۶)

"میرے دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے"۔

اسے کوئی قبول کرے یا نہ کرے، میں زبردستی نہیں کرتا کیوں کہ میں اپنی توحید بھی زبردستی نہیں منوانا چاہتا بلکہ میری توحید کو نشانیاں دیکھ کر مان۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ○ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ○ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ○ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ○ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ○ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ○ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ○ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ○ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ○ (سورہ نباء، آیہ ۶ تا ۱۶)

"فرمایا: اگر میری توحید کو دیکھنا ہے تو تیرے پاؤں کے نیچے زمین کا فرش کس نے بچھایا؟ میں نے۔ پہاڑوں کی میخیں کس نے گاڑیں؟ میں نے۔ تمھارا میاں بیوی کا جوڑا کس نے بنایا؟ میں نے۔ دن کو روشن کس نے کیا؟ میں نے۔ تمام دن تم کام کر کے تھک گئے تھے، تمھاری تھکاوٹ کو دُور کرنے کے لیے رات کا اندھیرا کس نے بنایا؟ میں نے۔ نچڑتی ہوئی بدلیوں سے پانی کس نے برسایا؟ میں نے۔ اگر یہ تمام کام میں نے کیے ہیں تو مجھے خدا مان، جھوٹے خداؤں کو ماننے کا مطلب کیا ہے؟"

پھر فرمایا: اگر اب ان کو کوئی شک ہے تو میرے محبوب! ان کو کہہ دے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (سورۂ احقاف، آیہ ۴)

"ان کو کہہ دو! کون سا زمین کا ٹکڑا ہے جو تمہارے خداؤں نے بنایا ہے، آسمانوں کا کون سا حصّہ ہے جو تمہارے خداؤں نے پیدا کیا ہے۔ اگر زمین میں ان کا کوئی تعلق نہیں اور آسمانوں میں ان کا کوئی تعلق نہیں تو ان جھوٹے اور بے ثبوت خداؤں کو ماننے کی کیا ضرورت ہے"۔

فرمایا: جب میں خدا ہو کے اپنی توحید بغیر ثبوت کے نہیں منوانا چاہتا تو یاد رکھو! اپنے نبی کی نبوت بھی مفت میں نہیں منوانا چاہتا۔ وہ بھی ثبوت دیکھ کر مانو۔

اگر کسی کو قرآن میں اور میرے نبی کی نبوت میں شک ہے تو

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سورۂ بقرہ، آیہ ۲۳)

"میرا حبیبؐ! ان کو کہہ دے کہ میں نے تمہارے سامنے ایک سو چودہ سورتوں کا قرآن پیش کیا ہے۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں کہیں سے لایا نہیں بلکہ میں نے خود بنایا ہے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ تم اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ تو میں مان جاؤں گا۔ اگر نہیں بنتی تو ضد کا فائدہ کیا۔ پھر مان جاؤ کہ میرا محبوب سورتیں بناتا نہیں بلکہ بنی بنائی کہیں سے لاتا ہے؟

جب رسول اللہ نے یہ اعلان فرمایا تو اس مجمع میں ابوجہل کا بیٹا بھی کھڑا تھا۔
وہ دوڑ کر آیا، اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا:
بابا جان! آج محمدؐ نے بہت اچھی بات کہی ہے وہ یہ کہ: ''اگر تم کو اس قرآن میں شک ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ تو میں مان جاؤں گا''۔
جلدی جلدی ایک آدھ سورہ بناؤ تا کہ جھگڑا ختم ہو جائے تو ابوجہل نے کہا:
میں نے تمہیں کئی مرتبہ کہا ہے کہ محمدؐ کے وعظ میں نہ جایا کر کیوں کہ نہ ہی ہم سے سورتیں بنتی ہیں اور نہ ہی ہم نے ماننا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے یہ قرآن دنیا کے سامنے ایسا ضابطۂ حیات پیش کیا ہے جس کے سامنے بڑے بڑے قانون دان عاجز آ جائیں، جن کی فصاحت و بلاغت کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے فصیح و بلیغ عاجز آ جائیں۔ جس کے فلسفے کے سامنے بڑے بڑے فلسفی منہ موڑ جائیں۔
دنیا والو! آپ نے خدا کو بھی معجزے دیکھ کر مانا، نبی کو بھی شق القمر کا معجزہ دیکھ کر مانا ہے تو امامؑ کو بھی مفت میں نہ ماننا۔
تو یاد رکھ ــــــ!
خدا وہ ہے جو شمس و قمر کو پیدا کرے، نبیؐ وہ ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کر دے۔
امام بھی مفت میں نہیں بنتا اور امامؑ وہ ہے جو ڈوبتے ہوئے سورج کو واپس کر دے تو امامؑ ہے ورنہ امام نہیں ہو سکتا۔
اللہ نے ارشاد فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

(سورۂ ہود، آیہ ۱۷)

اس آیت میں اللہ نے اپنے نبی کی تین صفات بیان فرمائی ہیں اور امامؑ کی

بھی تین صفات بیان فرمائی ہیں۔ نبی کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بینات یعنی نشانیاں لے کر آتا ہے۔ دوسری صفت یہ ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ ہوتا ہے، تیسری صفت یہ ہے کہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب میں اس کا ذکر ہوتا ہے۔

امامؑ کی بھی تین صفات مذکور ہیں۔ ایک تو وہ تالی ہوتا ہے یعنی نبیؐ کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے بالکل پیچھے نہیں ہوتا کہ پتہ ہی نہ چلے کہ کہاں ہے۔ دوسرا وہ گواہ ہوتا ہے اور تیسرا وہ مِنۡهُ یعنی نبیؐ کا جز ہوتا ہے۔

اب ساری دنیا کی کتابیں جمع کر کے بتاؤ کہ نبیؐ کی جز کون ہے ورنہ میں دکھاتا ہوں۔ فرمایا:

عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنۡهُ

"علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں"۔

فَاطِمَةُ بَضۡعَةٌ مِنِّی

"فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے"۔

اَلۡحَسَنُ نِصۡفُ شَبِیۡهَتِی

"حسنؑ میری آدھی شبیہ ہے"۔

حُسَیۡنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الۡحُسَیۡنِ

"حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں"۔

اَلۡمَهۡدِیُّ مِنۡ عِتۡرَتِی اَیۡ مِنۡ اَوۡلَادِ فَاطِمَةَ

"مہدیؑ میری عترت سے ہے، یعنی فاطمہؑ کی اولاد سے ہے"۔

حضرات ــــ!

آج تک جتنے نبیؑ دنیا میں آئے ہیں وہ ایک معجزہ اپنے ساتھ لائے اور دوسرا

گواہ لے کر آئے۔ حضرت موسیٰؑ کو عصا معجزہ دیا اور حضرت ہارونؑ گواہ دیا۔
حضرت عیسیٰؑ کو مُردہ زندہ کرنے کا معجزہ دیا اور حضرت یحییٰؑ گواہ دیا۔

خدا نے فرمایا: میرے محبوب! موسیٰؑ کا مقابلہ جادوگروں سے تھا اس لیے اس کو عصا معجزہ دیا اور ہارونؑ گواہ دیا۔ حضرت عیسیٰؑ کا مقابلہ حکیموں اور طبیبوں سے تھا اس کو مُردے زندہ کا معجزہ دیا۔

فرمایا: میرے محبوبؐ! تیرا مقابلہ جادوگروں سے نہیں، تیرا مقابلہ حکیموں اور طبیبوں سے نہیں تیرا مقابلہ ہے عرب کے بدوؤں سے، عرب کے بدو دو کام کرنا جانتے ہیں۔ یا وہ عربی میں اشعار پڑھنا جانتے ہیں یا وہ تلوار سے لڑنا جانتے ہیں۔

میرے محبوبؐ! تو ایک ہاتھ میں قرآن لے جا اور دوسرے ہاتھ میں گواہ لے جا۔ اگر شاعر مقابلہ کریں تو قرآن پیش کرنا اور اگر بہادر مقابلہ کریں تو حیدرِ کرارؑ کو پیش کرنا۔

آج تک جتنے نبیؑ آئے ہیں، ایک مدعی ہو کر آتا رہا اور دوسرا گواہ ہو کر آتا رہا۔ حضرت محمدؐ کی گواہی حضرت علیؑ نے دی۔ حضرت علیؑ کی امام حسنؑ نے، امام حسنؑ کی امام حسینؑ نے، امام حسینؑ کی امام زین العابدینؑ نے، امام زین العابدینؑ کی امام محمد باقرؑ نے، امام محمد باقرؑ کی امام جعفر صادقؑ نے، امام جعفر صادقؑ کی امام موسیٰ کاظمؑ نے، امام موسیٰ کاظمؑ کی امام علی رضاؑ نے، امام علی رضاؑ کی امام محمد تقیؑ نے، امام محمد تقیؑ کی امام علی نقیؑ نے، امام علی نقیؑ کی امام حسن عسکریؑ نے، امام حسن عسکریؑ کی امام مہدیؑ نے۔

اب بتاؤ ــــــ!

اگر آخری امامؑ آئے اور دعویٰ کرے تو گواہی کون دے گا۔ اگر آخری دعویٰ کرے اور گواہ نہ ہو تو قانونِ قدرت ٹوٹتا ہے۔

خدا نے فرمایا: نبوت ختم ہے، محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اگر امام پیدا کروں تو بارہ سے تعداد بڑھتی ہے۔

فرمایا: ایسے کیوں نہ کریں کہ ایک امامؑ کو زندہ رکھیں اور ایک نبیؑ کو زندہ رکھیں۔ جب بارھواں آ کر دعویٰ کرے تو آسمان سے اتاروں نبیؑ کو وہ آ کر گواہی دے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ محمدؐ کی اُمت کا امامؑ وہ ہوتا ہے کہ جن کی گواہی کے لیے نبی اسرائیل کے نبیؑ آیا کرتے ہیں۔

قرآن میں نبیؑ کی تین صفات تھیں۔ علمِ کلام کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبیؑ کی چار نشانیاں ہیں:

پہلی نشانی یہ ہے:

اَلنَّبِیُّ مَنْ یَّسْمَعُ کَلَامَ اللّٰہِ

"نبی وہ ہے کہ جو اللہ کی کلام کو سنتا ہے"۔

دوسری نشانی یہ ہے:

وَیَرٰی مَلَآئِکَۃَ اللّٰہِ

"وہ اللہ کے فرشتوں کو دیکھتا ہے"۔

تیسری نشانی یہ ہے:

وَیَعلَمُ المُغیبَاتِ

"وہ غیب کی خبریں جانتا ہے"۔

چوتھی نشانی یہ ہے:

وَتُطِیعُہٗ مَادَّۃُ الکَائِنَاتِ

"کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے"۔

پہلی نبی کی نشانی کہ وہ اللہ کے کلام کو سنتا ہے، اللہ کی کلام کو تو ہم بھی سنتے ہیں

لیکن نبیؐ خود خدا سے سنتا ہے، خدا سے کلام سنتا اور ہے اور حافظوں اور قاریوں سے سنتا اور ہے۔ ہم بھی سنتے ہیں لیکن ہمارے رسولؐ نے کہاں سنی؟ فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

"میرا محبوب وحی کے بغیر بولتا نہیں ہے"۔ (سورۂ نجم، آیہ ۳-۴)

سیرت النبیؐ میں مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ وہ کوئی اتنی بڑی یا خاص وحی نہیں تھی صرف یہ تھی کہ اللہ نے رسول کو پچاس نمازیں دے کر کہا: جاؤ میں نے تمھاری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کر دی ہیں۔

لکھا ہے کہ جب رسولِ کریمؐ پچاس نمازیں لے کر آرہے تھے تو راستے میں حضرت موسٰیؑ سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت موسٰیؑ نے پوچھا:

یارسولؐ اللہ! اللہ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا ہے؟

فرمایا: پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔

حضرت موسٰیؑ نے فرمایا: اگر میری بات مانیں تو یہ نمازیں واپس کر آئیں۔ کسی نے کوئی نماز نہیں پڑھنی۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسٰیؑ نے ہماری نبض دیکھی ہوئی تھی کہ یہ نماز کے چور ہیں۔

رسولؐ خدا واپس تشریف لے گئے۔ آخری کئی چکر لگائے تو پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسٰیؑ نے کہا: یہ بھی واپس کر دیں تو حضورؐ نے فرمایا: نہیں، اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

سبحان اللہ!

سات سو مرتبہ تو نماز کا حکم پہلے قرآن میں آچکا تھا۔ وہاں حضورؐ کو صرف نمازوں کے لیے بلایا تھا۔

نہیں میرے بزرگ! معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص بات تھی جس کے لیے عرش پر بلایا جارہا ہے۔

تو عزیزو!

ریاض النضرہ سے پڑھتا ہوں رسولؐ اللہ نے فرمایا: "جب مجھے معراج کی سعادت نصیب ہوئی تو میرے رب نے مجھے ارشاد فرمایا: میرے محبوبؐ! دنیا میں جا کر لوگوں کو بتا دے کہ علیؑ مومنوں کا سردار ہے، متقیوں کا امامؑ ہے اور جو جنت کو جانے والے ہیں حیدرؑ ان کا رہنما ہے۔

ہر نبیؑ کو معراج ہوئی، کسی کو کشتی میں معراج ہوئی، کسی کو آگ میں اور کسی کو کوہِ طور پر معراج ہوئی لیکن جیسی معراج ہمارے نبیؐ کو ہوئی ویسی معراج کسی دوسرے نبیؑ کو نہیں ہوئی۔

سب سے پُرجلال نبی تو حضرت موسیٰؑ تھے، ان کو کوہِ طور پر بلایا گیا۔ جب حضرت موسیٰؑ طور پر گئے تو حکم ہوا:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (سورۂ طٰہٰ، آیہ ۱۲)

"اے موسیٰؑ! اپنے جوتے اُتار دے یہ مقدس وادی ہے"۔

لیکن کیا کہنے شانِ محمدؐ کے کہ جوتی سمیت عرشِ اعظم تک چلا گیا۔ ساری کائنات رسولؐ کی جوتی کے نیچے آگئی۔ میں کہتا ہوں کہ جتنا فرق کوہِ طور اور فرشِ اعظم کا ہے اتنا ہی فرق حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کا ہے۔

جب رسولؐ خدا سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو جبرئیلؑ کہنے لگا: یارسولؐ اللہ! میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ اگر اس سے آگے ایک قدم بھی بڑھاؤں تو میرے پَر جل جائیں گے۔ جب جبرئیلؑ نے یہ کہا تو رسولؐ خدا نے پوچھا کہ آج تک جتنے نبیؑ معراج پر آئے ہیں تو ان سب کو یہیں تک چھوڑ دیتا تھا؟

جبرئیلؑ نے عرض کی: یارسول اللہ! کوئی نبیؐ یہاں تک آیا ہوتا تو چھوڑتا، آج تک کوئی نبیؐ یہاں تک آیا ہی نہیں یہ صرف آپ کی ذات ہے جو آج یہاں تک آ گئی ہے ــــــ (صلواۃ)

نبیؐ کی دوسری نشانی یہ ہے:

وَیَرٰی مَلَآئِکَۃَ اللّٰہِ

"اللہ کے فرشتوں کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے"

اب آپ بتائیں ــــــ!

کبھی آپ نے بھی فرشتہ دیکھا ہے؟ نہیں دیکھا لیکن بے فکر رہو سب ایک دن دیکھو گے۔ ہر آدمی ایک مرتبہ فرشتے کو ضرور دیکھتا ہے لیکن جب فرشتے کو دیکھتا ہے تو پھر دنیا میں نہیں رہتا۔

فرشتہ کہتا ہے کہ تیری اور میری محبت بہت گہری ہو گئی ہے میں تجھے ساتھ ہی لے چلتا ہوں ــــــ (صلواۃ)

ریاض الفکرۃ میں رسولؐ فرماتے ہیں: جب میں معراج کی رات عرش پر گیا تو عرش پر جا کر میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں تھا اور دوسرا مغرب میں۔ اس کے سامنے ایک تختی تھی وہ اس تختی کو دیکھتا تھا۔ ساری دنیا اس کے سامنے تھی اور اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب تک پہنچتا تھا۔

میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا:

مَن ھٰذَا؟ ــــــ! "یہ کون ہے؟"

جبرئیلؑ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ملک الموت ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: میں آگے بڑھا اور اس پر سلام کیا۔ ملک الموت نے سلام کا جواب دیا اور کہا: یارسول اللہ! آپ تو معراج پر آ گئے ہیں لیکن آپ کا بھائی علیؑ کیا

کام کر رہے ہیں؟

میں نے پوچھا: کیا تو میرے بھائی علیؑ کو پہچانتا ہے؟

تو اس نے کہا: یارسولؐ اللہ! میں علیؑ کو کیسے نہ پہچانوں، تمام روحوں کو قبض کرنے کے لیے خدا نے مجھے موکل بنایا ہے لیکن دو روحیں میرے قبضے سے باہر ہیں: ایک روحِ محمدیؐ اور دوسری روحِ حیدریؑ۔ ان دونوں کو میں قبض نہیں کرسکتا۔ اللہ جب چاہے گا اپنی مشیت اور مرضی سے وفات دے گا۔۔۔۔ (صلوٰۃ)

تیسری نشانی ہے نبیؐ کی:

يَعلَمُ المُغيبَاتِ

"وہ غیب کی خبریں جانتا ہے"۔

کہتے ہیں کہ نبی کو علمِ غیب ہوتا ہی نہیں۔ میں کہتا ہوں اگر نبیؐ غیب کی خبریں نہیں جانتا۔ کل کی بات نہیں جانتا تو حضورؐ نے خیبر کے دن کیسے فرمادیا:

لَاُعطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا ...... الخ

"کل میں اس کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا"۔

بتاؤ۔۔۔!

خیبر فتح ہوا یا نہیں؟ اگر فتح ہوا تو تمہیں اب بھی پتہ نہیں چلا کہ نبی کل کی باتیں بھی جانتا ہے۔ زیادہ وقت نہیں ورنہ تفصیل سے عرض کرتا۔

اب چوتھی نبیؐ کی نشانی سنو۔ چوتھی نشانی یہ ہے کہ:

وَتُطِيعُهُ مَادَّةُ الكَائِنَاتِ

"کائنات کی ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے"۔

حضرت ابراہیمؑ پر آگ گلزار ہوجائے، حضرت موسٰیؑ کے لیے عصا اژدہا بن جائے، حضرت عیسٰیؑ مُردوں کو زندہ کردیں، ہمارا رسولؐ اگر ہاتھ پر پتھر رکھ لیں تو کلمہ

پڑھنے لگ جائے اور چاند کی طرف اشارہ کریں تو دو ٹکڑے ہو جائے۔ اور امامؑ وہ ہے جس کی ایک نماز کے لیے سورج واپس آجائے ____ (صلواۃ)

نبیؐ ہم جیسا نہیں ہوتا، نبیؐ اور ہم میں بڑا فرق ہے۔ نبی کا جینا اور مرنا ہم جیسا نہیں ہوتا، ہماری پیدائش اور ہے اور نبیوں کی پیدائش اور ہے۔

اب ذرا غور کرو ____!

نبیؐ اور امامؑ کی پیدائش ہم جیسی نہیں ہوتی۔ ہم جب پیدا ہوتے ہیں تو ہم نجس ہوتے ہیں اور نبیؐ اور امامؑ جب پیدا ہوتے ہیں تو وہ پاک ہوتے ہیں۔

ذکرِ مصائب

حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا:

اُم الفضل! حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ تو اُم الفضل کہتی ہیں: یارسولؐ اللہ! میں نے ابھی اس کو غسل نہیں دیا، اس کو پاک نہیں کیا تو حضورؐ نے فرمایا:

اُم الفضل! تو اسے کیا پاک کرے گی اسے تو خود خدا نے پاک کیا ہے۔

رسولؐ نے حسینؑ کو گود میں لیا، کیا دیکھا کہ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

پوچھا: یارسولؐ اللہ! خدا نے آپ کو نواسہ عطا فرمایا ہے، یہ رونے کا کیا سبب ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل کربلا کی مٹی لے کر آ گیا اور کہا:

اے محمدؐ! اس بچے کو جی بھر کر پیار کریں۔ ایک دن تیری اُمت کا خنجر ہوگا اور اس حسینؑ کا گلا ہوگا۔

ہائے وہ وقت آ گیا کہ اُمت نے حسینؑ کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ مدینہ چھوڑتے وقت میرے مولاؑ نے کہا:

نانا! تیری اُمت مجھے مدینے میں نہیں رہنے دیتی۔ کبھی نانا کے مزار پر جاتے، کبھی بھائی حسنؑ کے مزار پر جاتے، کبھی ماں زہراؑ کے مزار پر جاتے۔

جب ماں کی قبر پر گئے تو قبر پر بیٹھ کر اتنا روئے کہ قبر آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ قبر سے آواز آئی: بیٹا! فکر نہ کر تو اکیلا نہیں جائے گا۔ تو کربلا میں بعد میں پہنچے گا میں تیری قتل گاہ کو صاف کرنے کے لیے کربلا میں پہلے پہنچوں گی۔

لکھا ہے کہ حسینؑ مدینے سے چلنے لگے تو محمد حنفیہ آئے اور کہنے لگے: بھیا! آپ کربلا نہ جائیں، تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں تجھے کل جواب دوں گا۔ جب صبح ہوئی تو کیا دیکھا کہ بیبیاں اُونٹوں پر سوار ہورہی ہیں۔

محمد حنفیہ نے کہا: بھیا! آپ نے فرمایا تھا کہ کل جواب دوں گا اور آپ تیاری کررہے ہیں تو حسینؑ روئے اور فرمایا: تو کہتا ہے کہ نہ جا، نہ جا لیکن خواب میں نانا کہتا ہے کہ اگر تو نہ جائے گا تو میرا دین نہیں بچتا۔

تو عرض کی: کوئی بات نہیں آپؑ چلے جائیں لیکن زینب کو نہ لے جائیں۔

حسینؑ نے فرمایا: نانا کہتا ہے: حسینؑ! اگر تو نہ جائے تو میرا دین نہیں بچتا اور اگر زینبؑ نہ جائے تو تیری شہادت نہیں بچتی۔

بس عزادارو ــــــ!

حسینؑ مدینے سے چلے، صغریٰؑ نے بڑے چارے کیے لیکن حسینؑ نے فرمایا: میں اس کو نہیں لے جاؤں گا، کیوں کہ صغریٰؑ کی شکل میری ماں زہراؑ کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل کوفہ وشام کے بازار میں رُلتی پھرے۔

جنابِ صغریٰؑ دروازے پر آکر بیٹھ گئیں۔ حسینؑ نے فرمایا:

تمام بیبیاں صغریٰؑ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر گزرتی جائیں۔ جب آخر میں صغریٰؑ کی ماں پاس سے گزری تو ماں کا دامن پکڑ لیا اور کہا: اماں! مجھے ساتھ نہ لے جاؤ مگر

میرے ساتھ باتیں تو کرتی جاؤ۔

کہا: اماں! مجھے پتہ ہے میں ساتھ نہیں جا رہی لیکن مجھ پر ایک احسان تو کریں۔ ذرا تھوڑی دیر کے لیے علیؑ اصغرؑ کو مجھے دے دو۔ میں اس کو پیار کرلوں۔

جنابِ صغریٰؑ نے علیؑ اصغر کو گود میں لیا۔ بی بی نے کہا: صغریٰؑ جلدی کرو تمام بیبیاں سوار ہوگئی ہیں لیکن اصغرؑ صغریٰؑ کی گود نہیں چھوڑتا۔

حسینؑ نے فرمایا: کیا بات ہے؟

زینبؑ نے کہا: بھیا! اصغرؑ ہمارے پاس نہیں آتا ہے۔ تو حسینؑ آئے اور کہا: صغریٰؑ! مجھے اصغرؑ کے کان میں ایک بات کرنی ہے۔

عزادارو ــــــ!

حسینؑ نے کان میں کچھ کہا تو علیؑ اصغر نے صغریٰؑ کی گود چھوڑ دی۔

حسینؑ کہتے ہیں: بیٹی! میں نے اصغرؑ کو ازل کا وعدہ یاد دلایا ہے کہ اصغرؑ! اگر تو میدانِ کربلا میں نہ جائے گا تو بہتر کی قربانی پوری نہیں ہوتی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

مجلسِ پنجم

- اگر دفن جائز ہے، اس کا ترکہ تقسیم کرنا جائز ہے تو اس کا صرف ماتم ناجائز ہے؟
- تو دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ دیوانہ کون ہے جو راستے سے بھٹک گئے ان کو خدا خوب جانتا ہے۔
- ہمارا مذہب آلِ محمدؐ کا مذہب ہے، جو بندے آلِ محمدؐ کے مذہب میں آ گئے وہ پار ہو گئے۔
- قیامت کو بھی عذاب کے بڑے بڑے طوفان آئیں گے۔ میری اہلِ بیتؑ نوحؑ کی کشتی ہے جو سوار ہو گئے وہ نجات پا جائیں گے۔
- حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ جب نو سو سال ہو گئے تو نوحؑ تھک گئے۔
- جس کی وحی آئے وہ کیل لگاتا، جس کی وحی نہ آئے وہ کیل نہ لگاتا۔ جس کی وحی نہ آئے وہ لکڑی اور تختہ نہ لگاتا۔
- کشتی بنا لیکن جنگل سے درخت کاٹ کر کشتی نہ بناتا۔
- جب نوحؑ کی کشتی کو جنگل کے درخت نہیں لگتے تو محمدؐ کی کشتی کو کافروں کے گھر میں پیدا ہوئے امام کس طرح لگ سکتے ہیں؟
- محمدؐ کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگ میں چلی جائے۔
- جب کشتی کے بغیر نوحؑ کی اُمت نہیں بچتی تو آلِ محمدؐ کے بغیر محمدؐ کی اُمت کیسے بچ سکتی ہے؟

مجلسِ پنجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورۂ یٰسین، آیہ ۱۲)

"اور ہر چیز کا احاطہ کیا ہے ہم نے روشن مرتبے والے امام ہیں"۔

حضرات ــــــ!

یہ آیت جو مَیں نے آپ کے سامنے پڑھی، یہ سورۂ یٰسین کی آیت ہے اور سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے۔ باقی کوئی سورہ مسلمان سنے یا نہ سنے لیکن سورۂ یٰسین آخرکار ضرور سننی پڑتی ہے۔

اگر ساری عمر نہ بھی سنی ہو تو آخر وقت میں جان نہیں نکلتی کہ مولوی صاحب کو بلاؤ تاکہ سورۂ یٰسین پڑھے۔ اگر غلطی سے مولوی سورۂ رحمٰن شروع کر دے تو لوگ کہتے ہیں مولوی صاحب! کوئی وقت تو دیکھا کرو، یہ وقت کون سی سورہ کا ہے اور آپ کون سی سورہ پڑھ رہے ہیں۔ پڑھی سورۂ یٰسین تو جان نکلی مگر تمام سورتوں سے سورۂ یٰسین کا سننا کیوں ضروری ہے؟

یاد رکھو ـــــ!

اس میں سات مبینیں ہیں اور اسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے:

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْٓ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورۂ یٰسین، آیہ ۱۲)

"ہم نے ہر شے کو امام مبین میں گھیر رکھا ہے"۔

یعنی جب تک تو امامت والی آیت نہ سنے جان نکلتی نہیں۔ باقی تم رقعے لکھتے ہو، مسئلے پوچھتے ہو کہ کیا شہید زندہ ہیں؟ زندوں کا ماتم ناجائز ہے۔

ایک مولوی کہنے لگا: رسولؐ اللہ زندہ ہیں۔ میں نے کہا: بے شک زندہ ہیں۔ تو وہ کہنے لگا: کبھی زندوں کی جائیداد تقسیم ہوئی؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو اس نے کہا: پھر باغ فدک کا جھگڑا کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا: مان گیا لیکن زندہ کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا، زندہ کا کبھی تم نے خلیفہ بھی بنایا ہے۔

ایک مولوی بس میں بیٹھا تھا، کہنے لگا: حضرت امام حسینؑ شہید ہیں اور شہیدوں کا ماتم ناجائز ہے۔

میں نے اس کی طرف منہ کر کے کہا: تم ذرا یہ بتاؤ کبھی کسی نے زندوں کو بھی دفن کیا ہے؟ کہنے لگا: دفن جائز ہے۔ تو میں نے کہا: اگر دفن جائز ہے، اس کا ترکہ تقسیم کرنا جائز ہے تو اس کا صرف ماتم ناجائز ہے؟ ماتم کے وقت تم زندہ بنا لیتے ہو۔ تم بھی عجیب لوگ ہو۔ جب ہم یا علیؑ مدد کہتے ہیں تو کہتے ہو کہ مُردوں سے مدد کا مانگنا شرک ہے اور جب ہم حسینؑ کا ماتم کرتے ہیں تو کہتے ہو کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ زندوں کا ماتم ناجائز ہے۔ اب تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں؟ ــــــ (صلواۃ)

میرے دوست!

قرآن میرے سامنے ہے، حدیث موجود ہے۔ جنازہ انھوں نے پڑھا ہی نہیں، جنازے میں آئے ہی نہیں۔ دفن میں حصہ لیا ہی نہیں۔ حضورؐ کے جسم پر پانی ڈالا ہی نہیں، قبر کھودی ہی نہیں، اس وقت آئے جب حضورؐ دفن ہو چکے تھے تو جب وہ محمدؐ کے پاس آئے ہی نہیں تو ہم ان کے پاس نہیں جاتے خواہ وہ جہاں مرضی چلے جائیں ــــــ (نعرۂ حیدری)

یہ عقدِ اُمِ کلثومؑ کے متعلق ایک رقعہ آیا ہے۔ مجھے ایک مولوی کہنے لگا کہ میں

نے تجھ سے ایک مسئلہ ضرور پوچھنا ہے، جواب دے۔ میں نے کہا: کون سا مسئلہ؟ کہنے لگا: فلاں بزرگ کا نکاح حضرت علیؑ کی لڑکی حضرت اُمِ کلثومؑ سے ہوا؟

میں نے کہا: اگر تم سے کوئی رشتہ مانگنے آئے اور ہم اس سے پوچھ لیں کہ تیرا خاندان کیا ہے؟ تیرا باپ دادا کون ہے؟ آخر رشتہ جو دینا ہے۔ اگر ہم پوچھیں اور وہ ناراض ہو جائے کہ تو نے میرا باپ کیوں پوچھا ہے تو اس سے کوئی اس سے پوچھے کہ آخر تو جو رشتہ مانگ رہا ہے ہم نے باپ کا پوچھ لیا تو ناراض کیوں ہوتا ہے؟

بابا!!۔۔۔ عقد اُمِ کلثومؑ کا جواب میں دیتا ہوں اور فلاں کا باپ تو دکھا دے۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

باقی رہا اُمِ کلثومؑ کا عقد تو سنو! اُصولِ کافی، فروعِ کافی میرے پاس موجود ہے۔ اگر ان کتابوں میں اُمِ کلثومؑ کے بعد بنت علیؑ کا لفظ لکھا ہو تو میری گردن کا خون حاضر ہے یا پھر میں دکھاتا ہوں۔ تاریخ طبری میرے سامنے ہے، لکھا ہے: بنت ابی بکر۔ کہ وہ ابوبکر کی بیٹی تھیں جس کا نکاح ہوا تھا۔

قرآن سنو۔۔۔!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۱)

"مجھے قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں"۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۲)

"اے میرے حبیبؐ! تیرا دماغ خراب نہیں تو دیوانہ نہیں"۔

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۳)

"تجھے بڑا ثواب ہے، بڑا اجر ہے"۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۴)

"اگر تو کسی کو کہہ دے کہ میرے گھر سے نکل جا تو تو بد خلق نہیں، تیرا بڑا خلق ہے تو بڑا خلیق ہے لیکن یہ تیری محفل کے قابل نہیں"۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (سورۂ قلم، آیہ ۵-۶)

"تو دیکھ لے گا اور یہ بھی دیکھ لیں گے کہ دیوانہ کون ہے جو راستے سے بھٹک گئے ان کو خدا خوب جانتا ہے"۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۸)

"ان جھوٹوں کی تابع داری نہ کرو"۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○ (سورۂ قلم، آیہ ۱۰)

"جھوٹی قسم کھانے والے کا کہنا نہ ماننا اور ذلیل کا کہنا نہ ماننا"۔

یہ قرآن ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔ میں نے کہا ہے کہ ہمیں نہ چھیڑو۔ شیعوں بیچاروں کو رونے دو، ان کو فضائل سن کے خوش ہو لینے دو۔

چھوکی منڈی میں ایک ملنگ تھا۔ وہ گھوڑا نکالنے لگا تو سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا کہ ہم گھوڑا نہیں نکالنے دیں گے۔ یہ بدعت ہے۔ جب زیادہ شور ہوا تو تھانیدار کہنے لگا: او ملنگا! جب یہ لوگ نہیں نکالنے دیتے تو تو نہ نکال۔ تو اس نے کہا: چلو گھوڑا نہیں نکالتا لیکن میں ہر سال دو دن مولوی اسماعیل کو بلا کر دو مجلسیں کروا لیا کروں گا۔

کہنے لگا: او ملنگا! تو خواہ بیس گھوڑے نکال لے لیکن اس کو نہ بلانا ــــــ (نعرۂ حیدری)

مجھے لوگ کہتے ہیں کہ مولوی اسماعیل ذاکروں کو بھی مانتا ہے اور ملنگوں کو بھی مانتا ہے۔ ایک مولوی کہنے لگا: یہ ملنگ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: یہ مولاؑ کے نام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا: تبلیغ تو تو کرتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں جو تبلیغ وہ کرتے ہیں وہ مجھ سے بھی نہیں ہوتی۔ کہنے لگا: کیسے؟ میں نے کہا: میں وہاں جاتا ہوں جہاں

کرایہ ملے، میز ہو، اسٹیج ہو، مجمع ہو، وہاں جاتا ہوں۔

لیکن ان ملنگوں پہ میں صدقے جاؤں یہ کرایہ مانگتے ہیں نہ اپنا دیکھتے ہیں، نہ بیگانہ دیکھتے ہیں۔ بس ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں: "نذر اللہ نیاز حسینؑ"۔ حق دا امام یا علیؑ!

لہٰذا میں ان کا بھی قائل ہوں، میں ہر سال سرکار قلندر کی بارگاہ میں سلام کرنے کے لیے جاتا ہوں، اس لیے کہ مُلاؤں سے شریعت ملتی ہے اور قلندر سے محبت ملتی ہے۔

تو سنو ــــــ!

میں آپ کے سامنے عرض کروں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلَاثَۃٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَہ

"میری اُمت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے، بہتّر جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ جنت میں جائے گا"۔

اب فیصلہ کرو ــــــ!

اللہ فرماتا ہے:

وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ○ وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ (سورۂ یٰسین، آیہ ۴۱-۴۲)

یاد کرو جب نوحؑ نے کشتی بنائی اور نوحؑ کے ماننے والے کشتی میں سوار ہو گئے۔ ہم نے اس جیسی ایک اور کشتی بنائی ہے جس میں اگر سوار ہو جاؤ گے تو بچ جاؤ گے۔ وہ کون سی کشتی ہے؟

لو پھر سنو ــــــ!

مشکوٰۃ شریف میرے ہاتھ میں ہے، باب ہے مناقب اہلِ بیتؑ۔ رسول اللہؐ

نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ اَھلِ بَیتِی فِیکُم مَثَلُ سَفِینَةِ نُوحٍ مَن رَکِبَھَا
نَجیٰ وَمَن تَخَلَّفَ عَنھَا غَرَقَ

"میری اہلِ بیتؑ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہے جو سوار ہو گئے وہ بچ
گئے، جو سوار ہو گئے نجات پا گئے اور جو رہ گئے وہ برباد ہو گئے"۔

(نعرۂ حیدری)

لو اب فیصلہ ہو گیا، نبیؐ نے فرمایا: میرے بعد گمراہی کا طوفان آئے گا، قیامت کو بھی عذاب کے بڑے بڑے طوفان آئیں گے۔ میری اہلِ بیتؑ نوحؑ کی کشتی ہے جو سوار ہو گئے وہ نجات پا جائیں گے۔

اب پتہ کر کون سوار ہو گئے اور کون سوار نہ ہوئے۔

تو میرے دوستو ــــــ!

ہمارا مذہب آلِ محمدؐ کا مذہب ہے، جو بندے آلِ محمدؐ کے مذہب میں آ گئے وہ پار ہو گئے۔ نماز، روزوں کو مَیں ردّ نہیں کرتا۔ آج کل ہمارے دو چار بندے ایسے ہیں جن کو نہ مرزائیوں کی ردّ آتی ہے نہ عیسائیوں کی ردّ آتی ہے، نہ اپنے بھائیوں کی ردّ آتی ہے، نہ آلِ محمدؐ کا حق ثابت کرتے ہیں نہ کسی مسئلے کا جواب دے سکتے ہیں۔ صرف نمازوں اور ڈاڑھیوں پر زور ہے۔ یہ ان کا جہاد ہے۔

مجھے ایک صاحب کہنے لگے: عمل کا وعظ کیا کرو۔ میں نے کہا: میں تابعدار ہوں مگر یہ بتاؤ میں اور آپ جب دیو بند سے چلے تھے تو نمازوں کی کمی کی وجہ سے تھے یا ڈاڑھیوں کی قلت کی وجہ سے چلے تھے؟ کہا: نہیں۔ میں نے کہا: پھر وہاں سے آئے کیوں تھے؟

کہنے لگا: وہ اہلِ بیتؑ کو نہیں مانتے تھے۔ تو میں نے کہا: جس بیماری کی وجہ

سے آئے تھے پہلے وہ نکال لیں پھر آگے چلیں گے ـــــ (صلوٰۃ)

بس عزیزو ـــــ!

یہ آلِ محمدؐ کی کشتی ہے، وقت بہت کم ہے، بات ختم کروں۔ لے قرآن میرے سامنے ہے۔ حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ جب نو سو سال ہو گئے تو نوحؑ تھک گئے اور کہا:

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا ○ (سورۂ نوح، آیہ ۲۶)

یااللہ! میں اب تھک گیا ہوں اب دنیا کو غرق کر دے، تباہ کر دے، برباد کر دے"۔

وَلَا تَزِدِ الظَّٰلِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ○ (سورۂ نوح، آیہ ۲۸)

آوازِ قدرت آئی: "اے نوحؑ! تیری دعا میں نے سن لی"۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (سورۂ ہود، آیہ ۳۷)

"اب تو کشتی بنا لے اور میری آنکھوں کے سامنے بنا اور میری وحی کے ساتھ بنا"۔

جس کی وحی آئے وہ کیل لگاتا، جس کی وحی نہ آئے وہ کیل نہ لگاتا۔ جس کی وحی نہ آئے وہ لکڑی اور تختہ نہ لگاتا۔

کیوں میرے عزیزو ـــــ!

جب جنابِ نوحؑ کی کشتی کو بغیر وحی کے ایک کیل نہیں لگتا تو اہلِ بیتؑ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہیں۔ جب جنابِ نوحؑ کی کشتی کو بغیر وحی کے تختہ نہیں لگتا تو تیری امامت اور خلافت کو اجماع کے تخت کیسے لگ سکتے ہیں اور شوریٰ کے کیل کیسے لگ سکتے ہیں؟ ـــــ! (نعرۂ حیدری)

بس ـــــ! آواز آئی: کشتی بنا لیکن جنگل سے درخت کاٹ کر کشتی نہ بنانا۔ اگر جنگل کی لکڑی سے کشتی بنے گی تو یہ ٹوٹ جائے گی، تباہ ہو جائے گی، پار نہیں ہوگی کیونکہ طوفان بہت بڑا ہے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ درخت اپنے گھر میں لگایا۔ بیس سال پرورش کی، ساگوان کا درخت ہے، اس کو کاٹ کر کشتی بنی۔

او خدا کے بندے!

جب نوحؑ کی کشتی کو جنگل کے درخت نہیں لگتے تو محمدؐ کی کشتی کو کافروں کے گھر میں پیدا ہوئے امام کس طرح لگ سکتے ہیں ـــــ! (نعرۂ حیدری)

تو حضرت نوحؑ نے درخت اپنے گھر لگایا، بیس سال پرورش کی اور جب نوحؑ کی کشتی کا یہ حال ہے تو جب محمدؐ کی کشتی بننے لگی تو آواز آئی: کافروں کے گھروں میں پیدا نہ ہوا ہو، کعبے میں پیدا کروں گا، پرورش تیری گود میں ہوگی۔ (نعرۂ حیدری)

سنو عزیزو ـــــ!

حضرت علیؑ رسولؐ اللہ سے تیس سال چھوٹے ہیں۔ جب حضرت علیؑ پنگھوڑے میں ہوتے اور حضرت علیؑ کی والدہ محترمہ کوئی کام کر رہی ہوتی تھیں اور رونے کی آواز آتی اور رسولؐ اللہ بھی موجود ہوتے تو حضرت فاطمہؑ بنت اسد کہتیں: بیٹا محمدؐ! ذرا اس کے پنگھوڑے کی ڈوری تو ہلانا تاکہ علیؑ چپ کر جائے۔

علامہ حلیؒ نے لکھا ہے: جس وقت حضرت محمدؐ حضرت علیؑ کے پنگھوڑے کی ڈوری ہلاتے اور لوری بھی پڑھتے تھے:

اَنتَ اَخِی وَوَصِیِّی وَوَارِثِی وَخَلِیفَتِی

"میرا بھائی تو ہے، میرا ولی تو ہے، میرا وارث تو ہے، میرے خلیفہ تو ہے"۔

خلافت کا فیصلہ تو بچپن میں ڈوری کے وقت ہی ہو گیا تھا۔ ابھی ایک رقعہ آیا ہے کہ نبیؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں جو ماں کو نہ مانے وہ حلال کا نہیں ہوتا۔

برخوردار ــــــ!

لوگ ماں مانیں یا نہ مانیں ہماری ماں ہے، وجہ؟

اللہ قرآن میں فرماتا ہے: اصل ماں تو وہ ہے جس نے تجھے جنا ہے مگر محمدؐ کی بیویاں ایسی حرام ہیں محمدؐ کے بعد جیسے ماں ہوتی ہے۔ محمدؐ کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ وہ گھر میں رہے یا جنگ میں چلی جائے، نکاح نہیں ہو سکتا۔

جو رسولؐ کی بیوی سے نکاح کا ارادہ بھی کرے تو ہم اس پر لعنت کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ شیعہ نہیں ہوئی تو میں کیا کروں۔ میں اپنے والد کو مانتا ہوں، میرا والد مولوی آدمی تھا۔ میں نے ساری دنیا پر مذہب شیعہ پھیلا دیا ہے لیکن میرا والد مجھ سے شیعہ نہ ہو سکا اور باپ تو حضرت عمر کا بھی نہ مانا۔ (نعرۂ حیدری)

تو میرے عزیزو ــــــ!

آلِ محمدؐ نوحؑ کی کشتی کی مثال ہیں یا نہیں؟ تو پھر حضرت نوحؑ کے زمانے میں طوفان آیا، آسمان تک پانی چلا گیا۔

تو مجھے بتاؤ ــــــ!

کوئی ایسا بندہ بچا ہو جو کشتی کے اندر نہ ہو، اس کا نام بتاؤ۔ اگر نوحؑ کے زمانے میں کوئی کشتی نوحؑ کے بغیر نہ بچ سکا خواہ اصحاب تھے، احباب تھے تو جب تک آلِ محمدؐ کی کشتی میں سوار نہ ہوں وہ بھی نہیں بچ سکتے ــــــ (نعرۂ حیدری)

نوحؑ کی کشتی جب چلنے لگی تو آواز آئی: اپنے سب ماننے والوں کو چڑھا لے، چڑھ گئے۔ اپنی اہلِ بیتؑ بھی چڑھتا چڑھ گئے مگر اپنی بیوی کو نہ چڑھاتا، کیونکہ نہ اس

نے چڑھنا ہے اور نہ ہی اس نے بچنا ہے۔

قرآن سامنے ہے، بتاؤ! نوحؑ کی بیوی چڑھ گئی۔ قرآن تیرے سامنے ہے اللہ فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○ (سورۂ تحریم، آیہ ۱۰)

"کافروں کے لحاظ سے اللہ نے مثال پیش کی ہے۔ نوحؑ کی بیوی کی اور لوطؑ کی بیوی کی جو ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں تو اُنھوں نے اُن سے غداری کی تو ان دونوں کو خدا کے عذاب سے کچھ بھی نہیں بچایا اور کہا گیا: داخل ہو جاؤ دونوں آگ میں داخل ہونے والیوں کے ساتھ"۔

حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں نے خیانت کی اور ان دونوں کو کہا گیا کہ تم دونوں جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اب آگے تم خود فیصلہ کرلو۔

تو سنو ــــــ!

جب کشتی چلنے لگی تو حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا جو کشتی پر سوار نہ ہوا، حضرت نوحؑ نے کہا:

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا (سورۂ ہود، آیہ ۴۲)

"بیٹا! کشتی میں آجا"۔

اس نے کہا:

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ (سورۂ ہود، آیہ ۴۳)

"مجھے کشتی کی ضرورت نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا"۔

آواز آئی:

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ (سورۂ ہود، آیہ ۴۳)

"آج پہاڑ نہیں بچائے گا"۔

وہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ جو کشتی میں ہی نہیں وہ اہل ہی نہیں۔ جب کشتی کے بغیر نوحؑ کی اُمت نہیں بچتی تو آلِ محمدؐ کے بغیر محمدؐ کی اُمت کیسے بچ سکتی ہے۔ (صلوٰۃ)

ایک سوال ہوا ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ "یا علیؑ مدد" کہاں لکھا ہے؟ کسی امامؑ نے فرمایا ہو۔

برخوردار ـــــ!

یہ بحارالانوار میرے ہاتھ میں ہے، ساتویں جلد ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کا ایک صحابی ہے، وہ کہتا ہے: مجھے علیؑ کے زمانے میں بخار ہو گیا۔ جمعہ کا دن آ گیا۔ میں نے منت مانی کہ اگر میرا بخار اُتر جائے تو میں مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ وہ کہتا ہے: میرا بخار اُتر گیا۔ میں نے مولا علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب میں نماز پڑھ چکا تو حضرت علیؑ دارالامارہ میں داخل ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ مجلس میں ان کے سامنے بیٹھا تھا تو وہ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: او رمیلہ! تو نے آج منت مانی تھی کہ اگر میرا بخار اُتر جائے تو علیؑ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔

کہا: ہاں مولاؑ! مگر میں نے تو آپ کو بتایا ہی نہیں اور آپ کو پتہ کیسے چل گیا؟

فرمایا: اے رمیلہ! میری بات سن لے۔

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ

"کوئی مومن مرد اور کوئی مومن عورت نہیں"۔

کہ جب وہ بیمار ہوتا ہے تو اس کی بیماری میں ہم بیمار ہو جاتے ہیں۔ جب

کوئی غم ناک ہوتا ہے تو اس کے غم میں ہم غم ناک ہو جاتے ہیں۔ جب دعا مانگتا ہے تو ہم آمین کہتے ہیں اور اگر نہیں مانگتا تو ہم خود مانگ دیتے ہیں۔

کہنے لگا: مولاً! یہ تو ان کی بات ہے جو کوفے میں رہتے ہیں لیکن جو آپ کے محب باہر رہتے ہیں دور رہتے ہیں تو حضرتؑ نے فرمایا:

زمین پر جہاں جہاں جو بھی رہتا ہے کوئی ایسا مومن نہیں خواہ وہ مشرق میں رہتا ہو یا مغرب میں، جہاں بھی ہو علیؑ اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ (نعرۂ حیدری)

میری تمہیں یہی ہدایت ہے کہ شیعہ ہی رہو، وہابی نہ بننا۔ میں تم میں اس لیے آیا تھا کہ شیعہ یا علیؑ مدد کہتے ہیں، اب تم خود مکرے جا رہے ہو ـــــ (صلواۃ)

ذکرِ مصائب!

بس وقت بہت ہو چکا ہے۔ دو فقرے مصائب کے کہہ کر اپنے بیان کو تمام کروں، بڑے بڑے علماء نے صاف لکھا ہے کہ جنابِ نوحؑ کی تبلیغ عراق میں ہوئی اور وہ کشتی دجلہ میں تھی اور وہ کشتی عاشور کے دن ٹھہری تھی۔ نوحؑ کا سفینہ تو پانی میں تیر رہا تھا مگر آلِ محمدؐ کی کشتی دسویں کے دن خون میں تیر رہی تھی۔

حسینؑ دسویں محرم کو خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ اُمت نے حسینؑ کو شہید کر دیا۔ جب حسینؑ شہید ہوئے شام ہو گئی جس کو شامِ غریباں کہتے ہیں تو فوجِ یزید نے اعلان کیا:

لوٹو تبرکات علیؑ و بتولؑ کو
قیدی بنا کے لے چلو آلِ رسولؐ کو

شمر نے حکم دیا: خیموں کو آگ لگا دو۔ جب خیموں کو آگ لگی تو ایک خیمہ جل جاتا تھا۔ بیبیاں دوسرے خیمے میں آ جاتی تھیں۔ جب سارے خیمے جل گئے صرف

ایک خیمہ باقی رہ گیا تو زینبؑ نے سید سجادؑ کو اٹھایا اور کہا:

بیٹا! اٹھو خیموں کو آگ لگ گئی ہے ـــــ اب تو امامؑ ہے۔ مجھے یہ بتا کہ خیمے میں جل جاؤں یا خیمے سے باہر نکل جاؤں؟

سید سجادؑ فرماتے ہیں: پھوپھی امانؑ! خیمے سے باہر چلی جاؤ۔

حمید ابن مسلم راوی ہے وہ کہتا ہے: جب خیموں کو آگ لگی تو میں نے ایک چھوٹی سی بچی دیکھی جس کے دامن کو آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ دوڑی چلی جارہی ہے۔ میں نے سوچا یہ بچی جل کے مر جائے گی اس کی آگ بجھا دوں۔

راوی کہتا ہے جب میں اس بچی کے پیچھے دوڑا تو وہ مجھے دیکھ کر اور زیادہ تیز دوڑنے لگی۔ جب وہ تھک گئی تو زمین پر بیٹھ گئی۔ میں نزدیک گیا، آگ بجھانے کا ارادہ کیا تو بچہ دونوں ہاتھ جوڑ کر کہتی ہے:

مجھے ہاتھ نہ لگانا میں حسینؑ کی بیٹی ہوں، میرا بابا مارا گیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

مجلسِ ششم

- میں یہ کیسے مان لوں کہ وعدہ خدا کرے اور بنانا ہم شروع کر دیں۔
- پہلے ان خلیفوں سے پوچھتے ہیں جن کی مسلمان پوجا کر رہے ہیں کہ تمھیں اللہ نے بنایا ہے یا رسولؐ اللہ نے بنایا ہے؟
- جب رسولؐ اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے بنا کر جا سکتا ہوں۔
- خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خلافت بھی خدا دے اور اعلان بھی خود کرے۔
- میں حکمت کا گھر ہوں اور حضرت علیؑ اس کا دروازہ ہے۔
- میں ہوں خلیفۃ اللہ، اگر میرے سامنے پتھر بھی پانی نہ ہو جائیں تو میں خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا ہوں۔
- یا علیؑ! تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔
- اگر رسولؐ کے کہنے کے باوجود اگر میں رو پڑتا تو خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا؟
- اگر مسلمان خلافت اور وراثت کو سمجھتے تو حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ نہ بناتے اور حضرت فاطمہؑ کو دربار سے خالی واپس نہ کرتے۔

مجلسِ ششم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورہ بقرہ، آیہ ۳۰)

"اور اُس وقت جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک جانشین بنانا چاہتا ہوں۔ اُنھوں نے کہا: کیا تو اس میں ایسے نائب کو بنائے گا جو اس میں خرابی پھیلائے اور خون خرابہ کرے؟ حالانکہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے اور تیری پاکیزگی کو سراہتے رہتے ہیں۔ اس نے کہا: یقین جانو کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔

حضرات ـــــ!

یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ سورۂ بقرہ کی آیت ۳۰ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسئلۂ خلافت کو بیان فرمایا ہے۔

حضرات دیکھیے!

خلیفہ کے معنی ہیں: کسی کی جگہ کام کرنے کے۔ مثلاً میں یہاں تقریر کرنا چاہتا

ہوں اور آپ میری جگہ پر وہی تقریر کر دیں تو آپ میرے خلیفہ ہوں گے۔ جو میری جگہ پر کام کرے گا وہ میرا خلیفہ ہوگا۔ اور جو محمدؐ کی جگہ پر کام کرے گا وہ محمدؐ کا خلیفہ ہوگا۔

دیکھو ــــــ!

قرآن میں ایک اور مقام پر اللہ نے اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ (سورۂ نور، آیہ ۵۵)

"اللہ نے وعدہ کیا کہ میں خلیفے کروں گا"۔

خدا کے بندے!!

میں یہ کیسے مان لوں کہ وعدہ خدا کرے اور بنانا ہم شروع کر دیں؟ اللہ نے فرمایا: میں ایسے خلیفے کروں گا۔

کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ (سورۂ نور، آیہ ۵۵)

"جیسے میں نے ان سے پہلے خلیفے بنائے"۔

خدا نے معیار بتا دیا ہے کہ جیسے پہلے بنائے، جب اللہ نے تیرے سامنے نمونہ پیش کر دیا ہے تو اس نمونے کے خلیفے ڈھونڈو۔ اپنی طرف سے کیوں بناتے ہو؟

آؤ ذرا ــــــ!

پہلے ان خلیفوں سے پوچھتے ہیں جن کی مسلمان پوجا کر رہے ہیں کہ تمھیں اللہ نے بنایا ہے یا رسولؐ اللہ نے بنایا ہے۔ اگر وہ خود کہہ دیں کہ ہمیں کسی نے نہیں بنایا تو تمھیں زبردستی کرنے کی کیا ضرورت ہے ــــــ (صلوات)

میرے ہاتھ میں مسلم شریف کی دوسری جلد ہے، جب حضرت خلیفہ ثانی کا وقتِ آخر قریب آیا تو لوگوں نے عرض کیا: یا حضرت! آپ تو دنیا سے جا رہے ہیں

آپ اپنے بعد کوئی خلیفہ کر کے جائیں تاکہ گمراہ نہ ہوں۔

تو خلیفہ صاحب نے فرمایا: میں نہیں بنا سکتا، جس کو دل چاہے بنا لو۔

تو لوگوں نے عرض کی: یا حضرت! اگر آپ کی بھیڑی بکریاں ہوں اور چرواہا جنگل میں چھوڑ کے آجائے تو آپ کو تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی؟

کہا: ہوگی۔ تو انھوں نے کہا: پھر رسولؐ کی اُمت کو بھیڑ بکریوں سے کم تو نہ سمجھیں، کوئی چرواہا تو مقرر کر کے جائیں۔

جب دیکھا کہ لوگ مجبور کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ مجھے مجبور نہ کرو۔

ولم لیستخلف رسول اللّٰہ

"جب رسولؐ اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیسے بنا کر جا سکتا ہوں"۔

جن کو تم خلیفہ کہتے ہو وہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے کہ رسولؐ اللہ نے کس کو خلیفہ بنایا ہے۔

تفسیر ابن کثیر سے پڑھتا ہوں۔ حضرت خلیفہؑ ثانی فرماتے ہیں: اگر میں رسولؐ خدا سے تین چیزیں پوچھ لیتا تو مجھے وہ سرخ اُونٹوں سے بہتر ہوتا۔

پہلی چیز یہ ہے کہ مانعین زکوۃ سے جہاد جائز ہے یا نہیں؟

دوسری چیز کلالہ کا معنی کیا ہے؟

تیسری چیز یہ کہ یارسولؐ اللہ تمھارے بعد خلیفہ کون ہوگا؟

وہ انکار کر رہے ہیں اور تو ان کو خلیفہ بنائے جا رہا ہے ــــــ (صلوات)

عزیز سامعین ــــــ!

میں شیعہ ہوں لیکن حضرت علیؑ کو چوتھا خلیفہ مانتا ہوں، پہلا نہیں مانتا بلکہ

تفسیر برہان میں حضرت علیؑ خود فرما رہے ہیں:

آنَا رَابِعُ الْخُلَفَاءِ مَن لَّم یَقُل فَعَلَیهِ لَعنَةُ اللّٰهِ

"میں چوتھا خلیفہ ہوں جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر خدا کی لعنت ہے"۔

اللہ کے بندے ـــــ!

علیؑ اجماع اور شوریٰ کا چوتھا نہیں ہے بلکہ قرآن کا چوتھا ہے، رحمٰن کا چوتھا ہے، محمدؐ کے فرمان کا چوتھا ہے ـــــ! (نعرۂ حیدری)

قرآن کے لحاظ سے پہلا خلیفہ حضرت آدمؑ ہے، دوسرا خلیفہ حضرت داؤدؑ ہے، تیسرا خلیفہ حضرت ہارونؑ ہے اور چوتھا حیدرِ کرارؑ ہے ـــــ (صلوٰۃ)

جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو خلیفہ بنایا تو ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۰)

"میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں"۔

جب حضرت داؤدؑ کو بنایا تو ارشاد فرمایا:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (سورۂ ص، آیہ ۲۶)

"اے داؤدؑ! میں نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے"۔

اور جب حضرت ہارونؑ کو خلیفہ بنایا تو ارشاد فرمایا:

ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ (سورۂ اعراف، آیہ ۱۴۲)

"اے ہارونؑ! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا"۔

تو پتہ چلا کہ خلیفے بنانے کے دو طریقے ہیں یا خدا خود اعلان کرتا ہے یا نبیؐ ہاتھ پکڑ کر اعلان کرتا ہے:

مَن کُنتُ مَولَاہُ فَھٰذَا عَلِی مَولَاہُ ـــــ (نعرۂ حیدری)

پہلی خلافت حضرت آدمؑ، حضرت آدمؑ کو کس طرح خلیفہ بنایا، میرے خالق

نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۰)

''اس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے فرمایا: اپنے فرشتوں سے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

پتہ چلا کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کو خلافت بھی خدا دے اور اعلان بھی خود کرے لیکن جب خدا نے یہ اعلان فرمایا تو فرشتے بول پڑے:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۰)

''یا اللہ! کیا تو اس کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خونریزیاں کرے گا حالانکہ ہم تیری حمد بھی کرتے ہیں اور تیری تقدیس بھی کرتے ہیں''۔

تو خدا نے فرمایا: چپ ہو جاؤ۔

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۰)

''جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے''۔

اگر اجماع حجت ہوتا تو خدا فرشتوں کو خاموش نہ کرتا۔ فرشتے نوری مخلوق ہیں اور جب نوری مخلوق کا اجماع خلافت کے باب میں حجت نہیں ہے تو تیرے اجماع کی کیا حقیقت ہے۔ (نعرۂ حیدری)

پھر اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۱)

''اللہ نے آدم کو کلی علم سکھایا''۔

ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ

"پھر اللہ نے فرشتوں کے سامنے وہ نام پیش کیے کہ ان کے نام بتلاؤ لیکن فرشتے نہ بتلا سکے"۔ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۱)

خالق نے ارشاد فرمایا:

یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۳)

"اے آدمؑ! تم نام بتاؤ"۔

تو حضرت آدمؑ نے بتا دیے۔ اب کوئی مولوی مجھے یہ سمجھائے کہ آدمؑ نے فرشتوں سے پڑھا ہے یا ان کو پڑھایا ہے ـــــ (نعرۂ حیدری)

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ

"یاد کرو اس وقت کو کہ جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو، تمام فرشتوں نے سجدہ کر دیا مگر ابلیس نے نہ کیا"۔ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۴)

اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ (سورۂ بقرہ، آیہ ۳۴)

"اس نے انکار کر دیا اور تکبر کیا وہ پہلے ہی کافر تھا"۔

جب شیطان نے سجدہ سے انکار کر دیا تو خدا نے کیا سزا دی؟ فرمایا:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ (سورۂ ص، آیہ ۷۸)

"تو یہاں سے نکل جا، تو بڑا ذلیل ہے، تجھ پر میری قیامت تک لعنت ہے"۔

معلوم ہوا کہ منکر خلیفہ کی دو سزائیں ہوا کرتی ہیں۔ پہلی قُوْمُوْا عَنِّیْ کہہ کر دربار سے نکال دینا اور دوسری قیامت تک اس کے پیچھے لعنت کا لیبل لگا دینا ـــــ!

(نعرۂ حیدری)

نعرۂ حیدری سے گھبرایا نہ کرو، کیونکہ ایک دفعہ نعرہ یاعلیؑ لگانے سے ختمِ قرآن کا ثواب ملتا ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

میرے عزیزو۔۔۔۔!

ایک روایت پیش کرتا ہوں، عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ بسم اللہ کی تفسیر بیان کر رہے تھے اور رات ختم ہو گئی لیکن بسم اللہ کی تفسیر ختم نہ ہوئی۔

میں نے عرض کیا: یاعلیؑ! میں کتنا خوش قسمت ہوتا کہ رات لمبی ہوجاتی آپ تفسیر فرماتے رہتے اور میں تفسیر سنتا رہتا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے عبداللہ! رات اگر ستر ہزار سال کی بھی ہوجائے اور میں علیؑ ابن ابی طالبؑ "بسم اللہ" کی تفسیر کرنے والا ہوں تو رات ختم ہو سکتی ہے لیکن "بسم اللہ" کی تفسیر ختم نہیں ہو سکتی۔

میں نے عرض کیا: یاعلیؑ! اتنی لمبی تفسیر پڑھے گا کون؟

تو مولا علیؑ نے ارشاد فرمایا: اگر میں مختصر کرنے پر آجاؤں تو ایک نقطے میں سمیٹ سکتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: اتنی مختصر تفسیر کو کون سمجھے گا؟

تو حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: سن! خداوند عالم نے قرآنِ مجید کو سات منزلوں میں اُتارا ہے اور خدا نے ان سات منزلوں کا نچوڑ سورۃ الحمد میں رکھ دیا ہے اور الحمد کی سات آیتوں کا نچوڑ اللہ نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں رکھ دیا ہے اور "بسم اللہ" کا نچوڑ اللہ نے اس کی "ب" میں رکھ دیا ہے۔ جو "بسم اللہ" کے شروع میں ہے۔

فرمایا: اگر اب بھی نہیں سمجھا تو

اَنَا نُقطَۃُ الَّتِی تَحتَ البَاءِ

جو "ب" کے نیچے نقطہ لگا ہوا ہے وہ نقطہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ

ہوں"۔۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

جس طرح تمام قرآن کی تنزیل "ب" میں آ کر سما گئی ہے اسی طرح تمام قرآن کا ثواب میری ذات میں آ کر سما گیا۔۔۔۔۔ (صلوٰۃ)

دوسری خلافت کو بیان کروں، دوسری خلافت حضرت داؤدؑ کی ہے۔ میرے خالق نے ارشاد فرمایا:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (سورۂ ص، آیہ ۲۶)

"اے داؤدؑ! ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے"۔

پھر فرمایا:

اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورۂ ص، آیہ ۲۰)

"ہم نے داؤدؑ کو حکمت اور فیصلہ کرنے کی طاقت دی"۔

رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اَنَا دَارُ الحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

"میں حکمت کا گھر ہوں اور حضرت علیؑ اس کا دروازہ ہے"۔

دوسری چیز ہے "فصل الخطاب" کہ فیصلہ کرنے کی طاقت دی۔ اب رسولؐ کے بعد وہ بندہ پیش کر جس کو فیصلہ کرنے کی طاقت دی گئی ہو۔

بخاری میں لکھا ہے کہ اہلِ یمن حضورؐ کے پاس آئے۔ عرض کی: یارسولؐ اللہ! ہمیں اپنے اصحاب سے ایک قاضی دیجیے جو ہمارے فیصلے کرے تو حضورؐ نے فرمایا:

اَقضَاکُم عَلِیُ ابنُ اَبِی طَالِب

"تم میں سب سے بڑا قاضی علیؑ ہے"۔

تم علیؑ کو لے جاؤ، تو اس وقت حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں ابھی کمسن ہوں، میں ان کے فیصلے کیسے کروں گا؟

تو فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر رکھا، اس کے بعد مجھے کوئی ایسا مسئلہ درپیش نہیں ہوا جس کا میں جواب نہ دے سکوں۔

پھر فرمایا: جب ہم نے حضرت داؤدؑ کو خلیفہ بنایا تو اس کے لیے لوہا نرم کر دیا۔ اس کے لیے پہاڑ مسخر کر دیے، پرندے سر پر جمع ہو گئے۔

عزیزو!

اب مجھے وہ بندہ پیش کرو کہ جس کے سامنے لوہا نرم ہوا ہو اور پہاڑ مسخر ہو جائیں ورنہ پھر میں پیش کرتا ہوں۔ کتاب کا نام ہے ریاض النضرۃ۔ اس میں ہے کہ جب علیؑ نے اپنے علَم کو پتھر میں گاڑ دیا تو کسی نے پوچھا:

یا علیؑ! آپ کا علَم پتھر میں کیسے گڑ گیا؟ تو حضرت علیؑ نے فرمایا:

میں ہوں خلیفۃ اللہ، اگر میرے سامنے پتھر بھی پانی نہ ہو جائیں تو میں خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا ہوں۔ (نعرۂ حیدری)

تیسری خلافت حضرت ہارونؑ کی ہے، ارشا ہوا:

وَ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ

"حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی کو کہا: اے ہارونؑ! تو میرا خلیفہ ہو جا"۔ (سورۂ اعراف، آیہ ۱۴۲)

جب حضرت موسیٰؑ تورات لینے کے لیے کوہ طور پر جا رہے تھے تو اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا: اے ہارونؑ! تو میری قوم میں میرا خلیفہ ہو جا۔

حضرت ہارونؑ نے قوم کو بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانی تو حضرت ہارونؑ نے کہا:

"میں نے انھیں بہت سمجھایا مگر ان سے لڑتا تو مجھے ڈر تھا کہ آپ فرماتے کہ تو نے بنی

اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی ہے"۔

حضرت علیؑ کے بارے میں رسولؐ اللہ نے فرمایا:

یَاعَلِیُّ اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی

"یا علیؑ! تیری میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کو موسٰیؑ کے ساتھ تھی"۔

اگر ہارونؑ نے تلوار اُٹھائی تھی تو علیؑ بھی اٹھا لیتے۔

عزیزو——!

خلیفہ کی ضرورت تین مقامات پر پڑتی ہے: پہلا جب غیب غائب ہو جائے، دوسرا جب غیب لاچار و بیمار ہو جائے، تیسرا جب غیب مرجائے یا اس کی موت مشہور ہو جائے۔

پہلی نیابت: جب حضورؐ غائب ہوئے۔ شبِ ہجرت کا واقعہ دیکھو اور کوئی بندہ پیش کر جس نے بسترِ رسولؐ پر حقِ نیابت ادا کیا ہو۔ حضورؐ نے شبِ ہجرت ہی فیصلہ کر دیا تھا کہ میرا خلیفہ کون ہو سکتا ہے—— (صلوٰۃ)

کسی نے حضرت علیؑ سے پوچھا: یا علیؑ! شبِ ہجرت آپ کو نیند آ گئی تھی؟

فرمایا: جیسی نیند مجھے اس رات آئی ہے ویسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی۔

تو عرض کی: مولاؑ! وہاں تو کافر تلواریں لیے کھڑے تھے۔ آپ کو نیند کیسے آ گئی؟ تو میرے مولاؑ فرماتے ہیں:

جب رسولؐ خدا گھر سے نکل رہے تھے تو حضورؐ نے فرمایا: یا علیؑ! آرام سے سو جاؤ۔ کافر تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر رسولؐ کے کہنے کے باوجود اگر میں رو پڑتا تو خلیفۃ اللہ کیسے ہو سکتا؟

ذکرِ مصائب

بس عزیزو......!

وقت نہیں ہے ورنہ خلافت علیؑ پر آیتوں اور حدیثوں کے دریا بہا دیتا۔ اب صرف اتنا عرض کرتا ہوں: اگر مسلمان خلافت اور وراثت کو سمجھتے تو علیؑ کو چوتھا خلیفہ نہ بناتے اور حضرت فاطمہؑ کو دربار سے خالی واپس نہ کرتے۔

حد ہوگئی مسلمان تیری عقل کی کہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے اس کی بیٹی روتی ہوئی تیرے دربار سے خالی جارہی ہے۔ جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو فاطمہؑ بڑی روئی، رات دن روتا، ہر وقت روتا لیکن کسی مسلمان نے آ کر نہیں کہا کہ فاطمہؑ! تیرے بابا کا بڑا افسوس ہے۔

تسلی تو تسلی رہی، ایک دفعہ مسلمانوں کا وفد علیؑ کے پاس آیا۔ کہا: یا علیؑ! فاطمہؑ رات دن روتی ہے نہ ہم رات کو سو سکتے ہیں اور نہ دن کو آرام کر سکتے ہیں۔

کہا: فاطمہؑ سے کہو کہ اپنے بابا کو یا رات کو روئے یا دن کو روئے۔ اگر رات کو روئے تو ہم دن کو آرام کر لیں اور دن کو روئے تو ہم رات کو آرام کریں۔

بی بی رو کر کہتی ہے: بابا! مجھے رونے بھی کوئی نہیں دیتا، اکثر بی بی فرماتی تھی:

صُبَّت عَلَیَّ مُصَائِبُ لَو اَنَّھَا
صُبَّت عَلَی الاَیَّامِ صِرنَ لَیَالِیَا

"بابا! مجھ پر آپؐ کے بعد وہ وہ مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ مصائب دنوں پر پڑتے تو وہ سیاہ رات ہو جاتے"۔

لکھا ہے بتولؑ نے گھر میں رونا چھوڑ دیا اور جنت البقیع میں آ کر رونا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد جناب سلمانؓ آئے اور کہا: بی بی! تو یہاں رو رہی ہے، زینبؑ

اور حسینؑ گھر میں رو رہے ہیں۔ فرمایا: کیوں؟

کہا: مسلمانوں نے تیرا حق دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بی بیؑ روتی ہوئی گھر آئی۔ بنی ہاشم کی عورتوں کو اکٹھا کیا اور ان سے کہا: بیبیو! آج میرے گھر سے دربار تک پردہ بناؤ، میں اپنے بابا کے دربار میں اپنا حق مانگنے جاؤں گی۔ عورتوں نے پردہ بنایا، اس پردے میں محمدؐ کی بیٹی چلی۔

جب بی بی مسجد کے دروازے پر آئی تو دیوار کے ساتھ سر لگا کر بہت روئی۔

عورتوں نے پوچھا: بتولؑ! کیوں رو رہی ہو؟

بتولؑ نے فرمایا: مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے جب میں پہلے اپنے بابا کے دربار میں آتی تھی تو میرا بابا خود منبر سے اُتر کر مجھے لینے کے لیے آ جاتا تھا لیکن آج میں دیکھ رہی ہوں کہ کوئی مسلمان میری تعظیم کو نہیں اُٹھتا۔

بس عزادارو ــــــ!

بی بیؑ دربار سے خالی لوٹی، جب بی بیؑ روتی ہوئی واپس آئی تو عورتوں نے پوچھا: کیا حق ملا ہے؟ فرمایا: میں خالی واپس جا رہی ہوں۔

جب واپس گھر آئی تو دروازے پر زینبؑ کھڑی تھی۔ کہا: اماں! کیوں روتی ہو؟ کہا: اُمت نے حق نہیں دیا۔

بتولؑ نے زینبؑ کا سر چوم کر کہا:

زینبؑ! میں فدک کو نہیں روتی، جو طور درباروں کے مَیں دیکھ کر آ رہی ہوں، تیرے سر پر چادر کسی نے نہیں چھوڑنی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

مجلسِ ہفتم

- اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو سمجھ لینا تو نے میرا کوئی کام ہی نہیں کیا۔
- یا اللہ! جب تو نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں کرنی تو خواہ مخواہ رسولؐ کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے؟
- اے میرے رسولؐ! تو وہ حکم پہنچا دے جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور ان لوگوں کا خیال نہ کرنا۔
- وہ بیچارے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن اللہ کہہ رہا ہے یہ نامراد مومن ابھی نہیں ہوئے۔
- وہ جتنا قرآن سنتے ہیں ان کی بیماری بڑھتی جاتی ہے تو اللہ نے ان کو کیا فرمایا ہے؟
- خدا فرما رہا ہے کہ وہ ہمیں نہیں بلکہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔
- تمام انبیاءؑ سے محمدؐ کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا مگر محمدؐ سے کسی چیز کا وعدہ لیا جا رہا ہے۔
- پتہ کرلو حضورؐ کس معنی میں مولا ہیں، جس معنی میں حضورؐ مولا ہوئے اسی معنی میں علیؑ بھی مولا ہوں گے۔
- اگر قرآن میں آیتِ ولایت نہ ہوتی اور محمدؐ کی زبان پر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کی روایت نہ ہوتی تو ہمیں علی ولی اللہ پڑھنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔

مجلسِ ہفتم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (سورۃ مائدہ، آیہ ٦٧)

"اے پیغمبرؐ! جو اللہ کی طرف سے آپ پر اُتارا گیا ہے اسے پہنچا دیجیے اور اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو اس کا کچھ پیغام پہنچایا ہی نہیں اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا بلاشبہ اللہ کافروں کو منزل تک نہیں پہنچایا کرتا"۔

میرے محترم سامعین!

میرا خالق ارشاد فرما رہا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

"اے رسولؐ! وہ چیز پہنچا جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل کی گئی"۔

وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ

"اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے رسالت ہی نہیں پہنچائی"۔

وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

"اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا"۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

"تحقیق اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا"۔

اس آیت کے چار جملے ہیں: پہلا جملہ یہ ہے کہ "اے رسولؐ! وہ چیز پہنچا دو جو تیری طرف نازل کی گئی ہے"۔

دوسرا جملہ یہ ہے: "اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو سمجھ لینا تو نے میرا کوئی کام ہی نہیں کیا"۔

تیسرا جملہ یہ ہے: "اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا"۔

چوتھا جملہ یہ ہے: "تحقیق اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا"۔

اب پتہ کرنا ہے کہ وہ رسولؐ کون ہے جس کو اس مسئلہ کو پہنچانے کا حکم ہو رہا ہے اور وہ مسئلہ کیا ہے جس تک نہ پہنچنے سے اتنا بڑا نقصان ہو رہا ہے اور وہ بندے کون ہیں جن سے اللہ بچانے کا وعدہ کر رہا ہے اور وہ کافر کون لوگ ہیں جن کو ہدایت نہیں ہوگی ــــ (صلوٰۃ)

میرے عزیزو ــــ!

"تیرہ سال قرآن مکے میں اُترا، دس سال قرآن مدینے میں اُترا، نماز اُتر چکی، روزہ اُتر چکا، حج اُتر چکا، تمام احکام اُتر چکے لیکن اب جو حکم نازل ہو رہا ہے وہ کون سا کام ہے جس کے لیے رسول اللہؐ کو کہا جا رہا ہے اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے میری رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔

اللہ کے بندے!

جنگِ بدر ہو چکی، جنگِ اُحد ہو چکی، جنگِ خندق ہو چکی۔ جنگِ خیبر ہو چکی، مرحب مر چکا، عنتر مر چکا، ابوجہل مر چکا، ابولہب کی مٹی پلید ہو چکی۔ سارے تو تباہ و

برباد ہو گئے لیکن وہ نامراد بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ اللہ کر رہا ہے۔ وہ ناس کون ہیں کہ ہووے ان کا ستیاناس ــــ (نعرۂ حیدری)

سامعین ــــ!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے میرے رسولؐ! اے میرے محمدؐ! تو میرے حکم کو پہنچا لیکن ان کو ہدایت نہیں کرنی۔ میں کہتا ہوں: یا اللہ! جب تو نے لوگوں کو ہدایت ہی نہیں کرنی تو خواہ مخواہ رسول کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے؟

رسول کو حکم دینے کی کیا ضرورت ہے، مثلاً اگر آپ کہیں مولوی صاحب! آپ مجلس پڑھیں لیکن ہم نے ماننا نہیں ہے۔ تو میں کیا نہیں پوچھوں گا کہ جب تم نے میری بات ہی نہیں ماننی تو مجھے مجلس کے لیے بلانے کی کیا ضرورت ہے؟

اسی طرح اگر آپ مجھے بلائیں اور میں مجلس پڑھنے کے لیے کھڑا ہوں تو آپ کہیں مولوی صاحب! آپ بے فکر ہو کر مجلس پڑھیں ان لوگوں کی کوئی فکر نہ کریں، تو میں سمجھوں گا کہ اس مجمع میں سارے مومن نہیں ہیں بلکہ کچھ دوسرے بھی ہیں ــــ (نعرۂ حیدری)

تو جب اللہ نے فرمایا: ''اے میرے رسولؐ! تو وہ حکم پہنچا دے جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور ان لوگوں کا خیال نہ کرنا، تو رسول کو پتہ نہ چل گیا ہوگا کہ ابھی سارے مومن نہیں ہوئے، ابھی کچھ نامراد باقی ہیں۔

تو حضرات ــــ!

پہلے تھوڑا یہ پتہ کر لیں کہ وہ بندے کون ہیں جن سے بچانے کا وعدہ ہو رہا ہے۔ ان بندوں کے نام تو مجھے بھی معلوم نہیں کیونکہ اللہ نے نام تو بتائے ہی نہیں لیکن اللہ نے نشانیاں بتا دی ہیں تاکہ نشانیاں دیکھ کر ان کو پہچانا جائے۔ پہلا پارہ، سورۂ بقرہ، میرے خالق کا ارشاد ہوتا ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۂ بقرہ، آیہ۸)

''کئی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور قیامت پر ایمان لائے''۔

لیکن خدا فرماتا ہے:

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

''وہ مومن نہیں ہیں''۔

وہ بچارے تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن اللہ کہہ رہا ہے: یہ نامراد مومن ابھی نہیں ہوئے۔ یہ بات کہہ کر وہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے: یہ ان کی غلطی ہے وہ ہمیں دھوکہ نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں لیکن اس بات کا وہ شعور نہیں رکھتے۔ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں، اس لیے کہ:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (سورۂ بقرہ، آیہ۱۰)

''ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ ان کی بیماری کو اور بڑھا دیتا ہے''۔

وہ جتنا قرآن سنتے ہیں ان کی بیماری بڑھتی جاتی ہے تو اللہ نے ان کو کیا فرمایا ہے؟ مرض کیا ہے اور رسولؐ کو کیا فرمایا:

یٰسٓ ○ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِيْمِ ○ (یٰسین، آیہ۱-۲)

کہ میرا حبیب حکیم ہے، بندے مریض ہوگئے اور رسول حکیم ہوگئے ــــــ

(صلواۃ)

اب لوگ کہتے ہیں کہ جب رسولؐ جانتے تھے کہ ان میں کئی لوگ اچھے نہیں

ہیں تو ان کو اپنے پاس کیوں بٹھایا کرتے تھے؟

میں سوال کرتا ہوں کہ نبیؐ تو تھا حکیم اور لوگ تھے مریض، کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ کوئی ڈاکٹر یا حکیم اپنے ہسپتال کے دروازے پر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو جائے کہ میں نے کسی بھی مریض کو اندر نہیں آنے دینا ___ (نعرۂ حیدری)

خدا کے بندے!

وہ تو دعائیں مانگتا ہے کہ کوئی نہ کوئی مریض آ جائے۔ اس میں اعتراض کرنے والی کون سی بات ہے۔ وہ لوگ بھی اسی طرح بیٹھ گئے۔

حضورؐ نے فرمایا: میں انھیں بھی نہیں نکالوں گا۔ یہ لوگ میرا وعظ سنتے رہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے رہیں، حج پر جاتے رہیں، نمازیں پڑھتے رہیں، علیؑ کے فضائل سنتے رہیں۔ مَن کُنتُ مَولَاہُ کی صدا سنتے رہیں۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑنا دیکھتے رہیں۔ بخٍ بخٍ بھی کریں لیکن اگر پھر بھی مکر جائیں تو قُومُوا عَنِّی کہہ کر دربار سے نکال دوں گا ___ (نعرۂ حیدری)

کئی مریض لاعلاج ہوتے ہیں اور کئی مریض ہسپتال ہی میں موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں۔ جب کوئی مریض مر جاتا ہے تو ڈاکٹر اعلان کرتا ہے کہ اگر اس کا کوئی وارث ہے تو اس کو لے جائے اور دفن کر دے۔ اگر کوئی بے وارث ہو تو اس کو ہسپتال کے کسی کونے میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

اب بھی اگر کوئی آدمی یہ بات کرے کہ فلاں مریض ہسپتال میں دفن ہے تو کیا یہ کوئی فضیلت اور فخر کی بات ہے؟

نہیں بابا! یہ فخر کی بات نہیں ہے بلکہ ہسپتال میں بے وارث دفن ہوتے ہیں۔ وارثوں والا ہسپتال میں دفن نہیں ہوتا ___ (نعرۂ حیدری)

تو میں عرض کر رہا تھا کہ خدا فرما رہا ہے کہ وہ ہمیں نہیں بلکہ اپنے آپ کو

دھوکہ دیتے ہیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۰)

"ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا"۔

پھر آگے جا کر ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۱)

"جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو، لڑائی نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے مصلح ہیں"۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○

"جب وہ مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو ان کے ساتھ مذاق کر رہے تھے"۔ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۴)

ان کے جواب میں اللہ ارشاد فرما رہا ہے:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۷)

"ان کی مثال ایسی ہے جیسے آگ روشن ہوئی، اس کے اردگرد روشنی ہوگئی، آگ بجھ گئی تو اندھیرا چھا گیا"۔

ان کی دوسری مثال اللہ نے یہ دی ہے:

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۹)

"ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اندھیرا ہوتا ہے اور آسمان سے بجلی چمکتی ہے، روشنی ہو جاتی ہے تو ایک قدم اٹھاتے ہیں۔ جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو پھر رُک جاتے ہیں۔ فرمایا: کبھی کبھی ان کے دلوں میں چمکیں پڑتی ہیں لیکن اکثر اندھیرا ہی رہتا ہے"۔ (صلواۃ)

تو عزیزو!

اب صرف دو مسئلے آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ وہ رسولؐ کون ہے جس کو حکم دیا جا رہا ہے، اور وہ مسئلہ کیا ہے جس کے پہنچانے کا حکم دیا جا رہا ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا نبیؐ چالیس سال کے بعد نبیؐ ہوا۔

یاد رکھو۔۔۔۔۔!

میں اس نبی کو نبی نہیں مانتا جو چالیس سال کے بعد نبی بنے۔ ہمارا نبیؐ تو عالمِ ازل سے نبیؐ ہے۔ آؤ! میں آپ کو قرآن سے مقامِ نبوت بتاؤں۔ میرا خالق ارشاد فرما رہا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (آل عمران، آیہ ۸۱-۸۲)

"اس وقت کو یاد کرو جب زمین و آسمان بنے نہ تھے، شمس وقمر کے چراغ جلے نہ تھے، دنیا آباد نہ تھی، شاد نہ تھی، میں وعدے لے رہا تھا۔ نبیؑ وعدے دے رہے تھے کہ تمھارے بعد ایک نبیؐ آئے گا، اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور اگر تم پھر گئے تو یاد رکھنا مومنوں سے نام کاٹ کر فاسقوں میں لکھ دوں گا"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ باقی تمام انبیاءؑ اُمتوں کے نبیؑ تھے اور ہمارا نبیؐ نبیوںؑ کا نبیؐ ہے ــــ (نعرہ حیدری)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ آیا تو کعبہ بنا کر مکان سجا کر اللہ نے یہ دعا کی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (سورۂ بقرہ، آیہ ۱۲۹)

"یا اللہ! میں کعبہ بنا بیٹھا، مکان سجا بیٹھا، وہ رسولؐ جس نے میرے بعد آنا ہے، اگر وہ میرے اس بنے ہوئے کعبہ میں آ جائے تو تیری مہربانی"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو ارشاد ہوا:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ (سورۂ اعراف، آیہ ۱۵۷)

کہ میرے رسولؐ کا نام تورات میں بھی تھا اور انجیل میں بھی تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ آیا تو ارشاد ہوا:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ إِنِّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِى مِنۢ بَعْدِى اسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ (سورۂ صف، آیہ ۶)

"حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی کہ بنی اسرائیل! میں تمھاری طرف اللہ کا رسولؐ بن کر آیا ہوں اور میں توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا"۔

میرے اللہ نے ارشاد فرمایا: "اے وہ میرے رسولؐ! جس کو میں نے عالمِ ازل میں رسولؐ کہا۔ اے وہ میرے رسولؐ! جس کو میں نے ابراہیمؑ کی دعا میں رسولؐ کہا، اے وہ میرے رسولؐ! جس کو میں نے موسیٰؑ کی توراۃ میں رسول کہا۔ اے وہ میرے رسولؐ! جس کو میں نے عیسیٰؑ کی بشارت میں رسول کہا، وہ چیز پہنچا دے جو تیری طرف نازل کی گئی ہے"۔۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

ایک مقام پر پھر ارشاد ہوتا ہے: میرا خالق فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّـۧنَ مِيثَٰقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَٰقًا غَلِيظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصَّٰدِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (سورہ احزاب، آیہ ۷-۸)

"اے میرے محبوب! اس وقت کو یاد کرو کہ جب میں نے نبیوں سے تیرے لیے وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی وعدہ لیا تھا"......

اب مجھے سمجھائیں کہ تمام انبیاءؑ سے محمدؐ کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا مگر محمدؐ سے کس چیز کا وعدہ لیا جا رہا ہے تو تفسیر فتح القدیر میرے ہاتھ میں ہے۔

صحابیِ رسولؐ عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ہم زمانہ رسولؐ میں اس آیت کے ساتھ ساتھ یہ جملہ بھی پڑھتے تھے:

ان علیًا مولی المؤمنین

"بے شک علیؑ مومنین کا سردار ہے"۔

تو آج معلوم ہوا کہ جتنے بھی انبیاءؑ گزرے ہیں ان سب سے محمدؐ کی رسالت کا وعدہ لیا گیا تھا اور محمدؐ سے حیدرِ کرارؑ کی ولایت کا وعدہ لیا گیا تھا۔ (نعرۂ حیدری)

تو سامعین ــــــ!

حضورؐ جب آخری حج کر کے واپس آرہے تھے تو مقامِ غدیر پر جو لوگ ساتھ تھے ان کو روک لیا گیا جو آگے نکل گئے تھے ان کو واپس بلا لیا گیا اور جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ جب سارے صحابی، تازے حاجی اکٹھے ہوگئے تو رسولؐ نے پلانوں کا منبر تیار کرایا اور تمام صحابیوں کو مخاطب کر کے کہا:

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّی اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِن نَفْسِہٖ

"کیا تم نہیں جانتے ہو کہ بے شک میں خود ہر مومن سے اس کے نفس پر حقِ تصرف رکھتا ہوں"۔

تو سب نے کہا: بَلٰی۔ "ہاں"۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا:

مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ

"جس جس کا مولا میں ہوں اس اس کا مولا حیدرِ کرارؑ ہے"۔

(نعرۂ حیدری)

جب رسولِؐ خدا نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے مَن کُنتُ مَولَاہُ کہا تو قدرت نے آواز دی: اے میرے محبوب! ایسے نہیں بلکہ کچھ ہاتھوں سے بھی کر کے دکھا۔

مسند ابوطیالسی میرے ہاتھ میں ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''رسولؐ خدا نے تبرکات کا صندوق منگوایا، کھول کر اس سے ایک پگڑی نکالی''۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں: غدیرِ خم میں رسولؐ خدا میرے سر پر پگڑی کے پیچ خود باندھ رہے تھے۔ جب آخری پیچ باندھ رہے تھے تو آوازِ قدرت آئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۂ مائدہ، آیہ ۳)

''آج میں نے دین مکمل کر دیا اور نعمت پوری کر دی اور میں راضی ہو گیا''۔

او خدا کے بندے ــــــ!

لا الٰہ الا اللہ دین ہے، محمدؐ رسول اللہ دین ہے مگر کامل تب ہوتا ہے جب علی ولی اللہ آ جائے ورنہ کامل نہیں ہے ــــ (نعرۂ حیدری)

اب ایک اعتراض ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ مولا کے معنی وہ نہیں ہیں جو تم کہتے ہو۔ میں کہتا ہوں جھگڑا کیسا؟

پتہ کرلو حضورؐ کس معنی میں مولا ہیں، جس معنی میں حضورؐ مولا ہوئے اسی معنی میں علیؑ بھی مولا ہوں گے ــــ (نعرۂ حیدری)

بخاری شریف میرے ہاتھ میں، پہلی جلد، ص ۳۲۳، ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

''جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا اور لوگ آتے کہ یا رسولؐ اللہ! آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں تو رسولؐ خدا پوچھتے کہ مرنے والے کے ذمہ کوئی قرضہ ہے؟ اگر کوئی کہتا کہ ہاں ہے تو حضورؐ فرماتے کہ اس کا جنازہ تم خود پڑھ لو۔ جب کہتے کہ اس کے

ذمہ قرضہ نہیں ہے تو اس کا جنازہ پڑھ دیے۔

لیکن جب جنگیں فتح ہو گئیں اور مال جمع ہو گیا تو حضوؐر نے اعلان فرما دیا کہ اب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کا جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ اس کا قرضہ میں ادا کروں گا۔

فَاَنَا مَولَاہُ

''کیوں کہ میں اس کا مولا ہوں''۔

ساری زندگی فرماتے رہے، میں مولا ہوں لیکن جب اس دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو فرمایا:

مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِی مَولَاہُ

''جس جس کا مَیں مولا ہوں اس اس کا علیؑ بھی مولا ہے''۔

(نعرۂ حیدری)

کہتے ہیں جی! تم کلمہ میں ''علی ولی اللہ'' کیوں پڑھتے ہو؟

میں کہتا ہوں پہلے ذرا تم بتاؤ کہ آپ جو ہر روز پانچ مرتبہ اذان میں پڑھتے ہو: اللہ اکبر، اللہ اکبر!

یہ کہاں لکھی ہوئی ہے؟ چھے کلمے پڑھتے ہو، یہ کہاں لکھے ہیں؟ کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اتنا کچھ جو تمھیں رسولؐ خدا فرما گئے اگر ہمیں تھوڑا سا ''علی ولی اللہ'' بتا گئے تو تمھیں کیا تکلیف ہو رہی ہے ــــ (نعرۂ حیدری)

دیکھو ــــ!

اگر قرآن میں آیت ولایت نہ ہوتی اور محمدؐ کی زبان پر مَن کُنتُ مَولَاہُ کی روایت نہ ہوتی تو ہمیں علی ولی اللہ پڑھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

اچھا ــــ! اب ثبوت دیکھو۔ شفا قاضی عیاض سے پڑھتا ہوں، حضوؐر فرماتے ہیں:

"جب میں معراج کی رات عرشِ اعظم پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش پر لکھا ہوا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِب

پھر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ تو علیؑ کا نام ہے۔ علی ولی اللہ تو نہیں آیا۔ تو لو! مقتل خوارزمی میرے ہاتھ میں ہے، اس میں لکھا ہے۔

حضورؐ فرماتے ہیں: "جب میں معراج کی رات عرش پر گیا تو جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ

(نعرۂ حیدری)

مولوی کہتا ہے کہ جس مکان پر "علی ولی اللہ" لکھا ہو وہ شیعوں کا مکان ہوتا ہے۔ جس مسجد پر "علی ولی اللہ" لکھا ہوا ہو وہ مسجد شیعوں کی تو اب جنت کے دروازے پر بھی "علی ولی اللہ" لکھا ہوا ہے تو لہٰذا جنت میں صرف شیعہ ہی جائیں گے۔ (نعرۂ حیدری)

ذکرِ مصائب

بس عزادارو.........!

علیؑ خود بھی ولی تھے اور علیؑ نے اپنی زندگی میں بھی بڑے بڑے ولی بنائے ہیں لیکن حسینؑ نے میدانِ کربلا میں صرف شبِ عاشور بہتر ولی بنا دیے۔ رسولؐ کے بھی ولی تھے، حسینؑ کے بھی ولی تھے لیکن رسولؐ کے ولیوں میں اور حسینؑ کے ولیوں میں بڑا فرق ہے۔

رسولؐ اپنے ولیوں کو کہتے تھے کہ تم مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ لیکن حسینؑ اپنے ولیوں سے کہتے تھے کہ ان کو تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے، ان کو صرف مجھ سے دشمنی ہے، لہٰذا تم

چلے جاؤ۔ لیکن وہ نہیں جاتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کردیں گے۔

ہر آدمی چاہتا تھا کہ میں پہلے میدان میں جاؤں لیکن ایک ہستی ایسی ہے، جس کو حسینؑ میدان میں جانے کی اجازت نہیں دیتے اور وہ حضرتؑ مولا غازی عباسؑ ہیں۔

جب سکینہؑ پیالہ لے کر جناب عباسؑ کے پاس آئیں اور کہا: چچا! اب پیاس برداشت نہیں ہوتی ایک گھونٹ پانی لا کے دے دو تو عباسؑ کا دل بے چین ہوگیا۔

زہیر ابن قینؓ نے کہا: عباسؑ! آج میں تمھیں ایک حدیث سناؤں؟ تو عباسؑ نے کہا: اے زہیرؓ! یہ حدیثیں سننے کا وقت نہیں ہے۔

زہیرؓ نے کہا: میں اس وقت کو جانتا ہوں کہ جب حضرت علیؑ نے جناب اُم البنینؓ سے شادی کی خواہش کی تھی تو جناب عقیلؑ سے کہا: میری شادی ایسی جگہ کرو جو بہادر خاندان ہو، تاکہ اللہ مجھے ایک بچہ عطا فرمائے جو حسینؑ کی مصیبت کے وقت مدد کرے۔

جب جناب عباسؑ نے یہ سنا تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اور کہا: زہیرؓ! تو نے ایسے وقت یاد دلایا۔ اسی حالت میں عباسؑ حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

مولاؑ! اب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ عباسؑ بھی زندہ ہو اور سکینہؑ بھی پیاسی ہو۔

حسینؑ نے کہا: عباسؑ! تم تو میری فوج کے علَم دار ہو۔

عباسؑ نے کہا: مولاؑ! وہ فوج کہاں ہے جس کا میں علَم دار ہوں۔

بس عزیزو!

جناب عباسؑ نے مشکیزہ لیا، لکھا ہے کہ مقابلہ کر کے نہر کے کنارے پہنچ

گئے۔ پانی کے اندر قدم رکھا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؑ نے پانی پی لیا تھا وہ بالکل غلط کہتے ہیں۔

تمام تاریخوں میں لکھا ہے کہ عباسؑ نے پانی کا چلو بھرا اور پھر پھینک دیا۔ عباسؑ مشک بھر کر دریا سے باہر آ گئے۔ دس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا۔ ادھر عباسؑ کی کوشش تھی کہ کسی طرح پانی سکینہؑ تک پہنچ جائے۔

ایک ظالم نے چھپ کر وار کیا، ایک بازو قلم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا بازو بھی قلم ہو گیا۔ میں قربان جاؤں، ایک تیر مشک میں آ کر لگا، سارا پانی بہہ گیا۔ عباسؑ کی آس ٹوٹ گئی۔

بس عزادارو ـــــ!

عباسؑ زین سے زمین پر آئے اور آواز دی:

مَولَا اَدرِکنِی ـــــ "مولا! میری مدد کریں"۔

جب حسینؑ نے یہ آواز سنی تو کرسی سے اُٹھے اور کمر تھام کر فرمایا:

اَلآنَ اِنکَسَرَ ظَهرِی ـــــ "اب میری کمر ٹوٹ گئی"۔

شیعو ـــــ!!

حضرت امام حسینؑ وہاں آئے جہاں جناب عباسؑ زمین پر گرے ہوئے تھے۔ حضرتؑ نے عباس کا سر اپنے زانو پر رکھا اور کہا: عباسؑ! آنکھیں کھولو، دیکھو! میں کون ہوں۔

میں قربان! ـــــ عباسؑ کی روح پرواز کر گئی۔ حسینؑ نے ایک ہاتھ علم میں ڈالا، دوسرا ہاتھ مشک میں ڈالا اور خیموں کی طرف چلے اور جا کر سکینہؑ سے فرمایا:

سکینہؑ! تیرا چچا فرات کے کنارے شہید ہو گیا۔

اَلَا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ

مجلسِ ہشتم

- جب ہر مسئلہ قرآن میں بیان ہے تو پھر خلافت کا مسئلہ کیوں نہ قرآن میں بیان ہو۔
- مولوی ہزار حملے کرے مگر ٹوٹ نہ سکے ایسا مذہب ہوگا جس میں راضی مجھے بڑا پسند ہوگا۔
- دین مرتضٰی دین پسندیدہ، تو جب امام مرتضٰی نہیں تو مذہب کیسے مرتضٰیؑ ہوگا؟
- کئی بندے وہ بھی ہیں جو اپنی جان کو بیچ کے میری رضاؤں کو خرید رہے ہیں۔
- جب بچے کرسی پر بیٹھ کر اپنی مرضی سے خلیفہ نہیں بن سکتا تو خلیفہ تو علم سے بنتا ہے۔
- میرے دین کے سمجھنے والے میرے بارہ خلیفے، نہ تین نہ تیرہ پورے بارہ۔
- محمدؐ کہتا ہے: جب تک بارھواں آ نہ جائے دین ختم نہیں ہوسکتا۔
- تیری نہ سمجھ میں آیا شیعوں کا بارھواں بھی آئے تو عرش سے آتا ہے۔ ہمارے بڑا بھی نکلے تو کھڈی سے نکلتا ہے
- ہم پنجتنؑ کا مذہب رکھتے ہیں، علیؑ کا مذہب رکھتے ہیں۔
- جب خلافت کا مسئلہ نوری نہیں جانتے تو خاکیوں کو کیسے سمجھ میں آ گیا؟
- جو اللہ کو سجدہ نہ کرے وہ بے نماز ہوتا ہے تو جو خلیفۃ اللہ کو سجدہ نہ کرے وہ شیطان ہوتا ہے۔

مجلسِ ہشتم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا (سورۂ نور، آیہ ۵۵)

''اللہ کا وعدہ ہے تم میں ان افراد سے جو باایمان ہیں اور نیک اعمال کرتے رہے ہیں کہ وہ اُنھیں روئے زمین پر خلیفہ قرار دے گا جس طرح انھیں خلیفہ بنایا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور ضرور اقتدار عطا کرے گا۔ ان کے اس دین کو جو اُس نے ان کے لیے پسند کیا اور ضرور بدل دے گا انھیں ان کے ہراس کے بعد اَمن''۔

حضرات ــــ!

یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے قرآنِ پاک کی سورہ نور کی آیت ہے۔ اس میں اللہ نے مسئلۂ خلافت کو بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ کون ہوسکتا ہے؟ کس خاندان سے ہوتا ہے؟ اُمتی ہوتا ہے کہ اہلِ بیتؑ ہوتا ہے کہ اِجماع کے ساتھ ہوتا ہے، خاکی ہوتا ہے کہ معصوم ہوتا ہے؟ ظالم ہوتا ہے کہ مظلوم ہوتا ہے؟

باقی ــــــ!

ایک بات یاد رکھو آپ کا علاقہ جو ہے تا یہاں کا معلوم ہوتا ہے یم اس میں بہت زیادہ ہے اور ملاوٹ بھی زیادہ ہے۔ ہمارے پنجاب میں یا باقی ضلعوں میں تو لوگ اور دودھ میں پانی ڈالتے ہیں اور یہاں پانی میں دودھ ڈالتا ہے۔ یہاں دیکھا تھا کہ دودھ کھرا نہیں مگر پھر جب مولوی دیکھے وہ بھی کھرے نہیں۔ میں نے سمجھا یہاں بڑا درس ہے۔ کوئی پڑھے لکھے آدمی ہوں گے مگر جب مسلک رکھی سامنے اور اعراب بھی غلط پڑھے تو میں نے کہا: سبحان اللہ کہ جن کے عالم یہ ہیں جاہل کیا ہوں گے۔ جن کے عالموں کا یہ حال ہے ـــــــ (صلوات)

میرے عزیزو! میرے بھائیو!

میں آپ کو زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتا۔ قرآن ایک مکمل کتاب ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو قرآن میں بیان نہ ہو کہ جب ہر مسئلہ قرآن میں بیان ہے تو پھر خلافت کا مسئلہ کیوں نہ قرآن میں بیان ہو۔ تو وہ خلافت بیان کرو جو قرآن میں آئی ہو تو اپنی بنائی ہوئی کیوں پیش کرتے ہو؟ سرکاری پیشہ جو بنا ہوا ہے اُسی کو پیش کرو تو سودا مل جائے گا اپنا بنایا ہوا پیش کرو تو قید ہو جائے گی۔

میرا اللہ فرماتا ہے!

اللہ نے وعدہ کیا کن سے؟ مومنوں سے، منافقوں سے نہیں۔ معصوموں سے، فاسقوں سے نہیں۔ کیا وعدہ کیا؟ فرمایا: خلیفہ میں کروں گا تم نہ کرنا۔ میں اور کیسے کروں گا ایسا کروں گا جیسے پہلے کر چکا ہوں۔ میرے بنانے کا طریقہ نیا نہیں پرانا ہی ہے۔ ایسا بڑا کروں گا کہ جیسا پہلے کر چکا ہوں اور اُن خلیفوں کو اور اُن اماموں کو ایسا مذہب دوں گا ایسا مذہب دوں گا جو بڑا مضبوط ہوگا۔

او مولوی ــــــ!

ہزار حملے کرلے مگر ٹوٹ نہ سکے گا ایسا مذہب ہوگا جو میرا مذہب ہے۔

کیوں عزیزو۔۔۔!؟

دین مرتضٰی، دین پسندیدہ، تو جب امام مرتضٰیؑ نہیں تو مذہب کیسے مرتضٰیؑ ہوگا؟ معاف کرنا مذہب تو مرتضٰیؑ تب ہے نا جب امام بھی مرتضٰی ہو۔ یہ فرمایا۔

لوگ رضی اللہ تعالیٰ پڑھ کے تھک گئے مگر ایک بندہ بھی مرتضٰی نہ بنا اور ہم نے مولا علیؑ کے لیے کبھی رضی اللہ نہیں پڑھا ہم بھی علیہ السلام کہتے ہیں۔

ہمارے بھائی بھی رضی اللہ نہیں کہتے وہ بھی کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔ وہ کرم اللہ وجہہٗ پڑھ کے تھک گئے ہم علیہ السلام پڑھ پڑھ کے تھک گئے مگر علیؑ درمیان سے مرتضٰیؑ بن گیا۔ تو علیؑ ہے مرتضٰیؑ اور حسنؑ ہے مجتبیٰ۔ تو مجتبیٰ کے معنی ہیں اجتبا کے۔

کہتے ہیں کہ اچھے قسم کے پھول جب کسی ٹوکری میں جمع کر دیے جائیں تو اسے کہتے ہیں: اجتبا پھولوں کا۔ جسے معلوم ہوتا ہے حسنؑ مجتبیٰ ہے اس رسالت کا گل بھی ہے، امامت کا گل بھی ہے، فاطمہؑ کی طہارت کا گل بھی ہے اور حسینؑ کی شہادت کا گل بھی ہے۔ حسنؑ مجتبیٰ ہے حسین شہید، نہیں سید الشہدا ہے شہید نہیں۔ شہیدوں کا سردار ہے شہید ہونا اور چیز ہے۔ سردار ہونا اور چیز ہے۔ علیؑ مرتضٰیؑ ہے یہ فرماؤ علیؑ مرتضٰیؑ بن گیا ساری اُمت رضی اللہ پڑھ پڑھ کے تھک گئی اور ایک بندہ بھی مرتضٰیؑ نہ بنا۔۔۔! اس لیے نہ بنا قرآن سامنے ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

فرمایا: کئی بندے وہ بھی ہیں جو اپنی جان کو بیچ کے میری رضاؤں کو خرید رہے ہیں۔ جان اپنی بیچ کے میری رضا خرید رہے ہیں تو پھر تیری نہ سمجھ میں آیا کہ رضا کا مانگنا اور چیز ہے اور رضا کا خریدنا اور چیز ہے۔ علیؑ رضا گدا نہیں کر رہا علیؑ مانگ نہیں

رہا، علیؑ خدا کی رضامندی کو خرید رہا ہے تو یہ فرمایا: مرتضیٰؑ وہ ہے جو رضا خریدے۔

بس عزیزو!

کیوں بھائی! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جو کچھ کر رہے ہو، اللہ کو راضی کرنے کے لیے کر رہے ہو کہ اللہ راضی ہو جائے۔ نماز پڑھو راضی ہو جائے، روزہ رکھو راضی ہو جائے تو یہ فرماؤ کہ اس وقت ڈیپو بن گئے ہیں تو ہم اگر پیسے لے کر چینی تلاش کریں تو لوگ کہتے ہیں بابا دکانوں میں تو ملتی نہیں ہے، ڈیپو پر چلے جاؤ۔ گورنمنٹ نے ڈیپو کھول دیئے ہیں تو اس ڈیپو پر جائیں یا عام دکان داروں سے خریدی جائے؟

او اللہ کے بندو!!

جب گورنمنٹ ڈیپو مقرر کر دے تو پھر عام دکانوں سے سودا نہیں ملتا، اس ڈیپو سے لینا پڑتا ہے۔ جو کھول دیا گیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ مجھے رضا کی تلاش ہے، رضا کا ڈیپو حیدرِ کرارؑ ہے وہاں سے مانگ جو مانگنا ہے۔ جتنی میری رضا کی قیمت تھی وہ دے چکا ہوں۔

لہٰذا رضا اُس کے قبضے میں اگر مجھے راضی کرنا ہے تو علیؑ کو راضی کر اور جنت حسینؑ کی جاگیر ہے۔ اگر جنت میں جانا ہے تو حسینؑ کو راضی کر۔ سمجھ دار بیٹھے ہو۔

میرے مولا علیؑ نے فرمایا:

جو پوچھنا ہے پوچھو۔ یہ دعویٰ میرے مولا علیؑ کا ہے۔ تو علیؑ نے نبیوںؑ کو کہا تھا ولیوں کو کہا تھا، غوثوں کو کہا تھا، قطبوں کو کہا تھا، فرشتوں کو کہا تھا، نوریوں کو کہا تھا علیؑ نے کہ مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھو اور میں نوریوں کو نہیں کہہ سکتا، نبیوںؑ کو نہیں کہہ سکتا، ولیوں کو نہیں کہہ سکتا، غوثوں کو نہیں کہہ سکتا۔ میں بات کرتا ہوں ملاؤں کو، کہتا ہوں جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ (صلوٰۃ)

اللہ فرماتا ہے: اللہ نے وعدہ کیا، کیوں عزیزو! یہ وعدہ کس کا ہے؟ اللہ کا۔ تو یہ

فرماؤ وعدہ جس کا ہو اُس کو آنا چاہیے یا وہ نہ آئے تو خود بتانا چاہیے۔ میرا وعدہ تھا میں آؤں گا۔ کب میں نے کہا تھا کہ میں آؤں گا اور آپ کو پتہ ہے کہ میں وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تو یہ فرماؤ آپ کو انتظار تھا نا کہ مولوی صاحب آئیں گے۔ ٹھیک ہے نا تو پھر جس کا وعدہ ہو وہ بھلایا تو نہیں جاتا، نہ اس کا انتظار کیا جاتا ہے اور میں اگر نہ آتا تو پھر ماشاءاللہ پھر تو منبر بھی آپ کا ہے، میز بھی ہے، کرسی بھی ہے۔

چلو——!

میں نہیں آتا تو ایک قاری کو بٹھاؤ منبر پر، تو تمہارے بٹھانے سے بن جائے گا مولانا اسماعیل؟ تو جب اتنے آدمی بیٹھے ہو، بٹھاؤ۔ ایک آدمی کو منبر پر، کہتے ہیں جی نہیں بنتا تو کیوں نہیں بنتا۔ منبر آپ کا ہے، میز آپ کا ہے، بنتا کیوں نہیں۔ اس لیے نہیں بنتا کہ جو علم میرے سینے میں ہے وہ تمہارے ووٹوں سے تمہاری کرسی سے منتقل نہیں ہوتا۔ وہ میرے سینے میں رہے گا علم میرا، تمہارے ووٹ میرا علم بدل نہیں سکتے۔ تو پھر کرسی کی بات نہ کر علم کی بات کر۔ اگر علم کی بات ہے تو محمدؐ سے پوچھو علم کہاں ہے؟

فرمایا: میں علم کا شہر ہوں، علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ جب علم علیؑ کے پاس ہے تو کرسی کیا کرے۔ کیا مطلب ہے یہ کرسی آپ اٹھا لو تو میں مولوی نہ رہوں گا؟ اس کرسی نے مجھے مولوی بنایا ہے؟ کرسی کا حشر میں نے شاہ جی دیکھا ہے۔ کرسی کا حشر روز دیکھتے ہیں۔ جب ہم چلے جاتے ہیں نا مجلس پڑھ کے۔ ہم تو چلے گئے آپ بھی چلے گئے یہ کرسی یہاں پڑی رہتی ہے۔ یہاں پر چھوٹے چھوٹے بچے آ جاتے ہیں خالی دیکھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ میری نقل کرتے ہیں مولانا یوں پڑھتا تھا۔ اچھا اب ایمان سے دیکھو یہ خالی کرسی دیکھ کے بچے بیٹھ جاتے ہیں میرے خلیفے بن بیٹھے ہیں۔

وہ بیٹھتے ہیں!

روز ہم دیکھتے ہیں جلسے پڑھتے ہیں، جلسہ ختم ہوا بچے آ کے بیٹھ گئے، کھیلنے لگے۔ پھر جب بچے کرسی پر بیٹھ کر اپنی مرضی سے خلیفہ نہیں بن سکتا تو خلیفہ تو علم سے بنتا ہے۔ کرسی پر بیٹھے تو بھی خلیفہ، نہ بیٹھے تو بھی خلیفہ تو پھر محمدؐ سے پوچھ کہ علم کہاں ہے؟ کہا: ''میں علم کا شہر ہوں علیؑ اُس کا دروازہ ہے''۔

ہمارے شہر میں غلام حسین صاحب ہیں، بریلوی ہیں۔ بڑے اچھا صاحب ہیں، نیک ہیں، وہ ہمارے شہر میں آئے انھوں نے جلسہ کروایا اور یہ جو کیلے ہوتے ہیں نا کیلے، ان کے پتوں کے دروازے بنائے۔ تین بنا کے اُوپر بزرگوں کے نام لکھ دیے۔ میرا گھر ہے وہاں قریب اُس طرف کر دیئے کہ نکلے گا تو دیکھے گا۔

میں نکلا، میں نے دیکھا دروازے بنے ہوئے ہیں، تین دروازے۔ خیر میں آگے گیا تو صوفی صاحب کھڑے تھے اور کہنے لگا: دیکھا جلسہ۔ میں نے کہا: جی او انتظام اس کو کہتے ہیں تو بھی اپنی ماں والی مجلسیں کرواتا ہے۔ انتظام یہ ہے۔ میں نے کہا: صوفی جی! کہا: جی، میں کیا کیلے کچھ ختم ہو گئے ہیں۔ کہا: نہیں کیلے بہت پڑے ہیں۔ میں نے کہا: اگر کیلے پڑے ہیں تو تین دروازے بنا دیے چوتھا کیوں نہ بنایا۔ کہنے لگا: واہ واہ شیعوں کو لوٹ لوٹ کے کھا گیا نامراد، یہ تیرا علم ہے میں کیوں بناتا۔ وہ اللہ نے بنایا، رسول نے بنایا نبی پاکؐ نے مسجد کے اندر خود کھولا اور لوگوں کو دکھایا ہم تو وہ بنا رہے ہیں جو اُن سے رہ گئے تھے۔۔۔۔ (صلواۃ)

لو تھوڑے سے مسئلے کر لو۔ کوئی آدمی محروم نہ رہ جائے۔ اللہ نے وعدہ کیا، خلیفے میں کروں گا۔ کس کا وعدہ ہے خلیفے میں کروں گا؟ اللہ کا۔ لو پھر یہ صحیح مسلم ہے اور یہ بخاری شریف ہے۔ اس کا صفحہ نمبر ۱۹ ہے، نبی کریمؐ نے فرمایا: او میرے دین کے سمجھنے والے میرے بارہ خلیفے، نہ تین نہ تیرہ پورے بارہ۔

فرمایا: میرا دین ختم نہ ہوگا جب تک بارھواں نہ آ جائے۔ میرا دین ختم نہ ہوگا،

دین کی گارنٹی بارھویں تک ہے، دین کی مدت بارھویں تک ہے، دین کی مہلت بارھویں تک ہے۔ دین کی عظمت بارھویں تک ہے۔ جب تک بارھواں آ نہ جائے میرا دین ختم نہ ہوگا اور لوگ کہتے تھے خلافت تیس سال کے بعد ختم ہے۔ لوگوں کی خلافت تیس سال کے بعد ختم ہے ہمارا بارھواں باقی ہے۔

محمدؐ کہتا ہے: جب تک بارھواں آ نہ جائے دین ختم نہیں ہوسکتا۔ لوگوں کی خلافت تیس سال کے بعد ختم ہوگئی۔ ہمارا بارھواں باقی ہے، معلوم ہوا جن کی خلافت ختم، اُن کا مذہب ختم اور جن کا بارھواں باقی اُن کا دین باقی۔ بتایئے ہمارا بارھواں باقی ہے نا! آئے گا یا نہیں؟ تو پھر بارھویں نے آنا ہے یا ہم نے بنانا ہے۔ آنا ہے تو پھر ہمارا تو بارھواں بھی آنا ہے تو پھر پہلے کو کیوں بنانا ہے۔

تو اتنا فرق ہے۔۔۔۔۔!

ہمارا خلیفہ جب بھی آیا بنا بنایا آتا ہے اور لوگ آپ بنا لیتے ہیں۔ ہم وہاں سے آیا ہوا مانتے ہیں تو پھر وہاں والا اور ہے یہاں والا اور ہے۔ تو تیری سمجھ میں نہ آیا کہ شیعہ وہ مذہب ہے جس کے خلیفے وہاں سے آتے ہیں تو جب تک اللہ حکم نہیں دے گا بارھواں نہیں آئے گا۔ جس دن فرمایا اسی دن آئے گا۔ تو اللہ حکم دے گا عرش سے تب آئے گا نا۔ تیری نہ سمجھ میں آیا شیعوں کا بارھواں بھی آئے تو عرش سے آتا ہے۔ ہمارے بڑا بھی نکلے تو کھڈی سے نکلتا ہے، معاف کرنا۔

دیکھئے۔۔۔۔۔!

قرآن آپ کے سامنے ہے، حقائق آپ کے سامنے ہیں یا تو کہو مسئلۂ خلافت قرآن میں نہیں آیا بات ختم ہو جائے۔ جو قرآن میں نہیں وہ مسئلہ ہی نہیں۔ مسئلہ وہ ہے جو آیا ہے نبوت کا مسئلہ قرآن میں آیا ہے۔ نبیؐ ہیں توحید کا مسئلہ۔ قرآن میں آیا، اللہ موجود ہے۔ اب یہ فرمایا یہ کس کا وعدہ ہے، اللہ کا وعدہ ہے۔ جن کو میں خلیفہ

بناؤں گا جو ان کا نہیں مانے گا اللہ کیا کہتا ہے: بناؤں گا میں اور دین مکمل ہوگا۔ ان کا مذہب ان کا بڑا مضبوط، اس کا میں راضی ان کے مذہب کی دو نشانیاں ہیں۔

او بابا!

دو ہی نشانیاں ہیں سیدو! دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک چیز مثلاً ایک آدمی چیز بنا کے لایا، پہلے آپ دیکھو کہ مضبوط ہے یا نہیں؟ پھر ہماری پسند کی ہے یا نہیں؟ اگر پسند نہ آئی تو بھی غلط، مضبوط نہ ہوئی تو بھی غلط۔ اللہ یہ کہتا ہے کہ اُن کو جو مذہب میں دوں گا اس میں دو صفتیں ہوں گی: ایک مضبوط دنیا اُن کو قتل کر کر کے تھک جائے گی مگر مذہب میں فرق نہ آئے گا۔ بڑے تھوڑے ہوں گے مگر مذہب میں فرق نہ آئے گا۔

اور اس کے بعد فرمایا، کیا فرمایا؟ جو ان کو پھر بھی نہ مانے وہ فاسق ہے۔ تو یہ صحیح بخاری ہے۔ لو مولوی صاحبان بیٹھے ہیں میرے پاس، یہ صحیح بخاری ہے اور اس کے اندر یہ حدیث موجود ہے، لکھا ہے کہ میں بناؤں گا جو نہ مانے وہ فاسق ہوگا اور یہ ہے صحیح بخاری، اس کا صفحہ نمبر ۱۰۹ ہے۔ اس پر لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم نے خلافت بنائی تو خلیفہ ثانی خود ارشاد کرتے ہیں، علیؑ مخالف ہو گیا۔

علیؑ نے کہا: میں نہیں جانتا۔

اب مجھے بتاؤ ساری دنیا کے ایک ختم قرآن لوگ دوسرے ہاتھ میں صحیح بخاری لو۔ اللہ کہتا ہے کہ جو میری بنائی ہوئی خلافت کو نہ مانے وہ فاسق ہے۔ یا تو علیؑ پر فاسق ہونے کا فتویٰ لگاؤں یا تو پھر مان جاؤ یہ خلیفے نہیں ہیں۔

عالم آدمی کو سمجھانا نہیں دکھلانا پڑتا ہے۔ یہ ہے صحیح بخاری، کیا ہے یہ صحیح بخاری۔ لو اٹھو حضرت خلیفہ ثانی آپ فرماتے ہیں: جب اللہ نے اپنے نبی کو آواز دی: انصار سارے سقیفہ میں جمع ہو گئے۔ فرمایا: علیؑ مخالف ہو گیا، زبیر مخالف ہو گیا اور

اُن کے ساتھی مخالف ہو گئے۔ لو یہ صحیح بخاری ہے، علیؑ مخالف ہو گیا اور اللہ کے بندو! علیؑ مخالف ہے۔ جب علیؑ مخالف ہے تو ہم تو علیؑ کے غلام ہیں۔ جس کا علیؑ مخالف ہے شیعہ کیسے محافظ ہو سکتا ہے۔ ہم تو مولا علیؑ کے گتے ہیں۔ اگر ہمارا پیر مان گیا تو ہم ساتھ ہیں۔ شیعوں پر اعتراض کیا ہے کہ شیعہ بھنگ پیتے ہیں اور ملنگ بھی بھنگ پیتے ہیں۔ میں نے کہا: جی پیتے ہوں گے۔ میں نے کہا: رشوت تو نہیں لیتے نہ ہی جھوٹ بولتے ہیں، بھنگ پیتے ہیں نا تو جن لوگوں نے سارا جہان برباد کر دیا ہے پہلے اُن سے تو پوچھ لو۔

ایک مولوی نے مجھ سے پوچھا یہ ملنگ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: بھائی! مولاؑ کے نام کی منادی کرتے ہیں، تبلیغ کرتے ہیں۔ کہنے لگا: تبلیغ تو تم کرتے ہو۔ میں نے کہا: میں نے کون سی تبلیغ کرنی ہے، میں وہاں تبلیغ کرتا ہوں جہاں مجمع ہو، لاؤڈ اسپیکر ہو، وہاں جا کے چار گلے کھوں مگر میں قربان اِن ملنگوں پہ نہ کرایہ مانگتے ہیں، نہ لاؤڈ اسپیکر پوچھتے ہیں، نہ مجمع دیکھتے ہیں، نہ گھر بیگانہ ہو اور سنا دیتے ہیں: نذرِ اللہ، نیازِ حسینؑ، یا علیؑ مدد۔ کیوں جی حق دا امام یا علیؑ نا۔ گھر والا راضی ہو یا نہ ہو ماشاء اللہ۔

مجھے ان ملنگوں کی ایک بات پسند آئی۔ میں ایک دن جا رہا تھا، مجھے وڈیرے کار میں لے جا رہے تھے تو ایک جگہ پر کچھ دکانیں آئیں تو وہاں کہا کہ مولوی صاحب کو پانی پلاؤ تو کار کھڑی ہو گئی۔ پانی پینے کا انتظام ہوا۔ میں نے ایک ملنگ کو دیکھا دکانوں پر اس نے کہا: دم مست قلندر علیؑ دا پہلا نمبر۔ جب میں نے پہلا نمبر سنا تو میں نے طالب علم کو کہا: جا اس کو ایک روپیہ دے، جہاں یہ پہلا نمبر سنا رہا ہے ہم سے تو چوتھا کسی نے نہیں سننا۔ جا اس کو ایک روپیہ دے۔ میرے طالب علم نے کہا: یہ کھڑا نہیں ہوتا آخر میں گیا۔ میں نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، اس نے کہا: کیا

بات ہے؟ میں نے کہا: ملنگ بھائی! ہم نے تو جانا ہے تو نے آج کھڑا ہونا ہے یا نہیں تو پیسے لے اور میں جاؤں۔ جب میں نے ایک روپیہ کا نام لیا۔ اُس نے کہا: جاؤ بزرگو کوئی غلط فہمی ہوگئی، آپ سمجھے میں گداگر ہوں، مانگ رہا ہوں۔ نہیں نہیں، نہ میں مانگتا ہوں صرف اپنی ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ میرے مرشد نے مجھے کہا ہے کہ میرے پیر علیؑ کا نام سنایا کر جہاں کوئی نہ سنتا ہو اور آبادی کو چھوڑ کر دُور جایا کر کہ بچوں کو بھی یاد ہو جائے علیؑ کا پہلا نمبر ــــــ علیؑ کا پہلا نمبر!

قربان میں سرکار قلندر کی قبر پر، ہر سال جاتا ہوں، کیونکہ مولویوں سے شریعت ملتی ہے اور قلندر کے دربار سے محبت ملتی ہے۔ میں وہاں گیا تو آج کل آپ کو پتہ ہے کہ دربار محکمہ اوقاف کے تحت ہے، پہلے نہیں ہوتا تھا تو اب ہے۔ تو وہ جو مسجد ہے نا ساتھ دربار کے وہ مولویوں کے قبضے میں ہے۔ انھوں نے جب مجھے دیکھا تو پہچان گیا مولوی اسحاق اس کا نام ہے وہ پہچان گیا۔ کہا: یار یہ مولوی اسماعیل ہے۔ بڑا بدنام ہے یہ بھی سرکار قلندر کے دربار پہ سلام کر رہا ہے۔

خیر ــــــ!!

جب میں چکر کاٹ کے آیا تو اس کے طالب علم نے کہا: مولوی صاحب یاد کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کھڑے سلام علیکم وعلیکم السلام کہنے لگا مولوی اسماعیل صاحب یہاں بھی ہمارا قبضہ ہے۔ میں نے کہا: مولا تمہارا قبضہ مدینہ پر بھی ہے۔ کہنے لگا: تیری سمجھ میں نہیں آیا کہ سرکار قلندر ہمارے ہیں۔ میں نے کہا: قلندر کی قبر پر لکھا ہے اس کو پڑھ اگر کسی تیرے بزرگ کا نام ہے تو قلندر تیرا اگر میرے کسی مولاؑ کا نام ہے تو قلندر میرا۔ بات اس کتوے پر ختم ہوئی۔

میں نے کہا: مولانا کیا لکھا ہے؟ لکھا ہے: سرکار قلندر نے کہا: میں تمام قلندروں کا بادشاہ ہوں، میں تمام عارفوں کا بھی رہنما ہوں مجھے دونوں مرتبے کیوں

ملے کہ اللہ کے شیر کے دروازے کا میں سگ ہوں۔ کہنے لگا: علیؑ کے تو ہم بھی غلام ہیں، مگر پھر قلندر نے کہا: میرے ہاتھ میں علیؑ کی محبت کا پیالہ ہے۔ میرا مذہب حیدری ہے، نہ چشتی ہوں نہ قادری ہوں، نہ نقشبندی ہوں نہ وہابی ہوں، حیدری ہوں۔

عزیزو!!

ہم پنجتنؑ کا مذہب رکھتے ہیں، علیؑ کا مذہب رکھتے ہیں۔ بی بی پاکؑ کا مذہب رکھتے ہیں، حسنؑ کا مذہب رکھتے ہیں، حسینؑ کا مذہب رکھتے ہیں۔ لو میں بیٹھا ہوں جس کتاب میں چاہو میں دکھلا دیتا ہوں علیؑ جن کو مانتے تھے ہم اُن کو مانتے ہیں جن کو وہ نہیں مانتے ہم ان کو نہیں مانتے۔ خاتونِ جنت جہاں راضی ہے ہم وہاں راضی ہیں جہاں خاتونِ جنت نہیں راضی وہاں ہم بھی نہیں راضی ___ جلنا کس بات کا!

(صلوٰۃ)

میرا اللہ فرماتا ہے: ہاں میرا وعدہ ہے خلیفہ میں کروں گا، کیسے کروں گا ایسا کروں گا جیسے پہلے کر چکا۔

بس شیعو! علیؑ پہلا نہیں علیؑ چوتھا خلیفہ ہے۔ علیؑ چوتھا ہے۔

میں نے کہا: خدا کی قسم! علیؑ چوتھا مگر ایسا چوتھا آسمان کا چوتھا، رحمٰن کا چوتھا، قرآن کا چوتھا، پہلی خلافت آدمؑ کی، دوسری داؤدؑ کی، تیسری ہارونؑ کی، چوتھی حیدرِ کرارؑ کی۔

پہلی خلافت آدمؑ کی میں ایسا خلیفہ کر چکا، جیسے پہلے کر چکا۔ یاد کرو اس وقت کو جب موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو کہا: میرا خلیفہ تو بن جا، اب پتہ چلا کہ آدمؑ قولِ اللہ کا خلیفہ تب بنتا ہے جب اللہ کا قول ہو یا نبیؐ کا قول ہو۔ معلوم ہوا دو ہی قول کام آتے ہیں یا قولِ خدا ہو یا قولِ نبیؐ ہو۔

پھر بات ختم ہو گئی اب رسولؐ نے فرمایا: علیؑ تو میرے لیے ایسے ہے جیسا

موسیٰؑ کے ساتھ ہارونؑ۔ جب موسیٰؑ کا خلیفہ ہارونؑ ہے تو علیؑ محمدؐ کا خلیفہ کیسے نہیں ہوسکتا۔

توجہ ہے ــــــ!؟

لو یہ ہے صحیح مسلم اور بخاری۔ اس کے اندر یہ لکھا ہے۔ صحیح مسلم میں صاف لکھا ہے۔ جب حضرت خلیفۂ ثانی دنیا سے تشریف لے جانے لگے اور صفحہ نمبر ۱۲۰ سے پڑھ رہا ہوں جس وقت معاف کرنا مرنے لگے تو لوگوں نے پوچھا: قبلہ آپ تو دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ انہوں نے کہا: جب رسولؐ اللہ ہم کو نہیں بنا کے گئے تو میں غیر کو کیسے بنا کے بھیجوں۔

اللہ نے آدمؑ کو خلیفہ بنایا۔ اگر نہیں بنایا تو قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اس وقت کو یاد کرو جب میں نے اعلان کیا فرشتو! میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتے بولے اس کو بناتا ہے جو خوں ریزیاں کرے۔ آواز آئی: خاموش ہو جاؤ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

کیوں مسلمانو ــــــ! جب خلافت کا مسئلہ نوری نہیں جانتے تو خاکیوں کو کیسے سمجھ میں آ گیا۔

فرمایا: خاموش ہو جاؤ۔ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد آواز آئی: میرے بنائے ہوئے لال کو سجدہ کرو، تاکہ تمہیں خلیفہ کی شان معلوم ہو جائے۔ خلیفہ معمولی نہیں خلیفہ وہ ہے جس کو سجدہ بھی میری نیابت میں جائز ہو حالانکہ سجدۂ عبادت ہے، عبادت غیر اللہ کی حرام ہے۔ اللہ فرماتا ہے: سجدہ کرو، سارے کر گئے مگر ایک چودھری بڑا آدمی ہے، اندر سے کافر تھا۔ اللہ فرماتا ہے: وہ اندر سے کافر تھا پہلے کیوں نہ پتہ چلا کہ اندر سے کافر ہے۔ نماز پڑھی پتہ نہ چلا، ساتھ ہی نوریوں فرشتوں کے ساتھ بیٹھتا رہا، پتہ نہ چلا۔ آج خلافت کا اعلان ہوا تو اس نے انکار کیا۔ آج پتہ چلا کہ

اندر سے کافر ہے ساری عمر پتہ نہ چلا جب مَن کُنتُ مَولَا کا اعلان ہوا تھا۔

اندر سے کافر تھا۔ آواز آئی: نکل جا تو، تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔ مشرکوں پر اتنی لعنت نہیں، کافروں پر اتنی لعنت نہیں جتنی اس کو لعنت ہے، قیامت تک لعنت ہے۔ بچہ اُٹھے لعنت، مومن اُٹھے لعنت، جو اُٹھے لعنت کہتا ہے۔ کیا گناہ کیا ہے تمہارا پھر بھی اتنا گناہ ہے نا کہ آدمؑ کی خلافت کا سجدہ نہیں کیا۔ پھر تیری سمجھ میں نہ آیا کہ جو اللہ کو سجدہ نہ کرے وہ بے نماز ہوتا ہے تو جو خلیفۃ اللہ کو سجدہ نہ کرے وہ شیطان ہوتا ہے۔۔۔۔۔ (صلواۃ)

تو تیری سمجھ میں کچھ آیا کہ خلافت کا مسئلہ اتنا معمولی مسئلہ نہیں جو مان جائے وہ فرشتہ بن جاتا ہے، جو انکار کر جائے وہ شیطان بن جاتا ہے۔ آخر نماز پڑھی، روزہ رکھا، حج کیا، معلوم ہوا اللہ کا چھ لاکھ سال بعد عابد ہو، امامؑ کا ایک انکار لے کے بیٹھ جاتا ہے۔ بتایئے شیطان کا قصہ میں پڑھ رہا ہوں قرآن میں ہے تو اچھا قرآن میں یہ لکھا ہے کہ اللہ اس پر ناراض ہو گیا ہے تو کوئی آدمی اعتراض کرتا ہے۔ آواز آئی: نکل جا، بتاؤ جب لعنت ہوئی کہاں کھڑا تھا۔ بہشتوں کے اندر نوریوں کے سامنے لعنت ہو گئی۔

معلوم ہوا مکان پاک ہی ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ایسا بناؤں گا جیسا پہلے بنا چکا۔ آؤ میرے دوستو! یہ تیسرا پارہ ہے اور آخری رکوع ہے۔ دوسرے پارے میں اللہ فرماتا ہے: داؤدؑ جب خلیفہ بنا اس وقت بنا جب طالوت اور جالوت کی جنگ ہوئی اور مسلمان اور کافر لڑنے لگے تو میرا اللہ فرماتا ہے: حضرت طالوت مسلمانوں کا بادشاہ تھا اور جالوت کافروں کا بادشاہ تھا۔ جب صفیں بالمقابل ہو گئیں، لڑنے لگے تو مسلمان چھوڑ کے بھاگنے لگے۔

حضرت طالوت نے کہا: نہ چھوڑو جب دنیا چھوڑ کے جانے لگی تو اللہ قرآن

میں فرماتا ہے: حضرت طالوت نے فرمایا: او مسلمانو! نہ بھاگو، نہ بھاگو جو آج جالوت کو قتل کرے گا میں اُس کو پگڑی دوں گا۔ وہ میرا خلیفہ ہوگا۔ لڑکی کا رشتہ دوں گا وہ میرا داماد ہوگا، نہ کسی نے پگڑی مانگی نہ کسی نے لڑکی کا رشتہ مانگا اور بھاگ گئے۔ قرآن پاک کے سامنے ہے۔ حضرت داؤدؑ نے تلوار ماری، مار کے جالوت کا سر قلم کیا۔ جب جالوت کا سر گرا طالوت بھاگ کے آیا۔ اُتر کے پگڑی داؤدؑ کے سر پر رکھی۔ کہا: میرا خلیفہ تو ہے۔ میری لڑکی کا رشتہ تیرے لیے وہ لڑکی سلیمانؑ کی ماں بنی۔

تو اس وقت بھی وہ پگڑی کی شان بنی جب میرے مولا علیؑ نے عمر بن عبدود کا سر قلم کیا، محمدؐ بھاگ کے آئے، کہا: میرا خلیفہ بھی تو ہے، میری بیٹی کا رشتہ بھی تیرے لیے ہے۔

ذکرِ مصائب!

بس عزادارو!

آج حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں موجود ہیں اور ان نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں جو ان پر ہوئیں۔ ان کے ماں باپ پر ہوئیں، آج حسینؑ اپنے خاندانی فضائل سنانے اور نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اپنے وعدہ کے مطابق وان اعمل صالحاً ترضٰی وہ عمل کرنا چاہتے ہیں جو عملِ صالح ہے اور اس میں صرف اللہ کی رضا مطلوب ہے۔

سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدانِ کربلا میں آ کر اپنے خاندانی فضائل سنائے اور ان نعمتوں کا ذکر کیا جو اللہ کی طرف سے ان کو ملیں۔ لکھا ہے مظلومِ کربلا نے گھوڑے کی زین پر کھڑے ہو کر فرمایا: اگر تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں تو سنو!

اَنَا بنُ عَلِی الطُّهرُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
کَفَانِی بِھٰذَا مَفخَرًا حِیْنَ اَفخَرُ
وَجَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکرَمُ خَلقَهُ
وَنحنُ سِرَاجُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ نَزْهَرُ
وَفَاطِمَةُ اُمِّی سُلَالَةَ اَحْمَدَ
وَعَمِّی یَدعی ذُوالْجَنَاحَیْنِ جَعفَرُ
وَفِیْنَا کِتَابُ اللّٰہِ اَنْزَلَ صَادِقًا
وَفِیْنَا الْھُدٰی وَالْوَحْیُ وَالْخَیْرُ یُذْکَرُ

''کہ میں علیؑ پاک کا بیٹا حسینؑ ہوں اور ہاشمی خاندان ہے۔ میرے لیے یہی بڑا فخر ہے کہ میں علیؑ پاک کا بیٹا ہوں اور میرا نانا رسولؐ ہے جو تمام مخلوق سے بزرگ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے چراغ ہیں اس کی زمین میں، اور فاطمہؑ میری ماں ہے جو محمدؐ کی بیٹی ہے اور وہ جعفر طیارؓ میرا ہی چچا ہے جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے، اور اللہ کی کتاب ہمارے گھر میں آئی اور اللہ تعالیٰ کی وحی، ہدایت اور نیکی بھی ہمارے گھر میں آئی''۔

بتاؤ! تم میں ایسا کون ہے جو اتنے فضائل کا مالک ہے اور مجھ سے بہتر ہے''۔

بس میرے عزیزو۔۔۔۔!

ختم کروں اور دو جملے مصائب کے پڑھوں تا کہ شیعہ ذوالجناح آئے اور دل بھر کے آپ ماتم کریں۔ مگر یہ فرماؤ کہ میرے اندر تو اتنا جذب نہیں کہ آپ کو جمع کرلیا جائے۔ فرماؤ! وہ کس کا غم ہے اور وہ کس کی محبت ہے جو تجھے کھینچ کرلے آئی

ہے اور یہ کس ہستی کی یادگار ہے جس کے لیے اتنے جلوس نکل رہے ہیں، یہ حسینؑ کا غم ہے۔

شیعو! دل جمعی سے ماتم کرو اور روؤ، کیونکہ زینبؑ کو کسی نے رونے نہیں دیا۔

اومیں قربان جاؤں یہ دسویں محرم کا دن ہے۔ وہ دن جس کو مسلمان عید کا دن کہتے ہیں۔ اسی کی صبح کو مظلومِ کربلا خیمے کے دروازے پر کرسی پر تشریف فرما تھے کہ شمر ملعون نے آ کر آواز دی:

هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کہ "حسینؑ! کوئی جوان ہے تو بھیج"۔

حسینؑ کرسی سے اُٹھے، ابھی رکوع کی حالت تک آئے تھے کہ علی اکبرؑ نے بڑھ کر بٹھا دیا کہ بابا! جس باپ کا اٹھارہ سال کا جوان بیٹا ہو، اس کے ہوتے ہوئے بوڑھا باپ کیوں جائے۔ ابھی علی اکبرؑ تیاری کر رہے تھے کہ غازی عباسؑ آگے بڑھے کہ علی اکبرؑ! تم بھی بیٹھ جاؤ تو حسینؑ کا بیٹا ہے اور حسینؑ محمدؐ کا بیٹا ہے، میں میدان میں جاؤں گا۔

ہائے جگر برداشت نہیں کرتا۔ جب چند گھنٹوں کے بعد نہ عباسؑ رہا، نہ علی اکبرؑ رہا اور نہ قاسمؑ رہا۔ جب سارے شہید ہو گئے تو پھر شمر نے للکارا کہ حسینؑ! کوئی جوان ہے؟ ___ تو میں قربان، لکھا ہے حسینؑ کرسی سے اُٹھے جب اس حالت میں آئے جہاں سے عباسؑ اور علی اکبرؑ نے بٹھا دیا تھا تو نَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا پہلے دائیں دیکھا پھر بائیں دیکھا کہ اب بھی کوئی ہے جو کہے کہ حسینؑ! بیٹھ جائیں میں موجود ہوں۔ جب کوئی نظر نہ آیا تو مقتل کی طرف منہ کر کے فرمایا:

او عباسؑ! او علی اکبرؑ! او قاسمؑ! کہاں ہو، میں نے تجھے گھوڑے پر سوار کرایا تھا اب مجھے گھوڑے پر کون سوار کرائے گا اور رکابیں کون پکڑے گا؟

سید: بیٹھے ہو مومن بیٹھے ہو، اب برداشت نہ کر سکو گے۔ یہ فرماتا تھا، کیا دیکھا

کہ ایک بی بی کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام ہے۔ کہا: بھیا حسینؑ! گھبرا نہیں اگر عباسؑ نہیں تو زینبؑ جو موجود ہے۔ تجھے گھوڑے پر میں سوار کراتی ہوں، رکابیں میں پکڑتی ہوں۔

حسینؑ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ میدان کی طرف چلے۔ ایک جگہ گھوڑا اڑک گیا۔ حسینؑ نے فرمایا: میرے نانا کے گھوڑے مجھے پتہ ہے تو تین دن کا بھوکا پیاسا ہے لیکن میں حسینؑ وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد تجھ پر سوار نہیں ہوں گا۔ مجھے صرف میدان تک پہنچا دے۔ گھوڑے نے سر سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔ کیا دیکھا کہ ایک چار سال کی بچی ہے جو گھوڑے کے پاؤں سے لپٹ کر بیٹھی ہے اور کہہ رہی ہے: میرے بابا کے گھوڑے! بابا کو نہ لے جا، ورنہ میں یتیم ہو جاؤں گی۔ حسینؑ گھوڑے سے اُترے سکینہؑ کو گود میں لیا، پیار کیا پھر فرمایا: جا سکینہ! اب خیمے میں چلی جا۔ تو سکینہؑ رو کے کہتی ہے: بابا! آپؑ تو جا رہے ہیں لیکن میں کس کے سینے پر سوؤں گی۔ تو حسینؑ نے فرمایا: بیٹی تو اپنی ماں کے سینے پر سونا۔ کہا: بابا! میری ماں کے ساتھ تو بھیا علیؑ اصغر سوتا ہے۔ فرمایا: نہیں سکینہ! علیؑ اصغر آج کے بعد میرے پاس سویا کرے گا۔

مختصر کروں سید بیٹھے ہو، برداشت نہ کر سکو گے۔ میں نے خود پڑھا ہے کہ جب حسینؑ میدان میں آئے تو چار ہزار تیر کمانوں سے نکل کر بتولؑ کے لعل کی طرف آئے۔ راوی کہتا ہے میں قربان جاؤں حسینؑ کے اس نازک بدن پر جو رسول کی گود اور بتولؑ کی آغوش میں ناز و نعم سے پلا تھا۔ چار ہزار تیروں کو حسینؑ کے نازک بدن نے کیسے برداشت کیا ہو گا؟

جناب سید سجادؑ سے کسی نے پوچھا کہ آپؑ کے بابا کے جسم پر کتنے زخم تھے؟ تو سید سجادؑ نے ہاتھ سے انگشتری اُتاری اور فرمایا کہ میرے غریب بابا کے جسم پر اس

نگینے جتنی بھی جگہ خالی نہیں تھی۔ جب تیر اور پتھر لگ رہا تھے تو حسینؑ فرما رہے تھے:

رِضاً بِقَضَائِہٖ وَتَسلِیماً لِاَمرِہٖ

جب حسینؑ نے دیکھا کہ میرا آخری وقت ہے تو گھوڑے کو قریب کیا اور اپنا خون لے کر گھوڑے کی پیشانی پر لگایا اور فرمایا: ذوالجناح! خیموں کی طرف چلا جا بتانے کی ضرورت نہیں۔ تجھے دیکھ کر زینبؑ خود سمجھ جائے گی کہ میرا بھائی مارا گیا ہے۔ گھوڑا آیا درِ خیمہ پر۔ زینبؑ نے باہر آ کر دیکھا تو گھوڑے کی پیشانی خون سے رنگین ہے، زین ڈھلکی ہوئی ہے، وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

ہائے میرا بھیا! حسینؑ مارا گیا۔

بس او مومنو! جب تم شبیہ ذوالجناح نکالو تو کچھ دیر کے لیے ذوالجناح کو مستورات کے حلقے میں بھیجو اور میری بہنو! بیٹیو! اب تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب ذوالجناح تمہارے حلقے میں آئے تو ایک چار سال کی بچی تلاش کرو جو سیدوں کی ہو، اُمتیوں کی نہ ہو۔ اس کے ہاتھ میں گھوڑے کی لگام دے کر شام کی طرف منہ کر کے کہو کہ سکینہؑ! تیرے بابا کا بڑا ارمان ہے۔

اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِینَ

مجلسِ نہم

- یہ سیاسی بیعت نہیں، یہ قیاسی بیعت نہیں، یہ حکومت کی بیعت نہیں، یہ دین کی بیعت ہے۔
- ناراض ہو گئیں فاطمہؑ بیٹی رسول کی اور حضرت خلیفہ سے قطع تعلق بھی کر دیا۔
- اگر بی بی کا حق ہم ظاہر نہ کریں تو ہمارے شیعہ ہونے کا کیا فائدہ؟
- ''روتی اس لیے ہوں کہ جو طور دربار کے میں نے دیکھے ہیں تیری چادر کسی نے نہیں چھوڑنی''۔
- کشتیٔ نجات پر سوار ہوئے یا نہ ہوئے لیکن کشتیٔ نجات کو نقصان تو نہ پہنچاتے۔
- وہ حسینؑ کا جنازہ پڑھتے یا نہ پڑھتے مگر لاشِ حسینؑ پر گھوڑے تو نہ دوڑاتے۔
- آلِ محمدؐ کی یہی مودت ہے، یہی دوستی ہے کہ محمدؐ کا بیٹا کربلا کے میدان میں پیاسا کھڑا ہے اور بچیاں رو رہی ہیں۔
- جنگل میں شہادت کی کتاب لے کر بیٹھ جاؤں، اس کو پڑھ پڑھ کے روتا رہوں۔ بی بی! تو کہاں کہاں رُلتی رہی۔
- زینبؑ رو کے فرماتی ہیں کہ میں اُجڑ گئی ہوں، میرا کون سا گھر ہے، میرا کوئی گھر نہیں ہے، مجھے سیدھا نانا کے روضے پر لے چلو۔
- نانا! تیری قبر یہ کرتہ دیکھ کر کانپ گئی ہے، میں وہ زینبؑ ہوں جو لاشیں دیکھ کر آ رہی ہوں۔

مجلسِ نہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا (سورۂ فتح، آیہ ۱۰)

"یہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے ہیں اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اُوپر ہے تو جو عہد کو توڑے گا وہ توڑ کر اپنا ہی نقصان کرے گا اور جو پورا کرے گا اُسے جو اُس نے اللہ سے عہد و پیمان کیا ہے تو اللہ اُسے بہت بڑا صلہ عطا کرے گا"۔

حضرات!

یہ سب سے بڑی آیت ہے جس پر بحث آج کرتے ہیں، اللہ فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (سورۂ فتح، آیہ ۱۸)

میرا محبوب! جو تیری بیعت کر رہے ہیں وہ تیری نہیں وہ اللہ کی بیعت کر رہے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ یہ کیسی بیعت کر رہے ہیں رسولؐ کی، اور

ہورہی ہے اللہ کی، اوران کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ خود بخود آ رہا ہے۔ تو اس بات میں تین چیزیں ہو گئیں: اللہ کی بیعت ایک، محمدؐ دو، اور یداللہ تین، پس! جہاں تین چیزیں جمع ہو جائیں اللہ، محمدؐ اور یداللہ وہاں...... (نعرۂ حیدری)

یہ سیاسی بیعت نہیں، یہ قیاسی بیعت نہیں، یہ حکومت کی بیعت نہیں، یہ دین کی بیعت ہے۔ فرمایا:

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ

"جو اس بیعت کو کر کے توڑ دیں گے وہ اپنی جانوں کو وبال ڈال رہے ہیں"۔

کیا وبال ہوگا؟ میرا اللہ فرماتا ہے: وہ یہ وبال ہوگا:

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۂ فتح، آیہ ۶)

"جو بیعت کر کے توڑ دیں گے اللہ ان کو عذاب دے گا اور ان پر بڑی گردشیں آئیں گی، اللہ کا ان پر غضب ہوگا اور اللہ کی ان پر لعنت ہوگی"۔ (نعرۂ حیدری)

اب جو بیعت کو پورا کریں گے ان کا انعام بھی سن لو، ان کا پہلا انعام:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

"اللہ ان سے راضی ہو گیا"۔ (نعرۂ حیدری)

دوسرا انعام:

فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

"اللہ کو ان کے دل کا حال معلوم ہے"۔

تیسرا انعام:

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ

"اللہ ان پر تسکین نازل کرے گا"۔

نہ ڈریں گے، نہ روئیں گے، نہ چیخیں گے، نہ بھاگیں گے، نہ پہاڑوں پہ چڑھیں گے ___ (نعرۂ حیدری)

مجھے آگے بڑھنے دو، میں بیعتِ رضوان کے سلسلہ میں بڑا کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

توجہ ہو ___!

اللہ نے ان پر تسلی نازل کی اور ایک انعام یہ ہے:

وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا

"اُن کو میں خیبر کی فتح دوں گا" ___ (نعرۂ حیدری)

جن سے میں راضی ہو گیا ان کو میں خیبر کی فتح دوں گا۔

دیکھو ___!

یہ ہے صحیح بخاری، جس کی مرضی ہے ہم سے مانگ لے، اگر اس میں نہیں لکھا تو ہم پر لعنت کرو۔ اگر لکھا ہے تو تسلیم کرو۔ صفحہ نمبر ۴۳۵ ہے، بارہواں پارہ ہے، مطبوعہ دہلی ہے، لکھا ہے:

حضرت عائشہ نے خبر دی، تحقیق فاطمہؑ جو بیٹی ہے محمدؐ کی، بابا کی وفات کے بعد بی بی نے سوال کیا: خلیفہ سے کہو میرا حق دے۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا: نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ......

"ناراض ہو گئیں فاطمہ بیٹی رسولؐ کی اور حضرت خلیفہ سے قطع تعلق بھی کر دیا" حتیٰ کہ دنیا سے چل بسی اور راضی نہ ہوئیں۔

سوال بند ہی نہ ہوا، ختم ہی نہ ہوا، مانگتی رہتی تھیں حق اپنا، کیا مانگتی تھیں؟ پانچواں حصہ خیبر کا، باغ فدک مانگتی تھیں اور مدینے والی جاگیریں مانگتی تھیں۔

لکھا ہے کہ بی بیؑ نے سوال کیا اور حضرت خلیفۂ اوّل نے انکار فرمایا کہ فاطمہؑ کو میں کچھ نہیں دیتا۔

بی بیؑ خلیفۂ اوّل پر ناراض ہو گئیں، قطع تعلق کر لیا اور کلام نہ کیا حتیٰ کہ وفات پا گئیں اور علیؑ نے رات کو دفن کیا اور خلیفۂ اوّل کو جنازے پر بھی نہ بلایا۔

اگر بی بیؑ کا حق ہم ظاہر نہ کریں تو ہمارے شیعہ ہونے کا کیا فائدہ؟

بی بیؑ نے سوال کیا، جو بیٹی ہے رسولؐ کی۔ مسلمانو! یہ دعا کیا کرو کہ کسی کا بیٹا سوال کرے مگر کسی کی بیٹی سوال نہ کرے۔ آپ جانتے ہیں کہ بیٹا سوال کرے تو جواب دے سکتے ہیں لیکن جب بیٹی آئے، پھر جواب نہیں ہو سکتا۔

لکھا ہے کہ جب بی بیؑ گئی تو ستر مستوروں نے پردہ بنایا ہے بی بیؑ کا، پردوں میں گئی، جب گئی تو دروازہ دیکھا، دیکھ کر بی بی بہت روئی۔ عورتوں نے پوچھا: بی بیؑ رو کیوں رہی ہو؟

فرمایا: مجھے کوئی وقت یاد آیا۔ انھوں نے کہا: کون سا وقت؟ کہا: جب پہلے میں اس دروازے پر آتی تھی تو میرا بابا منبر چھوڑ دیتا تھا، آج میں دیکھ رہی ہوں کہ کوئی مسلمان اُٹھتا ہے یا نہیں اُٹھتا؟ کوئی نہیں اُٹھا۔

دربار میں گئی، اندر جا کر بولی: یَامَعَاشِرَالْمُسْلِمِیْنَ، مسلمانو! اگر تمھیں پتہ نہ ہو کہ میں کون کھڑی ہوں تو اَنَا فَاطِمَۃُ بِنْتِ مُحَمَّدٌ۔ "میں فاطمہؑ ہوں بیٹی محمدؐ کی"۔

آواز آئی: کیوں آئیں؟ فرمایا: اپنا حق مانگنے آئی ہوں۔

آواز آئی: نبیوںؑ کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا، تیرا کوئی حق نہیں۔

بی بیؑ نے آیت پڑھی:

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (بنی اسرائیل، آیہ ۲۶)

تفسیر کبیر میں لکھا ہے: بی بیؑ نے سات آیات پڑھیں۔ جب سات آیات پڑھیں، آواز آئی: بی بیؑ! زیادہ قرآن نہ پڑھو۔ یہ قرآن کا مطلب نہیں ہے جو تم بیان کر رہی ہو۔ کیا مطلب تمھیں قرآن کا مطلب نہیں آتا، میں قربان!

حق مانگا، سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ بی بیؑ نے اپنے برقعہ سے ایک کاغذ باہر نکالا، اس پر یہ لکھا ہوا تھا:

وَقَفَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنَ عَبْدِ مَنَافٍ هٰذِهِ الْقَرْيَةُ الْمَعْلُوْمَةُ بِحُدُوْدِهَا الْاَرْبَعَةِ عَلٰى فَاطِمَةَ وَقْفًا مُحَرَّمًا عَلٰى غَيْرِهَا مُؤَبَّدًا عَلَيْهَا وَمِنْ بَعْدِهَا عَلٰى ذُرِّيَّتِهَا فَمَنْ بَدَّلَهَا مِنْ بَعْدِ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ

''میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشمؑ بن عبدمناف وقف کرتا ہوں یہ جائیداد اپنی بیٹی فاطمہؑ کو، اس کی زندگی میں اس کا حق ہے، اس کے جانے کے بعد اس کی اولاد کا حق ہے''۔

او میں قربان ـــــ!

جب بی بیؑ نے پیش کیا تو کسی مسلمان نے پکڑا اور پھاڑ دیا۔ جب کاغذ کے ٹکڑے زمین پر گرے تو بابا کی قبر کی طرف منہ کر کے کہتی ہیں:

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ

''بابا! خالی جا رہی ہوں، بابا! دربار ہے تیرا میں خالی جا رہی ہوں''۔

مومنو!

جب واپس آئی نا، لکھا ہے کہ جو عورتیں پردہ بنا کر ساتھ گئیں تھی نا، ان کے درمیان سے روتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ جس مستور کے پاس سے گزرتی تو وہ پوچھتی: بی بی! تیرا حق مل گیا یا نہیں؟ —— فرمایا: نہیں ملا۔

جب کہا: نہیں ملا، روتی ہوئی مستوریں ساتھ چلیں۔ جب دروازے پر آئیں تو چھوٹی چھوٹی دو بچیاں گھر سے باہر آئیں، آ کر کہا: اماں! رو کیوں رہی ہو؟

ریاض الاحزان سے پڑھتا ہوں، جواب دیا: زینبؑ! میں زمینوں کو نہیں روتی، زینبؑ! میں باغوں کو نہیں روتی۔ روتی اس لیے ہوں کہ جو طور دربار کے میں نے دیکھے تیری چادر کسی نے نہیں چھوڑنی۔

جنابِ زینبؑ فرماتی ہیں: میری ماں کا کہنا مجھے اس وقت یاد آیا جب شمر نے کہا:

لوٹو تبرکات علیؑ و بتولؑ کو
قیدی بنا کے لے چلو آلِ رسولؐ کو

شیعوں کو توجہ ہو گئی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ بی بی کا مکان مسجد سے کوئی اتنا دور نہیں ہے۔ دروازہ کھلے تو آگے مسجد ہے۔ بی بی کے گھر کا دروازہ مسجد کے اندر ہے۔ سر بیبیوں کا پردہ بھی ہے، پھر بھی روتے ہو۔

او! جس کا چودہ سو میل سفر ہو، اس کو بھی رو۔ وہ چودہ سو میل کی منزلیں ننگے سر گئی ہے۔ جب بیبیاں شام گئیں راستے میں شام کے قافلے اُترے۔ اذان ہوئی، اذان میں نام آیا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں بھاگ کر آ گئیں، کہا: پھوپھی اماں! یہ کون محمدؐ ہے جس کا اذانوں میں نام بلند ہو رہا ہے؟

فرمایا: نانا محمدؐ ہے۔ فرمایا: میری قیدوں کو چھڑانے چلے گئے۔

اے مسلمان ـــــ!

تو بتا کہ کیا گناہ کیا تھا آلِ محمدؐ نے؟ کشتی نجات پر سوار ہوئے یا نہ ہوئے لیکن کشتی نجات کو نقصان تو نہ پہنچاتے۔

او ـــــ! وہ حسینؑ کا جنازہ پڑھتے یا نہ پڑھتے مگر لاشِ حسینؑ پر گھوڑے تو نہ دوڑاتے۔ او! بیبیوں کو مدینے پہنچاتے یا نہ پہنچاتے، شام کو قید کر کے تو نہ لے جاتے۔

اب تو انصاف کر، اب شیعہ نہ روئیں تو کیا کریں اور ہم کیا کریں شیعوں کے پاس رونے کے علاوہ اور چارہ نہیں ہے۔ تجھے کوئی ضرورت نہیں رونے کی۔ تو نہ رویا کر، کیوں؟ کہ تیرے بزرگ تو تختوں پہ بیٹھ کر گئے ہیں۔ تجھے رونے کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے رونے دے جن کے بزرگوں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑ گئے۔

میں قربان ـــــ!!

ستر سال کا بوڑھا آدمی ہوں میں، اور تیس سال ہو گئے مجھے اس منبر پر آئے ہوئے، ہزاروں رقعے آئے۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا: مولانا! یہ ماتم کہاں لکھا ہے؟ یہ تم ماتم کیوں کرتے ہو؟

میں قربان ـــــ!!

ہزار رقعہ آیا کہ یہ ماتم کیا ہے؟ لیکن ایک رقعہ بھی نہیں آیا کہ زینبؑ کا لوٹا کہاں ہے؟

لو ـــــ!! جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دادی نے تو حق مانگا ہی نہیں، ہماری دادی تو گئی ہی نہیں، اسے کہو کہ بات ختم ہوتی ہے۔

ذکرِ مصائب!

بس عزادارو ـــــ!

اگر ضرورت ہوئی تو ان شاء اللہ کسی وقت عرض کر دوں گا۔ آج صرف یہی پوچھتا ہوں کہ فرماؤ! آلِ محمدؐ کی یہی مودت ہے، یہی دوستی ہے کہ محمدؐ کا بیٹا کربلا کے میدان میں پیاسا کھڑا ہے اور بچیاں رو رہی ہیں۔

کھڑا ہو کے کیا کہہ رہا ہے:

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَّنْصُرُنَا

یزید کے بڑے مددگار، مگر میری کوئی مدد کرو۔ لیکن کوئی جواب نہیں آیا، پھر فرمایا:

هَلْ مِنْ مُّغِيْثٍ يُّغِيْثُنَا

"میری کوئی نصرت نہ کرو، میں مظلوم ہوں، مظلوم سمجھ کر میری مدد کرو"۔

تیسرا فقرہ سید بیٹھے ہو، برداشت نہ کر سکو گے۔

هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَّذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

"میری کوئی مدد نہ کرو، میری کوئی فریاد نہ سنو مگر محمدؐ کی بیٹیوں کے پردے بچا لو"۔

بتاؤ مومنو ــــــ!!

کیا نبی زادیوں کے پردے بچ گئے، میں قربان جاؤں، خیمے جل گئے، لاشیں پامال ہو گئیں، زینبؑ خیمے سے باہر آ گئی، ایسی باہر آئی کہ کربلا سے لے کر یزید کے دربار تک ننگے سر چلی گئی۔

محمدؐ کی بیٹیاں جب قید ہوئیں، شام میں قید ہیں، آدھی رات کا وقت ہے، داروغے نے آواز دی: قبلہ! باہر آؤ۔

فرمایا: کیوں؟ کہا: کون بی بی ہے جو قید خانے کی دیواروں کے پاس بیٹھ کر

روتی ہے۔

امامؑ باہر آئے دیکھا کہ ایک کالے برقعے والی بی بی ہے جو رو رہی ہے۔

فرمایا: پھوپھی باہر آکر پتہ کرو کہ یہ کون بی بی ہے جو رو رہی ہے۔ تمام بیبیاں گئیں۔ کہا: مَنْ اَنْتِ؟ بی بی تو کون ہے غریب حسینؑ کو رونے والی۔

میں مرجاؤں، اُس وقت منہ سے نقاب ہٹا کے کہتی ہے:

اَنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ

''زینبؑ! میں تیری ماں فاطمہؑ ہوں''۔

کہا: اماں! یہاں کیوں رو رہی ہو۔

فرمایا: زینبؑ! تو صرف شام میں روتی ہے، میں کبھی کربلا میں روتی ہوں، کبھی خولی کے تنور پر روتی ہوں، کبھی شام کی دیواروں کے پاس روتی ہوں، مجھے مسلمانوں نے بہت رُلایا ہے۔

اب تو میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تقریریں کروں یا مناظرے کروں، دل یہ چاہتا ہے کہ جنگل میں شہادت کی کتاب لے کر بیٹھ جاؤں، اس کو پڑھ پڑھ کے روتا رہوں۔ بی بیؑ! تو کہاں کہاں رُلتی رہی۔

جب محمدؐ کی بیٹیاں شام سے واپس آئیں، مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے: ایک ماتمیوں کا لمبا جلوس تھا، جو بی بیؑ کو مدینہ سے باہر ملا۔ مدینہ کے لوگ، ہاشمی محلہ یاحسینؑ یاحسینؑ کرتا ہوا آیا۔ ایک جگہ پر ماتم کا جلوس رُک گیا۔

زینبؑ کہتی ہیں بیٹا سجادؑ! پتہ کرو یہ ماتمی کیوں رُک گئے ہیں؟ چلتے کیوں نہیں؟ وہ رو کے کہتے ہیں: بی بیؑ! محلہ بنی ہاشم آگیا ہے، تیرا گھر آگیا ہے، دروازے کھل گئے ہیں۔

زینبؑ رو کے فرماتی ہیں کہ میں اُجڑ گئی ہوں، میرا کون سا گھر ہے، میرا کوئی

گھر نہیں ہے، مجھے سیدھا نانا کے روضے پر لے چلو۔

کہتے ہیں ماتم ہوتا ہوا قبرِ رسولؐ پر گیا، زینبؑ نے فرمایا: اب سارے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب سارے پیچھے ہٹ گئے تو رو کے کہتی ہے:

مَدِیْنَۃُ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا

"نانا کے مدینے! مجھے قبول نہ کر، نانا! میں تیرے مدینے کے قابل نہیں رہ گئی"۔

یہ کہہ کر بی بی نے اپنے برقعے سے ایک کُرتہ نکالا، کہتے ہیں اس کُرتے میں ایک ہزار نو سو پچاس سوراخ تھے۔ جب قبر کے سامنے کیا تو قبرِ رسول کانپ گئی۔ روضۂ رسولؐ ہل گیا۔

کہا: نانا! تیری قبر یہ کُرتہ دیکھ کر کانپ گئی ہے، میں وہ زینبؑ ہوں جو لاشیں دیکھ کر آرہی ہوں۔

آخری فقرہ ہے برداشت نہیں کرسکو گے۔

کہا: نانا! یہ دن کا وقت ہے، یہ کُرتہ حسینؑ کا ہے، رات کو آؤں گی، جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ یا تو ہوگا یا میں ہوں گی۔ تمہیں اپنا کُرتہ اُٹھا کے دکھاؤں گی کہ مسلمانوں نے ظلم کیا ہے اور لاشِ حسینؑ سے کیسے اُٹھی تھی۔

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ

مجلسِ دہم

- میں مانتا ہوں کہ دین وہی جو قرآن میں، اسلام وہی ہے جو قرآن میں۔
- اگر کبھی کسی سینے میں قرآن آجائے اور علیؑ نہ آئے تو سمجھو کہ قرآن ابھی آیا ہی نہیں ہے۔
- اس لیے کہ ہمارا مذہب اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے۔ دین ہے محمدؐ کا، اور مذہب ہے آلِ محمدؐ کا۔
- کسی پر درود پڑھتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے اور کسی پر لعنت کرتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے۔
- اصحاب وہ ہیں جو کلمہ پڑھ کر محمدؐ کے ساتھ لگتے ہیں اور اہلِ بیتؑ وہ ہیں جو محمدؐ سے پیدا ہوتے ہیں۔
- چادرِ تطہیر میں آنے والے اور ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ آلِ محمدؐ اور ہیں اور اُمتِ محمد اور ہیں۔
- اگر موسیٰؑ نورِ محمدی کو دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے تو مولویوں کو کیسے ہوش رہ جائے گی۔
- او! علیؑ کو تو نے یاروں کے ساتھ ملایا، علیؑ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ نہیں ملتا یاروں کی کیا حقیقت ہے؟
- وہ علی نفسِ رسولؐ ہے، بازو کٹا کے فرشتوں کے ساتھ اُڑنا اور چیز ہے، نفسِ رسولؐ ہو کر معراج کی رات جانا یہ اور چیز ہے

مجلسِ دہم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۝ (سورۂ احزاب، آیہ ۳۳)

حضرات ــــــ!

یہ ایصالِ ثواب کی مجلس ہے، ایصالِ ثواب کے سلسلے میں دو چیزوں کا ثواب ہوتا ہے۔ قرآن خوانی کا بڑا ثواب، اور ذکرِ آلِ محمدؐ کا بڑا ثواب۔

چونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں دو چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ــــــ قرآن اور اہلِ بیتؑ۔ تو لہٰذا قرآن پڑھنے کا بڑا ثواب۔

ذکرِ آلِ محمدؐ کرنے کا بڑا ثواب لہٰذا آج ایسا کیوں نہ کردوں کہ ذکرِ آلِ محمدؐ بھی کردوں اور قرآن کے ساتھ کردوں۔ (نعرۂ حیدری)

تاکہ قرآن خوانی کا ثواب بھی آجائے اور ذکرِ آلِ محمدؐ کا ثواب بھی آجائے۔

دیکھو عزیزو ــــــ!

لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں قرآن نہیں پڑھتا۔ بھئی! تم نے مجھے کبھی بلایا ہی نہیں۔ تم نے کبھی سنا ہی نہیں تو تمہیں کیسے پتہ ہے کہ میں قرآن پڑھتا ہوں یا نہیں پڑھتا۔ میں ان تمام چیزوں کے جواب دے چکا ہوں۔

ایک مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ تمہارا تو قرآن پر ایمان ہی نہیں۔ میں نے کہا: مولانا! بڑی مشکل ہوگئی۔ میں نے کہا: اگر ہمارا قرآن پر ایمان نہیں تو تمہارا اس میں نام نہیں۔ (نعرۂ حیدری)

دیکھو ــــــ!!

سچی بات یہ ہے کہ میں قرآن کے علاوہ کچھ نہیں مانتا۔ باقی اگر کسی کتاب کو بھی مانتا ہوں تو قرآن کے تابع کر کے مانتا ہوں۔ اگر قرآن تصدیق کرتا ہے تو مانتا ہوں اگر تصدیق نہ کرے تو نہیں مانتا۔

میں مانتا ہوں کہ دین وہی ہے جو قرآن میں، اسلام وہی ہے جو قرآن میں، مسئلہ وہی ہے جو قرآن میں ہے، اُصول وہی ہے جو قرآن میں ہے، فروع وہی ہے جو قرآن میں۔ اگر میرا دعویٰ یہ ہے کہ ہر چیز قرآن میں ہے، مگر سارے جہاں کی کتابیں فلاں کے ساتھ ہے یا فلاں قرآن کے ساتھ ہے۔ نہیں تو میں دکھلاتا ہوں:

اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰنِ

''قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ ہمیشہ قرآن کے ساتھ ہے''۔

(نعرۂ حیدری)

دیکھو ــــــ!

روایت کوئی آیت نہیں ہوتی، بنائی جاسکتی ہے۔ جب بڑی بڑی حکومتیں بن سکتی ہیں، بڑے بڑے بزرگ بن سکتے ہیں تو کیا ایک روایت نہیں بن سکتی تھی۔ تو یہ بتاؤ کہ یہ بنا کیوں نہ سکے کہ قرآن فلاں کے ساتھ ہے۔

پتہ کیوں نہ بنا سکے۔ وہ اس لیے کہ اگر کسی نے پوچھ لیا کہ وہ کون صاحب ہیں جو قرآن کے ساتھ ہیں تو بزرگ کا قد یا قرآن سے بڑھ جائے یا گھٹ جائے گا ــــــ (نعرۂ حیدری)

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے، علیؑ قرآن کے ساتھ ہے۔ لفظ "مع" وحدۃ مکانیہ کے لیے آتا ہے جیسے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (سورۂ بقرہ آیہ ۴۳)

"رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ"۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مسجد میں رکوع کریں اور تم گھر میں رکوع باندھ لو۔ تمھارے اور ان کے رکوع کا مقام ایک ہو تو جب قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن اور علیؑ کا مقام ایک ہے۔

اگر کبھی کسی سینے میں قرآن آجائے اور علیؑ نہ آئے تو سمجھو کہ قرآن ابھی آیا ہی نہیں ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

میرے عزیزو! میرے بھائیو!

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے، مشکوۃ میں لکھا ہے کہ حق بھی علیؑ کے ساتھ ہے۔ صحیح بخاری کی پہلی جلد میں لکھا ہے کہ جنت بھی علیؑ کے ساتھ ہے، اور دوسری جلد میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ اور محمدؐ بھی علیؑ کے ساتھ ساتھ ہیں۔

تو عزیزو۔۔۔۔!

یہ فرماؤ جب قرآن بھی علیؑ کے ساتھ، حق بھی علیؑ کے ساتھ، جنت بھی علیؑ کے ساتھ، محمدؐ بھی علیؑ کے ساتھ، اللہ بھی علیؑ کے ساتھ، تو جب ہر چیز علیؑ کے ساتھ ہے تو ہمیں کسی ڈاکٹر نے فرمایا ہے کہ تم دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (حالانکہ قرآن نے کہا ہے:

وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۂ توبہ، آیہ ۱۱۹)

کہ "تم صادقین کے ساتھ ہو جاؤ"۔

اور اس آیت میں صادقین سے مراد بھی علیؑ اور اولادِ علیؑ ہیں۔ لہذا قرآن نے

بھی کہا: علیؑ کے ساتھ ہو جاؤ اور نبیؐ نے بھی کہا: علیؑ کے ساتھ ہو جاؤ۔ (نعرۂ حیدری)

ہم بھی مولا علیؑ کے ساتھ، آپ کو پتہ ہے کہ میں آپؐ کی قوم کا ایک مشہور خادم ہوں۔ ایک مولوی صاحب ہیں عبدالستار صاحب، وہ کہنے لگے: تمہارا تو قرآن میں نام ہی نہیں۔

میں نے کہا: میں اپنا مذہب شیعہ قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنا مذہب دکھاؤ۔ میں علیؑ قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنے بزرگوں کے نام قرآن میں دکھاؤ۔ میں بارہ امامؑ قرآن میں دکھاتا ہوں تم تین قرآن میں دکھاؤ۔ میں اپنی نماز قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنی نماز قرآن میں دکھاؤ۔ میں اپنے روزے کا وقت قرآن میں دکھاتا ہوں تم اپنے روزے قرآن میں دکھاؤ۔

آخر میں مَیں نے کہا: میں اپنا نام اسماعیل قرآن میں دکھاتا ہوں تم عبدالستار قرآن میں دکھاؤ ـــــ (نعرۂ حیدری)

اے برادرانِ اسلام!

میں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں، آلِ محمدؐ کا ذکر کرتا ہوں، خاندانِ محمدؐ کا ذکر کرتا ہوں، آج کی میری مجلس کا موضوع ذکرِ اہلِ بیتؑ ہے۔

اس لیے کہ ہمارا مذہب اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے۔ دین ہے محمدؐ کا، اور مذہب ہے آلِ محمدؐ کا۔ دین ہوتے ہیں نبیوںؑ کے اور مذہب ہوتے ہیں اماموں کے۔ جس گھر سے نبیؐ لیا ہے اس گھر سے امامؑ لیا ہے۔ لہٰذا ہمارا مذہب اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے۔ آلِ محمدؐ کا مذہب ہے، خاندانِ محمدؐ کا مذہب ہے۔ روتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے، خوش ہوتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے۔ نذر و نیاز کرتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے، لڑتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے۔ پڑھتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے، جیتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے۔ مرتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے۔

او بابا ـــــ!

کسی کو مانتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے، نہیں مانتے تو بھی اہلِ بیتؑ کے لیے، کسی پر درود پڑھتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے، اور کسی پر لعنت کرتے ہیں تو اہلِ بیتؑ کے لیے ـــــ (نعرۂ حیدری)

مذہب ہمارا اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے، اہلِ بیتؑ کا معنی ہے: ''گھر والے''۔ بیت عربی میں گھر کو کہتے ہیں۔ تو ہمارا مذہب ہے گھر والوں کا۔ دوسرا فقرہ میں نہیں کہوں گا۔

اہلِ بیتؑ کے معنی ہیں: ''گھر والے'' اور اصحاب کے معنی ہیں: ''صحبت میں بیٹھنے والے''۔ لفظ صحبت اور قرابت میں فرق ہے۔ صحبت اور ہے، قرابت اور ہے۔

ہمارا مذہب قرابت داروں کا ہے، صحبت کا معنی ہے ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ہو جانا۔ جیسے یہ جیکٹ میں نے پہنی ہوئی ہے اگر گرمی لگے تو اسے اُتار بھی تو سکتا ہوں ـــــ (نعرۂ حیدری)

یہ کپڑے بدلے جا سکتے ہیں جیکٹ بدلی جا سکتی ہے مگر یہ کان کیوں نہ بدلے، ہاتھ کیوں نہ بدلے، آنکھیں کیوں نہ بدلیں، وجہ؟ یہ بدن کے ساتھ لگتے ہیں بعد میں، مگر کان اور ہاتھ یہ بدن سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو اصحاب وہ ہیں جو کلمہ پڑھ کر محمدؐ کے ساتھ لگتے ہیں اور اہلِ بیتؑ وہ ہیں جو محمدؐ سے پیدا ہوتے ہیں ـــــ (نعرۂ حیدری)

لہٰذا ہمارا مذہب اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے۔ ہم ہر چیز کو مانتے ہیں مگر اپنے اپنے مقام پر، صحبت والوں کا مقام اور ہے، گھر والوں کا مقام اور ہے۔

سمجھ گئے ہو ـــــ!؟

چادرِ تطہیر میں آنے والے اور ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ آلِ محمدؐ اور ہیں اور

اُمتِ محمد اور ہیں۔ لہٰذا نوریوں کو نوری رہنے دو، خاکیوں کو خاکی رہنے دو۔

معاف کرنا ــــــ!

اب ہم اپنے شیعوں کو سمجھائیں یا دوسروں کو؟

میں کہتا ہوں کہ او! تم آلِ محمدؐ کے نوری ہونے کے قائل ہوا کرتے تھے، تم کب سے ایسے ہو گئے؟

کہتے ہیں کہ جی! وہ ہماری نوع میں داخل ہیں۔ ان سے پوچھو کہ نوع کیا ہوتی ہے۔

نوع ایسی چیزوں پر بولی جاتی ہے کہ جن کی حقیقت ایک ہو۔ اگر حقیقت میں اختلاف ہو تو نوع نہیں ہوتی۔ یہ ہے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا فرمان، یہ تفسیر برہان ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: "اللہ نے نورِ محمدی کو پیدا کیا اپنی عظمت کے نور سے، اور اپنے جلال کے نور سے"۔

هُوَ النُّوْرُ لَاهُوْتِيَّة

وہ نور عالمِ ناسوت کا نہیں، عالمِ ملکوت کا بھی نہیں بلکہ وہ نور عالمِ لاہوت کا ہے۔ یہ وہی نور ہے جو حضرت موسیٰؑ نے کوہِ طور پر دیکھا، موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ پھٹ گیا۔

دوستو ــــــ!

اگر موسیٰؑ نورِ محمدی کو دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے تو مولویوں کو کیسے ہوش رہ جائے گی۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس نور کے دو حصے کر دیے، ایک حصے سے محمدؐ کو پیدا کیا اور دوسرے حصے سے علیؑ کو پیدا کیا۔ اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا۔ (نعرۂ حیدری)

فرمایا: ان کو اپنا امین بنایا، اپنا گواہ بنایا، اپنا خلیفہ بنایا، عین اللہ بنایا، لسان اللہ بنایا، ان دونوں کو اللہ نے بیان کی تعلیم دی، اپنے غیب پر ان کو مطلع کر دیا، ایک کو نفس اللہ بنا کر بھیجا، دوسرے کو روح اللہ بنا کر بھیجا ــــ (نعرۂ حیدری)

آگے معصومؑ نے فرمایا:

ظَاهِرُهُمَا بَشَرِيَّةٌ وَبَاطِنُهُمَا لَاهُوتِيَّة

"ظاہر ہے ان کا شکلِ بشری ہے، اور باطن ان کا لاہوتی ہے"۔

اس لیے شکلِ بشری میں آئے ہیں تاکہ لوگ دیکھ سکیں۔ اگر اصلی شکل میں آئے تو ان کو جبرئیلؑ بھی نہ دیکھ سکے ــــ (نعرۂ حیدری)

تو نوری اور ہیں، خاکی اور ہیں۔ اس وقت مٹی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی جب سے محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔ زمین و آسمان ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے جب محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں، لہٰذا ہمارا مذہب اہلِ بیتؑ کا مذہب ہے۔

لوگ کہتے ہیں: جی! ہم اہلِ بیتؑ کو مانتے ہیں۔ پوچھو! وہ کیا اہلِ بیتؑ کو مانتے ہیں؟ کہتے ہیں: ہم بھی مانتے ہیں۔ اس "بھی" میں بڑی خرابی کی ہے۔ میں ایک مجلس پہ گیا اور میرے ساتھ میرے شاگرد تھے۔ میرے لیے روٹی آئی، پلاؤ، قورمہ۔ میں نے کہا: طالب علموں کی روٹی، کہنے لگے آپ تو کھاؤ ان کو بھی دیتے ہیں۔ اب میں نہ سمجھا کہ "بھی" کسے کہتے ہیں۔ جب ان کی روٹی آئی تو دال اور دو دو روٹیاں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی دال اور دو روٹیاں۔ یہ اس دن میری سمجھ میں آیا کہ اس کو "بھی" کہتے ہیں ــــ (نعرۂ حیدری)

سمجھ آ گئی ہے بات ــــ!

کہتے ہیں جی! ہم بھی مانتے ہیں۔ اگر آلِ محمد کو امام مانتے ہو تو غیر کو امام بنایا کیوں؟ اگر خلیفۃ اللہ مانتے ہو تو غیر کو مسجدِ رسولؐ پر بٹھایا کیوں؟ اگر پیر مانتے ہو تو

غیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیا کیوں؟

ہم سے پوچھو، ہم کیا مانتے ہیں۔ ہم اہلِ بیتؑ کو خدا کے علم کا خزانہ مانتے ہیں۔ محمدؐ کے دین کا محافظ مانتے ہیں، خلیفۃ اللہ مانتے ہیں، خدا تک پہنچنے کا وسیلہ مانتے ہیں، حجت اللہ مانتے ہیں۔ ہم آلِ محمدؐ کو یہ مانتے ہیں ــــ (نعرۂ حیدری)

یہ جو میں نے عبارت پڑھی ہے کہ ہم یہ مانتے ہیں یہ میری عبارت نہیں ہے۔ یہ امامؑ کا فرمان ہے۔ پڑھے لکھے مولوی پیدا کرو شیعو! جن کو قرآن آئے، حدیث آئے، ایسے لوگوں کو منبر پر لے آؤ۔

لیکن آج کل تو یہ ہے کہ جب محرم آتا ہے تو جن کو مجلس پڑھنی آتی ہے وہ بھی چل پڑتے ہیں اور جن کو نہیں پڑھنی آتی وہ بھی چل پڑتے ہیں جیسے عیدِ قربان پر تم دیکھتے ہو کہ کھال اُتارنے والے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو کھال اُتارنی نہیں آتی وہ بھی چل پڑتے ہیں ــــ (نعرۂ حیدری)

جو کچھ امامؑ نے آلِ محمدؐ کے بارے میں فرمایا ہے اور زیارتِ جامعہ میں بھی آیا ہے او بڑے نمازیو! کیا صحیفۂ کاملہ میں ہے کہ وہ ہماری طرح ہیں۔

نہیں بلکہ ان میں پانچ روحیں ہیں۔ ان کے اندر روح القدس ہے جو ہمارے اندر نہیں ہے۔ جب ان کے اندر پانچویں روح ہے تو تجھے کیا حق ہے۔ اپنے ساتھ ملانے کا۔ حالانکہ وہ اور ہیں اور ہم اور ہیں، مگر کیا کیا جائے کہ لوگ ملائے بغیر نہیں رہتے۔ کہتے ہیں کہ سب ایک ہی ہیں۔

سمجھ گئے ــــ!

لہٰذا ہمارا مطلب یہ ہے آلِ محمدؐ اور ہیں اور ہم اور ہیں۔ کہتے ہیں کہ جی! ہم بھی مانتے ہیں آلِ محمدؐ کو۔ کیا مانتے ہو؟ علیؑ کو چوتھا یار مانتے ہو، اور جنابِ فاطمہؑ کو چوتھی بیٹی مانتے ہو ــــ واہ بھئی! اہلِ بیتؑ کے ماننے والو! فاطمہؑ چوتھی بیٹی اور علیؑ

چوتھا یار؟

نہ پہلا، نہ دوسرا، نہ تیسرا، چوتھا۔ چار بیٹیاں ماننے والو! چادرِ تطہیر میں کتنی آئیں؟ ذوالقربیٰ میں کتنی؟ فی القربیٰ میں کتنی؟ اور روزِ قیامت آنکھیں بند کرا کے پُلِ صراط سے گزرنے والی کتنی؟ اور جنت کا دروازہ کھولنے والی کتنی؟ اب بھی کہو کہ بتولیں چار ہیں۔ اب بھی کہو کہ سیدۃ نساء العالمین چار ہیں۔

کہتا ہے: جی! ہیں تو چار مگر اللہ نے خاتون کو چن لیا ہے۔ جب اللہ نے بتولؑ کو چن لیا ہے تو پھر تو کیوں سیدہؑ کو ان تینوں کے ساتھ ملا رہا ہے؟ اللہ چھنٹا رہے اور تو بار بار ملاتا رہے۔

او علیؑ کو تو نے یاروں کے ساتھ ملایا۔ علیؑ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ نہیں ملتا، یاروں کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت علیؑ کے تین بھائی اور بھی ہیں سب سے بڑا طالبؓ ہے، اس سے چھوٹا عقیلؓ ہے، عقیلؓ سے چھوٹا جعفر طیارؓ ہے اور جعفر طیارؓ سے چھوٹا حیدرِ کرارؑ ہے۔ (نعرۂ حیدری)

جعفر طیارؓ کی بڑی شان ہے۔ جعفر طیارؓ اوّل المومنین میں داخل ہے۔ جعفر طیارؓ حضرت علیؑ کا حقیقی بھائی ہے، جناب عبداللہ کے باپ ہیں اور جنابِ زینبؑ کے چچا بھی ہیں اور جنگِ موتہ کے شہید بھی ہیں۔

جب جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کے بازو کٹ گئے۔ جب بازو کٹ گئے تو دو پَر عطا ہوئے۔ ان کا لقب "طیارؓ" اس لیے ہے۔ جعفر طیارؓ کی شان یہ ہے کہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں اور پوچھ رسولؐ سے، یارسولؐ اللہ! علیؑ اور جعفرؓ میں کیا فرق ہے؟

تو یقیناً فرمائیں گے:

عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْہُ

''علیؑ نفسِ رسولؐ ہے، بازو کٹا کے فرشتوں کے ساتھ اُڑنا اور چیز ہے، نفسِ رسولؐ ہو کر معراج کی رات جانا یہ اور چیز ہے۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

تو اے شیعو۔۔۔۔!!

اگر معراج کی رات علیؑ رسولؐ کے ساتھ تھے تو تمھیں کیا تکلیف ہوتی ہے؟

کہتے ہیں کہ جی! علیؑ وہاں جا نہیں سکتے۔

ایک مولوی صاحب نے کہا: اللہ قرآن میں کہتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (بنی اسرائیل، آیہ ۱)

''اللہ کہتا ہے کہ میں نے ایک عبد کو سیر کرائی''۔

میں نے کہا: آگے یہ بھی لکھا ہے:

لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (بنی اسرائیل، آیہ ۱)

''تاکہ میں اسے اپنی نشانیاں دکھاؤں''۔

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی (سورۂ نجم، آیہ ۱۸)

''پیغمبرؐ نے وہاں سب سے بڑی نشانی اللہ کی دیکھی''۔

اور یہ تفسیر صافی ہے میرے ہاتھ میں، حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

''اللہ کی سب سے بڑی نشانی میں حیدرِ کرارؑ ہوں''۔۔۔۔ (نعرۂ حیدری)

یہ بحارالانوار میرے ہاتھ میں ہے، جناب عمار یاسرؓ اس کے راوی ہیں کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں:

جب میں وہاں پہنچا تو فرشتے پیچھے رہ گئے، عالمِ ملکوت ختم ہو گیا، جبرئیلؑ سید الملائکہ بھی وہاں نہ جا سکا۔ میں تنہا تھا، پردۂ وحدت سے آواز آئی: میرے محبوب! تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں کوئی نہ آ سکتا ہے، نہ جا سکتا ہے۔ تو یہ بتا کہ وہ کون سی ہستی ہے جو ساری دنیا سے زیادہ تجھے عزیز ہے؟

میں نے عرض کیا: خدایا! تیری ذات بہتر جانتی ہے۔

اللہ نے فرمایا: "اپنی بائیں جانب دیکھو"۔

رسولؐ فرماتے ہیں: جب میں نے بائیں جانب دیکھا تو حیدر کرارؑ بائیں جانب میرے ساتھ کھڑے تھے جو میں سن رہا ہوں وہ سن رہے ہیں اور جو میں دیکھ رہا ہوں وہ دیکھ رہے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

تو میرے دوستو! میرے عزیزو ـــــ!

کہتے ہیں کہ جی! فلاں بزرگ نے رسولؐ اللہ کو اٹھایا ہے، اٹھایا ہوگا۔ اول تو وہ روایت ہی غلط ہے۔ چلو! اگر اٹھایا بھی ہوگا لیکن کوئی وہ بھی ہے کہ جس کو رسولؐ نے اٹھایا ہوگا، سواریاں اور ہوتی ہیں اور سوار اور ہوتے ہیں ـــــ (صلوٰۃ)

اب میں قرآن پڑھتا ہوں، لو سنو!

تین دفعہ لفظ اہلِ بیتؑ قرآن میں آیا ہے، پہلی بار آیا:

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (سورۂ ہود، آیہ ۷۳)

اور دوسری بار آیا ہے:

هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ (سورۂ قصص، آیہ ۱۲)

اور تیسری بار سورۂ احزاب میں آیا ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (سورۂ احزاب، آیہ ۳۳)

جہاں پہلی دفعہ آیا وہ حضرت ابراہیمؑ کے اہلِ بیتؑ کا ذکر ہے، جہاں دوسری دفعہ آیا وہ حضرت موسیٰؑ کی اہلِ بیتؑ کا ذکر ہے اور جہاں تیسری مرتبہ آیا وہاں حضرت محمدؐ کی اہلِ بیتؑ کا ذکر ہے۔ جب ابراہیمؑ کی اہلِ بیتؑ کا ذکر آیا تو مذہب

کس کا؟ ابراہیمؑ کا۔ ملت کس کی؟ ابراہیمؑ کی۔ نبوت کس کی؟ ابراہیمؑ کی۔ امامت کس کی؟ ابراہیمؑ کی۔

جب موسیٰؑ کی اہلِ بیتؑ کا ذکر آیا تو شریعت کس کی؟ موسیٰؑ کی۔ توراۃ کس کی؟ موسیٰؑ کی۔ خلافت کس کی؟ موسیٰؑ کی۔

او اللہ کے بندے!

جس نبی کی اہلِ بیتؑ کا ذکر آیا، ہر چیز اس کے گھر کی ہوتی رہی ہے۔ اور جب محمدؐ کی اہلِ بیتؑ کا ذکر آیا تو امامت غیر کی کیوں ہے؟ خلافت غیر کی کیوں ہے؟ ـــــ (نعرۂ حیدری)

بس میرے عزیزو!

فضائلِ علیؑ کے آخری فقرے ہیں، یہ تو آلِ محمدؐ کی محبت کا ثواب ہے یہ جو دوسرے بزرگوں کی محبت کر کے دنیا سے گئے ہیں۔ اگر کہو تو ان کی محبت کا ثواب بھی عرض کردوں۔ قرآن سے پڑھتا ہے اپنی طرف سے تو بتاتا نہیں۔ دیکھو سورۂ عنکبوت ہے: اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا جنھوں نے باطل سے محبت کی، تجارتیں بنالیں، سوداگری بنالی۔ ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ۔ عزیزوں سے محبت کرنے والے سوداگری کر کے گئے، عزت کرا کے گئے تو قیامت کے دن ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم نے مجھے کافر بنایا تھا، تم نے ہم سے غیروں کی محبت کرائی تھی۔ خدا فرماتا ہے دوسرا ثواب یَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے کہ او لعنتی! میں تو تیرے پیچھے جاتا ہی نہیں تھا تو زبردستی مجھے لے گیا تھا۔ تیسرا ثواب وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ـ تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ اور مددگار کوئی نہیں ہوگا۔

ہم علیؑ سے اسی لیے محبت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے:

حُبُّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

"علیؑ کی محبت عبادت ہے"۔

صرف یہی نہیں فرمایا:

اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ "علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے"۔

پھر حضورؐ کو خیال آیا کہ ہر آدمی علیؑ کی زیارت نہیں کر سکے گا۔ جو علیؑ کے زمانے میں نہیں ہوں گے وہ تو اس عبادت سے محروم رہ جائیں گے۔ تو حضورؐ نے ہماری سہولت کے لیے فرمایا کہ جو علیؑ کا چہرہ نہ دیکھ سکے۔

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ "علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے"۔

ایک دفعہ نعرۂ حیدری لگا لینا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

پھر حضورؐ نے سوچا کہ ہر جگہ علیؑ کا نام بھی کوئی نہیں لینے دے گا۔ اس وقت فرمایا: جو علیؑ کا نام نہ لے سکیں۔

حُبُّ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

کہ "علیؑ کی دل میں محبت رکھ لینا بھی اللہ کی عبادت ہے"۔

حضورؐ کا مقصد یہ تھا کہ نہ کسی مومن کی آنکھ نُورِ علیؑ سے خالی رہے نہ کسی مومن کی زبان ذکرِ علیؑ سے خالی رہے اور نہ کسی مومن کا دل حُبِ علیؑ سے خالی رہے۔

اب ذرا مجھے ایمان سے بتاؤ کہ جس آنکھ میں نورِ علیؑ ہو، جس زبان پر ذکرِ علیؑ ہو اور جس دل میں حُبِ علیؑ ہو کیا ایسا بندہ جہنم میں جا سکتا ہے؟ نہیں نا تو جب ایسا مومن جس کی آنکھ میں نورِ علیؑ ہوگا، جس کی زبان پر ذکرِ علیؑ ہوگا، جس کے دل میں حُبِ علیؑ ہوگا وہ جہنم کے پل سے گزرے گا تو جہنم کی آواز آئے گی:

جُزْ يَامُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَكَ اَطْفٰی نَارِیْ

"اے مومن! جلدی سے گزر جا کہ تیرے نور نے میری آگ بجھا رکھی ہے"۔

ریاض النضرہ میں لکھا ہے: بی بی عائشہ فرماتی ہیں: میرے بابا جب بھی میرے گھر تشریف لاتے تو علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے۔ میں نے پوچھا: بابا! آپ جب بھی میرے گھر آتے ہیں تو علیؑ کی طرف دیکھتے رہتے ہیں، کیا بات ہے؟

تو فرمایا: بیٹی! تمھیں پتہ نہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے:

اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ

کہ "علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے"۔

فرمایا: جب میں اپنے گھر ہوتا ہوں تو قرآنِ صامت کی تلاوت کرتا ہوں اور جب تیرے گھر آتا ہوں تو قرآنِ ناطق کی تلاوت کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ ، اَلنَّظَرُ اِلَی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ ، اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ

کہ "کعبہ کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے، قرآن کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے اور حیدرِ کرارؑ کی طرف دیکھنا اللہ کی عبادت ہے"۔

اگر آدمی کعبہ کا طواف نہ بھی کرے صرف کعبے کی طرف دیکھتا رہے تو عبادت ہوتی رہے گی، قرآن کو اگر نہ بھی پڑھے صرف سطروں کو دیکھتا رہے عبادت ہوتی رہے گی اور علیؑ سے کوئی مسئلہ پوچھے یا نہ پوچھے صرف علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھتا رہے

رہے تو عبادت ہوتی رہے گی۔

فرمایا کیوں عبادت ہے؟ اس لیے کہ ان تینوں چیزوں پر اللہ کا نور برستا ہے۔ کعبہ کی چھت پر اللہ کا نور برستا ہے، قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برستا ہے اور حیدرِ کرارؑ کے چہرے پر اللہ کا نور برستا ہے۔ جب کعبہ کی چھت پر اللہ کا نور برسا تو وہ بیت اللہ ہو گیا اور جب قرآن کی سطروں پر اللہ کا نور برسا تو وہ کلام اللہ ہو گیا۔ پھر یوں کیوں نہ کہہ دوں کہ جب حیدرِ کرارؑ کے چہرے پر اللہ کا نور برسا تو وہ وجہُ اللہ ہو گیا۔

آپ کو پتہ ہے کہ ایک مرتبہ پاکستان میں کعبہ کا غلاف تیار ہوا تھا اور اس کو تمام پاکستان میں پھرایا گیا تھا کہ دیکھو! اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔ کعبہ کے غلاف کو دیکھنے کے لیے لوگ آئے۔ کئی آدمی پاؤں کے نیچے آ کر مر گئے کہ کیا ہو رہا ہے؟ کعبہ کے غلاف کی زیارت ہو رہی ہے۔ تمام مولویوں نے فتوے دے دیے تھے کہ یہ کعبہ کا غلاف ہے۔ اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہے۔

تو میں کہتا ہوں: یہ کپڑا پاکستان کا ہے، دھاگہ پاکستان کا، کارخانہ پاکستان کا، کاریگر پاکستان کے، ابھی یہ سمندر سے پار ہوا نہیں، ابھی یہ کعبے سے مَس ہوا نہیں تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیسے ہو گئی؟ کہتے ہیں: جی! نیت جو ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے۔ جب نیت ہو گئی کہ یہ کعبے کا غلاف ہے تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت ہو گئی۔

تو میں کہتا ہوں: جب ایک معمولی سے کپڑے پر یہ نیت ہو جائے کہ یہ کعبے کا غلاف ہے۔ اس کو دیکھنے سے اللہ کی عبادت ہو جاتی ہے تو جس گھوڑے پر نیت کر لی جائے کہ یہ گھوڑا حسینؑ کا ہے، تو اس کو دیکھنا اللہ کی عبادت کیوں نہیں ہوتی؟

ذکرِ مصائب!

بس عزیزو——!

ختم کروں دو فقرے مصائب کے پڑھوں۔ ساری زندگی گزر گئی، رُلتے آتے رہے اور سارے یہی پوچھتے رہے کہ مولوی صاحب! پیٹنا کہاں لکھا ہے لیکن آج تک کسی نے یہ نہ پوچھا کہ زینبؑ کو لوٹنا کہاں لکھا ہے؟

بعد شہادتِ حسینؑ کے پانچ سال تک سادات کے گھروں میں آگ نہیں جلی، پانچ سالؑ تک محلہ بنی ہاشم سے کسی نے دھواں نکلتے نہیں دیکھا۔ پانچ سال تک سیدانیاں ماتم کرتی رہیں۔

سادات کے گھر میں چار عزاخانے تھے۔ پہلا حضرت عباسؑ کی ماں کا، دوسرا حضرت مسلمؑ کی بہنوں کا، تیسرا سکینہؑ کی ماں کا اور چوتھا اُجڑی زینبؑ کا۔ کہتے ہیں: جب زینبؑ نے صفِ ماتم بچھائی تو مستورات رونے لگیں۔ زینبؑ نے ایک ہاشمی عورت سے کہا: جا کر صغریٰؑ کو کہو کہ پھوپھی زینبؑ کہتی ہے آؤ مل کر حسینؑ کا ماتم کرلیں۔ وہ عورت کہتی ہے: جب میں گئی تو کیا دیکھا کہ چھوٹی چھوٹی سہیلیوں کو اکٹھا کر کے صغریٰؑ ماتم کر رہی ہے۔ میں نے کان میں جا کر کہا: صغریٰؑ! تیری پھوپھی کہتی ہے کہ میرے ساتھ آ کر ماتم کرو۔ صغریٰؑ نے کہا: پھوپھی سے کہو کہ پہلے میں کوئی تمہارے ساتھ ماتم کرتی تھی، پہلے بھی بابا کو اکیلے روتی تھی اب بھی اکیلے رو لیا کروں گی۔

عزادارو——!

صغریٰؑ کب سے ماتم کر رہی ہے، جب حسینؑ کا قافلہ مدینہ سے چلنے لگا تو حسینؑ صغریٰؑ کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ عورتوں کو کہا گیا کہ صغریٰؑ کے ساتھ

کوئی بات نہ کرنا صرف اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی چلی جاؤ۔ جب سب بیبیاں چلی گئیں تو آخر میں صغریٰؑ نے زینبؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

پھوپھی اماں! تم بتاؤ یا نہ بتاؤ لیکن مجھے پتہ ہے کہ میرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے۔

فرمایا: صغریٰؑ! تجھے کیسے پتہ ہے کہ تیرے بابا کا گھر اُجڑ رہا ہے؟

کہا: پھوپھی اماں! میں بیمار ہوں، ساری ساری رات مجھے نیند نہیں آتی۔ میں ہر روز دیکھتی ہوں کہ رات کا پچھلا پہر ہوتا ہے تو آسمان کی طرف سے ایک کالے پروں والی بی بی آ کر مکان کی چھت پر بیٹھ کر روتی ہے۔

طور بربادی کا معلوم مجھے ہوتا ہے
روز کوئی اس گھر میں پچھلے پہر روتا ہے

زینبؑ اپنے بھائی کے پاس آئی، کہا: بھیا! سب نے سفارش کی ہے لیکن میں نے سفارش نہیں کی، آج سفارش کرتی ہوں کہ صغریٰؑ بیمار ہے ہمارے بعد یہ اکیلی مر جائے گی اس کو ساتھ کیوں نہیں لے چلتے۔ میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کی دیکھ بھال کرتی جاؤں گی۔

فرمایا: زینبؑ! مجھے مجبور نہ کر، میں مجبور ہوں کیونکہ باقی میری بیٹیاں کوئی تیری شکل کی ہے کوئی میری شکل کی ہے اور کوئی بابا کی شکل کی ہے لیکن صغریٰؑ کی شکل ماں زہراؑ کی شکل ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری ماں کی شکل شام کے بازاروں اور درباروں میں رُلتی پھرے۔

بس عزیزو!!

آخری فقرہ، میں تمہاری قوم کا مشہور مبلّغ ہوں، جب میں مرجاؤں تو میری کتابیں یاد نہ رکھنا، میرے مناظرے یاد نہ رکھنا مگر میری دو وصیتیں یاد رکھنا: "ایک

خونِ حسینؑ نہ بھولنا، دوسری چادرِ زینبؑ نہ بھولنا"۔ جب دسویں محرم آئے تو گھر میں آرام سے نہ بیٹھنا، سر سے پگڑی اُتارو، پاؤں سے جوتے اُتارو، جہاں تعزیہ جارہا ہو کندھا دے کر کہنا محمدؐ کے بیٹے! تیرا جنازہ اٹھانے آیا ہوں کیونکہ تو تین دن تک کربلا کی گرم ریت پر پڑا رہا۔

بیبیو! سارا سال زینت کرو لیکن جب محرم کا چاند نکل آئے تو کوئی زینت نہ کرو، سروں میں تیل نہ ڈالو کیونکہ زینبؑ رُل گئی ہے بلکہ سر میں مٹی ڈال کر کہو کہ زینبؑ! تیرے کھلے بالوں کا بڑا ارمان ہے کہ تو محمدؐ کی بیٹی ہو کر درباروں اور بازاروں میں رُلتی رہی۔

اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ

مجلسِ یازدھم

- جب تم نے باپ ہی نیا بنا لیا ہے تو بھائی بننے کا خواب کیوں آ رہا ہے؟
- جس کے سینے میں خود قرآن اترے وہ نبی ہوتا ہے اور جو محمدؐ کے سامنے سینہ کر کے حاصل کرے وہ امام ہوتا ہے۔
- جب اللہ نے محمدؐ کو قرآن میں سورج کہا ہے تو سورج کے مقابلے میں ربوے کی موم بتیاں کیسے جل رہی ہیں؟
- جب تو خاتم الاولاد ہو گیا تو تیرے گھر میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا تو محمدؐ خاتم النبیین ہے، ان کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے؟
- آپ کا بنایا ہوا میرا جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ بنانا اور چیز ہے اور وعدے کے مطابق آنا اور چیز ہے۔
- قرآن کے بعد کتاب نہیں آ سکتی اور آقا کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔
- ختمِ نبوتؐ ہی تھی کہ جس کو بچانے زہراؑ کی بیٹیاں شام کے بازاروں میں گئیں۔
- قربان جاؤں حسینؑ تیری غربت پر تیری بہنوں کو تیری لاش پر کسی نے رونے نہیں دیا۔
- ہاتھ زینبؑ کا ہے، وعدہ حسینؑ سے کر کے آئی ہوں۔ اگر سائے میں بیٹھ جاؤں تو حسینؑ کی وفا نہیں رہتی، اگر نہ بیٹھوں تو زینبؑ کی حیا نہیں رہتی۔
- شیعو! اُم ربابؑ مر گئی لیکن حسینؑ کے وعدے پورے کر گئی۔

مجلسِ یازدھم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

(سورۂ احزاب، آیہ ۴۰)

"محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے پیغمبرؐ اور انبیاءؑ کے لیے مُہرِ اختتام ہیں اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے"۔

حضرات ــــ!

میں نے کل وعدہ کیا تھا کہ آج ختم نبوت بیان کروں گا لہٰذا آج میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں ــــ صلواۃ دی چھل آوے میں عرض کراں!

بات یہ ہے کہ لوگ یا افراط کرتے ہیں یا تفریط، یا کمی کرتے ہیں یا زیادتی۔ اس اُمت میں نبی لانا زیادتی ہے اور امامت کا دروازہ بند کرنا کمی ہے۔ اِسی واسطے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں، نبی آ نہیں سکتا اور امامؑ رُک نہیں سکتا۔ اُمتِ محمدیہؐ میں نبی نہیں آ سکتا، نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور امامؑ رُک نہیں سکتا لہٰذا ہم لوگ ہمیشہ امامت ہی پڑھتے رہتے ہیں کیونکہ امامت قیامت تک جاری ہے۔ جو چیز جاری ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ باقی چونکہ یہ ضرورت آ گئی تھی کہ ہمارے دور میں کچھ لوگوں نے

نبوت کے دعوے کر دیے، لہٰذا ان کے دعوے کو پرکھنے کے لیے غور کرنا پڑے گا کہ نبوت ختم ہے یا نہیں۔

عزیزو! سچی بات ہے، میں اگرچہ سیاسی آدمی نہیں ہوں، مجھے سیاست کا کوئی پتہ نہیں، اور نہ ہی مجھے تجارت کا کچھ پتہ ہے۔ نہ سیاست جانتا ہوں نہ تجارت جانتا ہوں۔ اگر کچھ جانتا ہوں تو آلِ محمدؐ کی امامت جانتا ہوں جو امامت پر سوال کرتے ہیں ان کا جواب دیتا ہوں اور اپنے اماموں کی امامت بیان کرتا ہوں، لہٰذا نبی آ نہیں سکتا اور امام رُک نہیں سکتا۔

سیاست میں نہیں جانتا لیکن اس موجودہ حکومت کے قربان جاؤں جس نے تیرا یہ بہت پرانا مسئلہ بھی حل کر دیا ہے ـــــ صلواۃ دی چھل آوے میں عرض کراں!

جب میں اسلام آباد گیا تھا تو ایک احمدی مولوی نے مجھ سے پوچھا تھا: مولوی اسماعیل صاحب! یہ فرمایئے کہ ہمارے متعلق فیصلہ کرنے کا حکومت کو کیا حق ہے؟ عالم فیصلہ کریں یا فاضل فیصلہ کریں۔

میں نے کہا: حضور! آپ کی ہر کتاب یہ کہتی ہے کہ اگر انگریز کی حکومت نہ ہوتی تو ہم دعویٰ نبوت نہ کر سکتے، پروان نہ چڑھ سکتے تو وہ عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جب عیسائیوں کی حکومت تمہیں نبی بنا سکتی ہے تو ہماری مسلمانوں کی حکومت تمہیں ہٹا کیوں نہیں سکتی۔

جتنی کتابیں چاہو میں دکھا سکتا ہوں، ہر کتاب میں انگریز کی حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

انھوں نے مجھ سے پوچھا تھا: آپ کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا: کیوں میں کیوں نہیں آ سکتا؟ کہا: آپ تو شیعہ ہیں۔ میں نے کہا تھا: آج میں شیعہ کی حیثیت سے نہیں آیا۔ میں آج مسلمان کی حیثیت سے آیا ہوں۔ شیعہ سنّی تو مسلمانوں کے

فرقے ہیں یہاں شیعہ سنی کا فیصلہ نہیں بلکہ یہاں تو کفر اور اسلام کا فیصلہ ہے۔ کہنے لگا: تم سنیوں کو کیا سمجھتے ہو؟

میں نے کہا: میں سنیوں کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں: وہ ہمارے بھائی ہیں۔ کہا: ہمیں کیا سمجھتے ہو؟ میں نے کہا: تمھیں بھائی نہیں سمجھتا۔ اس نے کہا: وجہ؟ میں نے کہا: بھائی بنتا ہے ماں سے یا باپ سے، نبی اُمت کا روحانی باپ ہوتا ہے نہ اُنھوں نے کوئی نیا باپ بنایا نہ ہم نے بنایا۔ جب تم نے باپ ہی نیا بنا لیا ہے تو بھائی بننے کا خواب کیوں آ رہا ہے؟

کہنے لگے: تم تو حضرتؑ کے دوستوں کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا: ہم حضرتؑ کے دوستوں کو بڑا مانتے ہیں۔ کہنے لگا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: باپ کے دو دوست ہوں تو پیارے معلوم ہوتے ہیں، دس ہوں تو بھی پیارے معلوم ہوتے ہیں لیکن باپ کے مرنے کے بعد اگر والدہ معظمہ دوسرا نکاح کرلے تو وہ بندہ اچھا نہیں لگتا۔

دوستوں کی کوئی بات نہیں وہ ہمارے گھر کی بات ہے، ہم خود فیصلہ کرلیں گے لیکن اب یہاں نبوت کی بات ہے۔ تو وہ کہنے لگا: اسلام کے تہتر فرقے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ ہمیں بھی سمجھ لیا جائے۔

میں نے کہا: ہم تمھیں ان سب میں شامل نہیں کریں گے۔ کہا: وجہ؟ میں نے کہا: حضورؐ نے فرمایا ہے: سَتَفتَرِقُ اُمَّتِی کہ میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ فرماؤ اُمت تو نبی سے بنتی ہے جب تم نے اپنا نبی بنا لیا ہے تو تم ان تہتروں میں بھی نہیں ہو ___ (صلوٰۃ)

جب بادشاہی مسجد لاہور میں ختم نبوت کا جلسہ ہوا تو وہاں لاکھوں کی تعداد تھی۔ وہاں بڑے بڑے علمائے کرام موجود تھے۔ مجھے مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمایا: تیری تقریر مولانا مودودی کے بعد ہونی چاہیے۔

میں نے کہا: میں حاضر ہوں لیکن ایک بات کا آپ بھی اس منبر پر اعلان کریں مسلمان ہیں۔ کہنے لگے: اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا: شاید کل یہ سوال نہ پیدا ہو جائے۔ آج یہ بات بھی ختم ہو جائے۔ تو اس وقت مولانا مفتی محمود صاحب نے میرے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ شیعہ، سُنّی، دیوبندی، اہلِ حدیث یہ تمام فرقے مسلمان ہیں۔ میں نے کہا: پھر لو بسم اللہ! میں شروع کرتا ہوں۔ تو یہ بات میں نے وہاں منوالی ہوئی ہے۔

تو برادرانِ من! ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

احمدی صاحبان نے مجھ سے پوچھا تھا: کیا آپ یہ واضح کر سکتے ہیں کہ نبی اور امام میں کیا فرق ہے؟ نبی کیا ہے اور امام کیا ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں، بتا سکتا ہوں۔ میرے اللہ نے جو فرمایا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ میرا اللہ فرماتا ہے:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

کہ "قسم ہے مجھے خورشید نبوت کی، آفتاب نبوت کی، نبوت کے سورج کی قسم ہے"۔ پھر فرمایا:

وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا

کہ "مجھے امامت کے چاند کی قسم"۔

میں نے کہا: دیکھیے سورج کا نور اپنا ہے۔ سورج کی شعاعیں اپنی ہیں، سورج کے اوپر کسی غیر کا نور نہیں ہے۔ سورج کسی کا عکس لے کر نہیں دے رہا۔ مگر چاند کا ذاتی نور نہیں ہے۔ چاند پر سورج کا نور پڑتا ہے۔ وہ سورج سے نور لے کر دے رہا ہے، تو بس اتنا ہی فرق ہے کہ جس کے سینے میں خود قرآن اُترے وہ نبی ہوتا ہے اور جو محمدؐ کے سامنے سینہ کر کے حاصل کرے وہ امام ہوتا ہے۔

لہذا سورج ایک ہی ہے۔ عزیزو فرماؤ! رات کا وقت ہے اس وقت تو بڑی بتیاں ہیں۔ بجلی کا بڑا انتظام ہے لیکن اگر یہی انتظام اگر دن کو کیا جائے تو کیا یہ جائز ہے؟ اب تو بڑے چراغ جل رہے ہیں لیکن اگر کوئی بندہ دن کو چراغ جلا کر ہاتھ میں لیے پھرے تو اُسے آپ کیا سمجھیں گے؟ بیوقوف؟

میں نے کہا: حضور! دیکھئے رات کو بتیاں روشن ہوسکتی ہیں لیکن جو شخص دن کو بتیاں جلائے وہ بیوقوف ہوتا ہے۔ تو خدا فرماتا ہے:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا کہ محمدؐ سورج ہے۔ تو یہ فرماؤ کہ جب اللہ نے محمد کو قرآن میں سورج کہا ہے تو سورج کے مقابلے میں یہ ربوے کی موم بتیاں کیسے جل رہی ہیں؟

مگر کیا کیا جائے آپ کو پتہ ہے کہ میں پنجابی ہوں، خدا فرماتا ہے کہ نبی سورج ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

میں نے احمدیوں سے پوچھا تھا نبی جس قوم میں آیا ان کی زبان لے کر آیا۔ میں نے کہا: نبی اکرم کس ملک میں آئے؟ کہا: عرب میں۔ قرآن کس زبان میں؟ کہا: عربی میں۔ اسلام عربی میں، اذان عربی میں، اللہ اکبر عربی میں، مسلمان سے مسلمان ملے تو سلامٌ علیکم عربی میں۔

تو میں نے کہا: خدا کے بندے! غور کرو کہ جب قرآن عربی اسلام عربی، محمد کا نام عربی، اذان عربی، تیری ساری نماز عربی ہے تو میں یہ کیسے مان لوں کہ دین تو سارا عربی ہو اور نبی پنجابی آجائے۔

برادرانِ اسلام کو میں اس لیے اپنا بھائی سمجھتا ہوں کہ دن کے وقت نہ وہ کوئی چراغ جلاتے ہیں نہ ہم۔ جب حضورؐ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو رات آتی

ہے۔ اس سورہ کا نام والشمس ہے اور اس سے اگلی سورہ کا نام واللیل ہے۔ لیل کے معنی رات کے ہیں۔ سورج ہوتا ہے دن کو، باقی رات کی کوئی بات نہیں۔ رات کو چاند بھی ہوتا ہے، ستارے بھی ہوتے ہیں، بتیاں بھی ہوتی ہیں۔ رات کی ساری بات ہے۔ ستارے شمار نہیں ہوتے، گنے نہیں جاتے اور چاند سال میں کُل بارہ چڑھتے ہیں ستارے نہیں گنے جاتے تو پھر وہ بے شمار ہوئے نا۔

مگر ایمان سے کہو، رات کو ستارے منظور، چراغ منظور تو شیعہ سنّی میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ رات کو چاند کا اپنا مقام ہے، ستاروں کا اپنا مقام۔ بزرگوں کے مزاروں پر چراغوں کا اپنا مقام، چھوٹے سے چھوٹے بزرگ کی قبر پر بھی چراغ جل رہا ہے۔ جتنا بڑا بزرگ ہے اتنا بڑا چراغ ہے۔ اس کی روشنی اتنی ہے لیکن اس کا سورج سے مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا رات کو جتنی چھوٹی موٹی روشنیاں ہیں وہ تسلیم۔ رات کو آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ چھوٹا سا جگنو بھی اپنی کچھ روشنی دکھاتا ہے لیکن وہ تو رات ہے، دن کو تو چاند بھی نظر نہیں آتا جگنو کی کیا حقیقت ہے۔

رات کے وقت اگر کوئی ٹھوکر کھا جائے خواہ اس کی آنکھیں ہوں تو ہم اس کو معذور سمجھیں گے کہ رات تھی، اندھیرا تھا، ٹھوکر کھا گیا، مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے۔ اس لیے کہ رسالت مآبؐ کے بعد رات ہے۔ اگر کوئی تھوڑی بہت ٹھوکر کھاتا ہے تو اسے ہم معذور سمجھیں گے مگر جو دن کو ٹھوکر کھائے اس کو اندھا سمجھیں گے۔ تو یاد رکھو! جو نبوتِ محمدیہ کا منکر ہے اسے اندھا کیا، اسے کافر سمجھیں گے۔ (نعرۂ حیدری)

شیعہ سنّی آقائے نامدارؐ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ آقائے نامدارؐ کے بعد کسی نبی، کسی سورج کے مدعی نہیں، لہٰذا سارے آپس میں بھائی ہیں۔ باقی رہی رات، رات کو چھوٹا سا چراغ بھی جلائیں تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے برادرانِ اسلام

کہتے ہیں کہ اصحابی کالنجوم نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اصحاب ستارے ہیں، چشم ماروشن دل ماشاد۔ میں مان گیا، میں شیعوں کی طرف سے دستخط کر دیتا ہوں کہ وہ ستارے ہیں لیکن سارے ستاروں کا نور مل کر بھی اتنا نور نہیں ہوتا کہ رات کو ان کا نور زمین تک آجائے، مگر چاند ایک نکلتا ہے تو ساری زمین روشن ہو جاتی ہے۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ کروڑوں ستاروں کا نور مل کر بھی سورج کا نائب نہ ہو سکا تو غلطی کیوں کرتا ہے، چاند اکیلے نکلے تو زمین روشن ہو جاتی ہے، کروڑوں اصحاب مل کر بھی محمدؐ کے نائب نہیں ہو سکتے، حیدر کرارؑ اکیلا بھی نائب ہو سکتا ہے۔

اُنھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ امام کو چاند سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا: امام ہے ہی چاند۔ میں نے کہا: سال میں چاند کتنے چڑھتے ہیں؟ کہنے لگا: بارہ، اور ہمارے امامؑ کتنے ہیں، وہ بھی بارہ۔ پڑھے لکھے بیٹھے ہو۔ جب سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، قرآن کہتا ہے:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ (سورۂ توبہ، آیہ ۳۶)

چاند بارہ ہی ہیں کیونکہ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ کہ دینِ قیم اِن بارہ ہی سے ہے تو اگر میں اثنا عشری بن جاؤں تو کوئی زیادتی تو نہیں کر رہا۔ فطرت بھی شہادت دے رہی ہے اور شریعت بھی شہادت دے رہی ہے۔

میں نے کہا: چاند بارہ ہیں تو اُنھوں نے کہا: تو پھر حضرت علیؑ کیا ہیں؟

میں نے کہا: وہ پہلا ہے، علیؑ پہلی رات کا چاند ہے، پہلی رات کا چاند ساری دنیا کو ایک دفعہ کبھی بھی نظر نہیں آیا، اب تو بڑے انتظامات ہیں۔ ریڈیو ہیں، ٹی وی ہیں، ٹیلی فون ہیں، کچھ نہ کچھ عید کا فیصلہ ہو جاتا ہے مگر پہلے زمانے میں ہمیشہ دو عیدیں ہوتی رہیں۔ کسی نے آج عید کی، کسی نے کل کی کہ چاند نظر نہیں آیا۔ ہم ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں کہ رمضان شریف کا چاند تو زبردستی نکل آتا ہے البتہ عید کے چاند میں گڑبڑ

ہو جاتی ہے۔اور اس کو دیکھنے کے لیے بڑا زور شور ہوتا ہے۔ اگر چاند نظر آ گیا تو سبحان اللہ خوشیاں ہو گئیں، سامان خریدا جانے لگا، سیویاں آ گئیں کہ چاند نکل آیا ہے اور اگر نظر نہ آیا تو خاموش۔

مولوی صاحب سے پوچھا کہ کیا کریں؟ کہا: صبح روزہ رکھو، اللہ نے برکت کی ایک روزہ اور بڑھ گیا، روزہ رکھ لیا۔ مگر ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی کہ خبر آ گئی کہ فلاں جگہ پر چاند نظر آ گیا ہے تو کسی نے کہا: اوہ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ کسی نہ کسی جگہ چاند نظر آ گیا ہوگا لیکن ہم کو نظر نہیں آیا۔ تو وہ روزہ توڑنا پڑا۔

فرماؤ! صبح عید نہ ہو سکی اور شام تک روزہ نہ جا سکا، وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ چاند نظر نہیں آیا تھا۔ شریعت طاہرہ کا فیصلہ ہے تا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ روزہ بھی خراب ہوا اور عید بھی نہ ہو سکی تو تیری عقل میں نہ آیا کہ علیؑ ہے پہلا امام، پہلا چاند، تو جس کو پہلی کا چاند نظر نہ آئے اس کی عید نہیں ہوتی تو جس کو علیؑ نظر نہ آئے اس کی نماز کیسی ہے؟ روزہ کیسا ہے؟

اس نے کہا: آپ بار بار امامؑ کو چاند سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ نے جو دی ہے میں کیوں نہ دوں۔ کہنے لگا: چاند تو غائب بھی ہو جاتا ہے۔ پنجابی میں کہنے لگا کہ وہ تو ''گوڑا'' بھی لگا جاتا ہے۔

میں نے کہا: حضور! چاند ''گوڑا'' لگاتا ہے، غائب ہوتا ہے، گھٹنا شروع ہوتا ہے مگر نہ پہلی کو، نہ دوسری کو، نہ تیسری کو نہ چوتھی کہ نہ پانچویں کو بلکہ چودھویں کو پورا چڑھ کے غائب ہوتا ہے۔ اگر چودہ سے پہلے ہمارا کوئی غائب ہو گیا ہو تو مجھ سے پوچھ لو اگر چودھویں کے بعد غائب ہوا ہے تو اعتراض کیسا؟

اگر بادل آ جائیں اور سورج چھپ جائے تو پھر بھی سورج کا نور بادلوں سے چھن چھن کر زمین پر آتا ہے اور فصلوں اور پھلوں کو اثر پہنچاتا ہے۔ بارھواں غائب

ہے لیکن زمین پر کفر نہیں چھا رہا۔ اب بھی لوگ امام زمانہ کی معرفت میں آ رہے ہیں۔ میرے متعلق ہی دیکھ لو کہ پڑھا کہاں اور آ کہاں گیا۔ اس کو امام زمانہ کا فیض سمجھوں یا کچھ اور سمجھو۔ شیعہ صاحبان بیٹھے ہیں آپ کو شاید معلوم نہ ہو۔ میں اب بھی جو کام کرتا ہوں اور یہ دینی سرگرمیاں اور یہ میرے پروگرام سب امام زمانہ کے اشارے پر ہوتے ہیں یا استخارے پر ہوتے ہیں۔

لہٰذا میں نے عرض کیا تھا کہ نبیؐ سورج ہے اور امامؑ چاند ہے۔ چاند بارہ ہیں اس لیے تیرھواں امام نہیں ہو سکتا۔ امام بارہ رہیں گے چاند بھی بارہ رہیں گے۔

اللہ فرماتا ہے: ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ "قیم دین یہی ہے، قائم رہنے والا دین یہی"۔ یہی بارہویں کے بعد تیرھواں امام نہیں ہے، تیرھواں چاند اس لیے نہیں کر تا کہ اگر تیرھواں چاند چڑھاؤں تو تیرھواں امام بنانا پڑے گا، نہ تیرھواں چاند ہو سکتا ہے نہ تیرھواں امام ہو سکتا ہے۔ چاند بھی بارہ ہی رہیں گے اور امامؑ بھی بارہ ہی رہیں گے۔

لہٰذا آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا

کہ محمد تمہارا رشتہ دار نہیں بلکہ اللہ کا رسولؐ ہے بلکہ نبیوں کا خاتم ہے۔

مرزائی کہتے ہیں: خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں۔ لیکن میرا دعویٰ ہے، سُن لو، میں محمد اسماعیل ہوں تمام مرزائی سن لیں، ان کے اگلے پچھلے سارے سن لیں۔ اگر دنیا کی تمام تفسیریں خواہ وہ سُنّی ہوں یا شیعہ، کسی نے بھی خاتم النبیینؐ کا ترجمہ سید المرسلین یا افضل النبیین کیا ہو تو میں مولوی ہی نہیں۔

کہتے ہیں، جی نہیں، جب خاتم کا لفظ بسوئے جمع مضاف ہو تو اس وقت اس

کے معنی افضل کے ہوتے ہیں جیسے خاتم الشعراء یا خاتم المحدثین۔ لیکن دیکھو یہ مرزا صاحب کی تریاق القلوب ہے اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: میں خاتم الاولاد ہوں۔ اولاد ہے جمع ولد کی اور خاتم اس کی طرف مضاف ہے۔ اس لیے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی بیٹی بیٹا پیدا نہیں ہوا کیونکہ میں اپنے باپ کا خاتم الاولاد ہوں۔

او خدا کے بندے! جب تو خاتم الاولاد ہو گیا تو تیرے بعد گھر میں کوئی بچی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا تو محمدؐ خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے؟

یاد رکھو! نبی اس وقت آتے تھے جب ایک ہی کسی علاقے میں آیا اور دوسرا علاقہ محروم رہ گیا تو نبی کی ضرورت ہوئی۔ مگر جب آقائے نامدارؐ نبی ہو کر آئے تو خدا نے فرمایا: محمدؐ کسی ایک علاقے کا نبی ہو کر نہیں آیا بلکہ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ کہ "محمدؐ عالمین کے لیے نبی ہو کر آیا ہے"۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

آقائے نامدارؐ عالمین کے لیے رحمت ہو کر آئے کوئی کونہ باقی نہیں رہ گیا"۔

سبحان اللہ! یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ نہ انگلینڈ میں، نہ عرب میں، پتہ نہیں پنجاب میں کیسی خشکی آ گئی کہ یہاں نبی کی ضرورت پڑ گئی حالانکہ ہمارے پنجاب میں پانچ دریا بہتے ہیں۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب دین کے کچھ مسائل ہو گئے اور کچھ رہ گئے تو دوسرا نبی آیا اور اس نے مسائل پورے کیے مگر جب میرا آقا آیا، آوازِ قدرت آئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۂ مائدہ، آیہ ۳)

کہ دین مکمل ہو گیا، نعمت پوری ہو گئی۔ کیوں حضور فرمایئے! اب تو آقائے نامدار پر دین مکمل ہو گیا ہے۔ اب اگر کوئی نبی آئے گا تو کس چیز کے لیے آئے گا۔

یا نبی اس وقت آتے تھے جب پہلی کتاب میں کچھ تحریف ہو گئی تو دوسرے نبیؑ نے آ کر اس کو درست کیا۔ جیسے حضرت عزیزؑ نے ہزاروں سینکڑوں سال کے بعد دنیا کو تورات دوبارہ لکھ کر دی۔ مگر آقائے نامدارؐ نے فرمایا: میرے بعد قرآن میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ میرے بعد قرآن غلط نہیں ہو سکتا۔ میرے اللہ نے فرمایا: جہاں میں نے نبوت کو ختم کر دیا ہے وہاں ہم نے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیا ہے۔ فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ

"کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

تو قرآن بدل کیسے سکتا ہے جب قرآن بدل نہیں سکتا تو نئے نبی کی ضرورت کیا ہے؟

میرے عزیزو ــــــ!

جب نبی آتے تھے تو ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور وہ اس کا نائب ہوتا تھا مگر جب آقائے نامدارؐ آئے تو فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ......الخ

"کہ اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ اب نبی کے نائب آئیں گے، نبی کے خلیفے آئیں گے"

کیوں دوستو ــــــ!

قرآن میں ہے تا کہ اب نبی نہیں بھیجوں گا بلکہ نبی کے نائب بناؤں گا۔ او خدا کے بندے! اگر حضورؐ کے بعد نبی آ سکتا تو نائب کا وعدہ کیوں کیا جاتا؟

کل مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ میں آ ؤں گا اور ختم نبوت پڑھوں گا۔ آپ لوگ آئیں۔ دیکھو میں ختم نبوت پڑھ رہا ہوں، تو عقل کی بات کر جب ایک مولوی بھی وعدے کے مطابق آ جاتا ہے تو جس امامؑ کا وعدہ ہے وہ کیوں نہیں آئے گا۔ اگر آج میں نہ آتا، بیمار ہو جاتا تو کیا آپ مولوی اسماعیل بنا لیتے؟ شاید بنا تو لیتے لیکن میرے سینے میں جو علم ہے، جو میں قرآن پڑھ رہا ہوں، جو میں بیان کر رہا ہوں یہ اس سے نہ ہو سکے گا۔ اس لیے کہ آپ کا بنایا ہوا میرا جیسا نہیں ہو سکتا۔ تو تیری عقل میں نہ آیا کہ بنانا اور چیز ہے اور وعدے کے مطابق آنا اور چیز ہے۔

میں وعدے کے مطابق آ گیا۔ اگر میرے پڑھنے کے بعد آپ ایک بچے کو کھڑا کر دیں یہ کوئی عقل مندی ہے۔ ویسے یہ میرے شاگرد ہیں، پڑھتے ہیں لیکن ان کو مجھ سے پہلے پڑھا لو تو اچھی بات ہے لیکن ان کو اگر میرے بعد کھڑا کر دو تو عقل مندی نہیں ہے۔

تو خدا کے بندے! جب بڑے عالم کے بعد چھوٹا عالم نہیں کھڑا ہو سکتا تو تو نے محمدؐ کے بعد یہ چھوٹے نبی کیسے کھڑے کر دیے۔

لہٰذا آقائے نامدارؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ہماری کتابیں صاف کہہ رہی ہیں۔ ہمارے مذہب میں علیؑ جیسی ہستیاں ہیں۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسی ہستیاں ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام جیسی ہستیاں ہیں لیکن ہم نے ان کو نبی کہنے کی جرأت نہ کی بلکہ لکھا ہے کہ ہمارے اماموںؑ کو نبی کہنا حرام ہے بلکہ کفر ہے۔

حضرت علیؑ سے کسی یہودی عالم نے بڑے سوال کیے اور پوچھا: یا علیؑ! اللہ کب سے ہے؟

تو علیؑ نے فرمایا: بیوقوف وہ کب نہیں تھا کہ کب سے ہے۔ تیرا سوال ہی غلط ہے۔ جب حضرت علیؑ نے ایسے جوابات دیئے تو اس نے کہا:

أَنْتَ نَبِیٌّ کیا آپؑ نبی ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: نہیں نہیں مجھے نبی نہ کہنا، أَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ۔ میں تو محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں"۔

اور یہ اصولِ کافی میرے سامنے ہے، اس میں ہمارے آئمہ طاہرینؑ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ ہمیں نبی نہ کہا جائے۔

نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت میرے ہاتھ میں ہے، اس کے ص ۳۵۵ پر لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے رسول اکرمؐ کو غسل دیتے ہوئے فرمایا:

بِأَبِی أَنْتَ وَ أُمِّی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِ غَیْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْاَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ

"کہ یارسولؐ اللہ! میں آپ کو غسل دیتا ہوں اور روتا ہوں کیونکہ آپ کی موت سے وہ چیز کٹ گئی جو کسی کی موت سے کٹ نہیں سکتی تھی۔ ہزار دنیا مرے نبوت ختم نہیں ہوسکتی، مگر تیری ہستی کے تشریف لے جانے کے بعد نبوت ختم ہوگئی، آسمان سے کوئی وحی نہیں آسکتی اور آسمان کی خبریں بھی بند ہوگئی ہیں"۔

اُصولِ کافی مطبوعہ تہران میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لَقَدْ خَتَمَ اللّٰهُ بِكِتَابِكُمُ الْكُتُبَ وَخَتَمَ بِنَبِیِّكُمُ الْاَنْبِیَاءَ

"کہ اللہ نے تمہارے نبی کے ساتھ تمام نبیوں کو ختم کر دیا اور تمہاری کتابوں کے ساتھ تمام کتابوں کو ختم کر دیا"۔

قرآن کے بعد کتاب نہیں آسکتی اور آقا کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فلاں روایت کے متعلق کیا

خیال ہے، تو فرمایا:

إِذَا كَانَتِ الرِّوَايَاتُ مُخَالِفَةٌ لِلقُرآنِ فَنُكَذِّبُهَا

"کہ جو روایت قرآن کے مخالف ہو، ہم اس کی تکذیب کرتے ہیں، روایت وہ صحیح ہے جو قرآن کے موافق ہو"۔

اُصولِ کافی میں ہے کہ دو انار حضوؐر کے سامنے آئے، فرمایا: یہ انار نبوت کا ہے اور یہ انار علم کا ہے۔

حضرت علیؑ سے فرمایا: علم میں تو تو میرا شریک ہے لیکن نبوت میں شریک نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔

تو میرے عزیزو ـــــــ!

ہماری کتابیں تو بار بار یہی فرمارہی ہیں کہ حضوؐر کے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اب میں برادرانِ اسلام کی کتابوں سے بھی پڑھتا ہوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا: بخاری شریف، پہلی جلد، باب خاتم النبیین:

مِثْلِي وَمِثْلُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمِثْلِ رَجُلٍ بَنٰى بيتًا فاحسنَهٗ وَاجملَهٗ الا موضع لبنةٍ من زاوية فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهٗ وَيَقُولُونَ هَلَّا وَضعت هٰذِهِ اللَّبِنَةَ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

"کہ میری مثال اور سابقہ انبیاءؑ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل بن رہا تھا، سارا محل بن گیا۔ ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ میں آ گیا، اینٹ لگ گئی، محل مکمل ہوگیا"۔

کیوں میرے عزیزو! حضوؐر تو فرماتے ہیں کہ نبوت کا محل مکمل ہوگیا۔ ایک اینٹ کی گنجائش تھی وہ میں تھا۔ وہ آ گیا۔ اینٹ لگ گئی، نبوت کا محل مکمل ہوگیا۔

فرماؤ! جب نبوت کا محل ہی مکمل ہو گیا ہے تو اب اگر کوئی نیا نبی آ جائے تو اس کو لگایا کہاں جائے؟ تیرے خیال میں یہ نبوت کا محل ہے یا مسجد بن رہی ہے۔

یہ محل جو بنا ہے انبیاءؑ سے بنا ہے۔ انبیاءؑ اس کی اینٹیں بنی ہیں۔ پہلی آدمؑ صفی اللہ کی اینٹ، دوسری نوحؑ نجی اللہ کی اینٹ، کوئی ابراہیمؑ خلیل اللہ کی اینٹ اور اس کی آخری اینٹ محمدؐ رسول اللہ۔

ایمانِ قرآن سے کہو کیا اتنے بڑے نبوت کے محل کا دروازہ معمولی ہو سکتا ہے؟ دو کروڑ روپیہ محل پر لگا کر باہر کھڑکی لگا دینا یہ کوئی عقل مندی ہے۔ اسی لیے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ وہ نبوت کا محل ہے۔

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا

کہ "میں علم کا شہر ہوں اور حیدر کرارؑ اس کا دروازہ ہے غیر دروازہ نہیں ہو سکتا"۔

یہ دروازے کا لفظ سمجھانے کے لیے فرمایا گیا ہے تا کہ تیری سمجھ میں آ جائے۔ جب محل کے اندر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کی نبوتیں ہیں، ان کے علوم ہیں تو اس کا دروازہ وہ ہو سکتا ہے جس کی زبان سے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے علوم ادا ہو سکتے ہوں۔ لو میں پیش کرتا ہوں حضورؐ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَ اِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ خُلَّتِهٖ وَ اِلٰی عِیْسٰی فِیْ زُهْدِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی وَجْهِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِب

"کہ جس نے آدمؑ کا علم دیکھنا ہو، نوحؑ کا فہم دیکھنا ہو، ابراہیمؑ کی خلت دیکھنی ہو، موسٰیؑ کی ہیبت دیکھنی ہو، عیسٰیؑ کا دم درود دیکھنا ہو۔ اگر ایک مرتبہ علیؑ کا چہرہ دیکھ لے تو سارے نبیؑ نظر

آ جائیں گے"۔

حضرت علیؑ اس محل کا دروازہ ہیں، دروازے میں کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہوتا ہے شہر کے اندر ہوتا ہے مگر دروازہ ایک وسیلہ ہے کہ شہر میں آنا ہو تو دروازہ۔ اگر شہر سے کچھ لے جانا ہو تو دروازہ۔ دروازے کا کام ہے کہ باہر والا اندر آ جائے اور اندر کی جنس باہر چلی جائے اور دیواروں کا کام ہے کہ نہ تو کوئی آئے اور نہ کچھ لے آئے۔

لہٰذا آپ سمجھ گئے کہ ہم شیعہ ختمِ نبوت کے قائل ہیں اور ختمِ نبوت کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں ـــــ (نعرۂ حیدری)

ذکرِ مصائب!

بس عزادارو ـــــ!

یہی ختمِ نبوت ہی تھی کہ جس کو بچانے زہراءؑ کی بیٹیاں، شام کے بازاروں میں گئیں۔

لیکن قربان جاؤں حسینؑ تیری غربت پر تیری بہنوں کو تیری لاش پر کسی نے رونے نہیں دیا۔ جب بیبیاں لاشِ حسینؑ پر آئیں تو ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جب زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا تو اُونٹ سے اس طرح اُتری جس طرح عباسؑ گھوڑے سے اُترا تھا۔

زینبؑ نے اپنے بھائی کی لاش پر بَین کیا، سب بیبیوں نے بَین کیا لیکن ایک بی بی ہے جو حسینؑ کی لاش کے قریب نہیں آئی، چند قدم دُور کھڑی ہوگئی۔

عزادارو ـــــ!

پتہ ہے وہ کون بی بی ہے؟ وہ بی بی علیؑ اصغر کی ماں اُم ربابؑ ہے۔ لاش سے دُور کھڑے ہو کر کہتی ہے: میرے سرتاج! میں تیری لاش کو دھوپ میں دیکھ کر جا رہی

ہوں لیکن میرے سر پہ چادر نہیں ہے جو تجھ پر سایہ کروں، لیکن میرے سرتاج! میں تیری لاش پر کھڑے ہو کر وعدہ کرتی ہوں کہ جب تک ربابؑ زندہ رہے گی، نہ ٹھنڈا پانی پیے گی نہ سائے میں بیٹھے گی۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ ربابؑ نے جو حسینؑ کی لاش پر وعدہ کیا تھا وہ پورا بھی کیا تھا یا نہیں؟ ربابؑ ایک سال تک دھوپ میں بیٹھ کر حسینؑ حسینؑ کرتی رہی۔ جب بیبیاں رہا ہو کر مدینہ میں آئیں، تالے بنی ہاشم کے کھل گئے۔ تمام بیبیاں اندر چلی گئیں مگر اُمِ ربابؑ صحن میں دھوپ میں بیٹھ گئی اور کربلا کی طرف منہ کر کے کہتی ہے:

میرے سرتاج! میں تیرے وعدے یاد کر کے رو رہی ہوں۔

بس عزادارو.....!

میں مر نہ گیا کس منہ سے بیان کروں۔ جب ایک سال گزر گیا تو مدینے کی عورتیں اکٹھی ہو کر زینبؑ کے پاس آئیں، کہا: زینبؑ! یہ مدینہ ہے شام نہیں، اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا کہ اُم ربابؑ دھوپ میں بیٹھ بیٹھ کر مر جائے۔ ربابؑ سے کہو کہ سائے میں آ کر بیٹھ جائے۔

زینبؑ اُٹھی، اُم کلثومؑ کو ساتھ لیا وہاں آئیں جہاں اُم رباب دھوپ میں بیٹھی تھی۔ رباب کا ایک ہاتھ زینبؑ نے پکڑا اور ایک ہاتھ اُم کلثومؑ نے پکڑا۔ زینبؑ نے فرمایا:

ربابؑ! تو مجھے کیا سمجھتی ہے، میں تجھے حسینؑ کی جگہ حسینؑ سمجھتی ہوں۔ جب زینبؑ نے دیکھا کہ ربابؑ کے دل میں میری بڑی قدر ہے تو فرمایا: اگر تو مجھے حسینؑ کی جگہ پر حسینؑ سمجھتی ہے تو میں زینبؑ کہتی ہوں کہ آ کر سائے میں بیٹھ جاؤ۔ یہ سننا تھا کہ ربابؑ کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی۔

عرض کی: خالقا! مجبوریاں بن گئیں، ہاتھ زینبؑ کا ہے، وعدہ حسینؑ سے

کر کے آئی ہوں۔ اگر سائے میں بیٹھ جاؤں تو حسینؑ کی وفا نہیں رہتی، اگر نہ بیٹھوں تو زینبؑ کی حیا نہیں رہتی۔ یہ کہتا تھا کہ موت کا پسینہ آ گیا۔

فضہ پاس کھڑی تھیں، کہا: زینبؑ! کس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو اُمِ رباب تو مر گئی ہے۔

شیعو! اُمِ رباب مر گئی لیکن حسینؑ کے وعدے پورے کر گئی۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ

ادارہ منہاج الصالحین لاہور